ما شاء الله لا قوة الا بالله

درین ایام میمنت انضمام بفضل خداوند کارساز نسخهٔ مضامین نغز و نیاز یعنی دیوان سراپا اعجاز موسوم بنام تاریخی

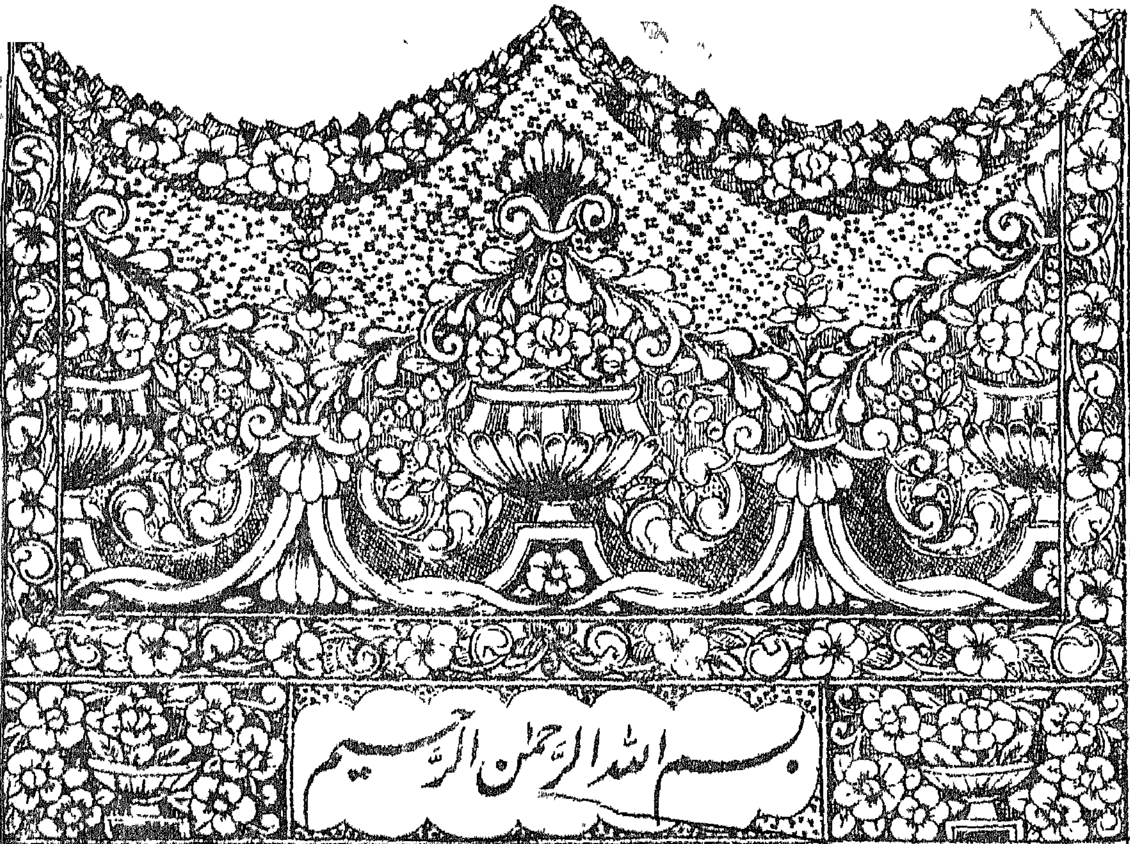


باهتمام نام عاجز محمد عبد الرحمن خان صاحب بن محمد روشن خان مغفور تربیت یافتهٔ خدمت برادر معظم محمد مصطفی خان بهرو

در ۱۳۰۲ھ در مطبع نظامی واقع کانپور محله ... طبع گردید

ردیف الف





کیا آغاز بسم اللہ سے مین نے اپنے دیوان کا
ہوا الحمد للہ مقترن نظم قرآن کا

سر دیوان لکھا جو وصف اوس رشک سلیمان کا
نظارہ آکے پریان کرتی ہین رخ دیوان کا

لکھون جو مین جو مضمون اوس رخسار تابان کا
ہو مطلع مطلع خورشید محشر اپنے دیوان کا

بناؤن حال مجنون کی طرح ہر فرد انسان کا
سواد دیدۂ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا

ہوا ہی جلوۂ معنی سے یہ رنگ اپنے دیوان کا
نظر آتا ہی ہر مضمون مین اک عالم پرستان کا

یہ پھیلا جاتا ہی ہر جا یہ چرچا میرے دیوان کا
ملا ہی چاہتا ہی خاک مین شہر صفاہان کا

کبھی کھولے جب سوے فلک اوس شوخ نے جھانکا
اوٹھا پردہ تلک پردہ نشین باغ رضوان کا

کیا قتل ایک کو تو چلا کے حسرت سے مرے لاکھوں
تری تلوار کرتی کام ہی کیا برق خندان کا

تمھارے لعل لب کو دیکھکر بس کیا ہی شرمایا
جگر ہو پانی پانی بہ چلا لعل بدخشان کا

جو آئی زلف گرد رخ نظر آنے لگا ہمکو
قریب چشمۂ خورشید عالم سنبلستان کا

مرے مانند اسکو بھی اگر مضطر بنانا ہی
تماشا دیکھو آکر چاندنی مین ماہ تابان کا

ضعیف و ناتوان ایسا ہوا ہون جس گھڑی چاہی
تھکا دے مجکو منزل بنکے ہر ذرہ بیابان کا

جو شب کو میرے ماتم کے لیے منہ کھولکر آیا
ہوا روشن چراغ آرزو شہر خموشان کا

کنوئین مین قید رکھا مجکو اس تقصیر پر سو بن
لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہ زنخدان کا

نظر آئی ہر اک جا چاندنی پھیلی ہوئی مجکو
لحد مین آج آیا دھیان جو اوس ماہ تابان کا

مین وہ دیوانہ تشنہ لب ہون جا ہے ایکدم بھر مین
سکھا دے کھینچکر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا

پس مردن سراغ ساکنان خاک پایا ہی
کھلی جب قبر دروازہ کھلا شہر خموشان کا

لب جانبخش کی سرخی کا عالم دیکھکر ای جان
ہوا جاتا ہی ٹکڑے ٹکڑے دل لعل بدخشان کا

مقابل میرے مہرو کے جو ماہ چاردہ نکلا
گھٹا کیا ہے بس ہر شب کو چہرہ ماہ تابان کا

نہین بیوجہ آئی زلف یہ سوئے ذقن اونکی
کریگی دل کو میرے قیدی چاہ زنخدان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگڑی نظر دیکھے
لہو ہو پانی پانی بہ چلے شیرِ نیستان کا

ہو دنیا اور کوے یار مین میری اقامت ہو
ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ رضوان کا

دلِ صیاد کا اللہ رے اپنے شوق جانبازی
ازل ہی سے نشانہ بنگیا ہی تیرِ مژگان کا

ترے قد اور ذقن کو دیکھکر کیا پھبتی سوجھی ہی
نہالِ حسن مین اک پھل لگا سیبِ زنخدان کا

شبِ فرقت جو سوتے مین ہین اکثر چونک اٹھا ہون
ہوا ہی شیرِ قالین سگبان شیرِ نیستان کا

جگہ اوس مہ طلعت کے اگر کوچے مین ملجاتی
ارادہ مرکے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ رضوان کا

گئے جب قید مین یوسف لگی کہنے زلیخا یون
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی دیکھو زندان کا

جو مثلِ لب صفت جانبخشی کی پائی نہین اسنے
تو کیا کیا خون نہین پانی ہوا لعلِ بدخشان کا

نگاہِ شوق بس لیکر چلی ہی پھر وہین مجکو
نشانہ جاتے ہی ہوگا جہان دل تیرِ مژگان کا

وہ ادنا سی صفت ہی میری کوہ مہ طلعت کی
جہانتک وصف ہی واعظ ترے گلزارِ رضوان کا

نہین بے وجہ آئے ہین ذقن تک بال لہراکر
یہ کالے پانی پینے آئے ہین چاہِ زنخدان کا

سنور کر اسطرح کاکل بناکر باغ مت جاو
نہین تو چھوٹ جائیگا ابھی دل سنبلستان کا

فلک بھی اک حباب آسا نظر آتا ہی آنکھون مین
یہ دریا بڑھ گیا ہی دیکھو میری چشمِ گریان کا

وہ گریان ہون کہ رو رو کر کے دریا بھر دیا مین نے
خیال آیا ہی جب فرقت مین مجکو چشم جانان کا

نہین ہی سبزۂ خط کا نمو گرد اونکی آنکھون کے
چری ہی آہوون کی گویا خط رخسار جانان کا

تمہاری کاکل پر خم کے خم کو دیکھکر ای جان
دھوان بنکر ابھی اوڑ جائیگا دل سنبلستان کا

پریزاد ان معنی پر احد اپنی حکومت ہی
گمان ہر صفحۂ دیوان پہ ہی تخت سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا
جہان مین نام ہی موسی فقط اس گھر کے مہمان کا

جنون مین کسطرح پھیلا ہی ہاتھ اب وحشت جان کا
کہین ای عقل رکھلے تو ہی پردہ اس گریبان کا

اسکے گرد اس کمبخت کی دن رات گردش ہی
یہ دل ہی یا الٰہی یا کہ مرکز چرخ گردان کا

جنون مین یہ اثر دکھلایا عشق روے تابان نے
بنا خورشید محشر ہی ہر اک ذرہ بیابان کا

کیا ہی چاک اوس خورشید رو کی مہر مین اسکو
شعاع آفتاب حشر ہی تار اب گریبان کا

سراسر محو حیرت اپنے قاتل کا ہون حیرت ہی
گمان ہر زخمہاے تن پہ ہی اب چشم حیران کا

دکھایا بعد مردن لطف عشق روے تابان نے
لحد مین داغہاے دل سے ہی عالم چراغان کا

نقاب روے انور جب اوٹھا دیتے ہو چہرے سے
نظر آجاتا ہی عالم بہار باغ رضوان کا

مرا دستِ حنائی کی جو الفت مین ہین دیوانہ
شفق بنکر فلک پر ہی غبار اپنے بیابان کا

خیال آتا ہی جب مرغ جنون کے قید کرنیکا
بنا لیتے ہین پھندا آپ ہم تار گریبان کا

ضیا وہ پائی اوس آئینہ رو کی داغِ ہجران نے
خجالت نامہ خورشید ہی چاک اب گریبان کا

تری آنکھون کی گردش کو جو گردش مین نہین پاتا
تو کیا کیا چرخ کھاتا ہی دل اس گردونِ گردان کا

نقابِ رخ اوٹھا کر جب کبھی گلشن مین جاتے ہین
سبق پڑھتے ہین مرغانِ چمن اونکے گلستان کا

بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہی
ذرا احوال پوچھو آئینے سے اپنے حیران کا

یہ قاصد پہلے خط دیکر زبانی تجھے کہدینا
لبون پر آرہا ہی دم ترے بیمار ہجران کا

صفائی دیکھیے اللہ ری شانِ حسن خلقت سے
کھلا سینہ تو پردہ اوٹھ گیا اسرارِ پنہان کا

چھپائے سے نہین چھپنے کا قاتل قتلِ ناحق یہ
شہادت نامہ ہی دامن ترا خون شہیدان کا

مٹایا خواہشِ دنیا نے ایسا ڈھونڈھیے گر بھی
نشان ملتا نہین اسکندر و فغفور و خاقان کا

بہارِ گلشن فردوس پھر جاتی ہی آنکھون مین
اوٹھا دیتے ہو پردہ جسگھڑی رخسارِ تابان کا

دکھایا کھول کر منہ اوسنے پردے سے جو محفل مین
سحر ہوتے ہی بس منہ زرد تھا شمع شبستان کا

لبِ جان بخش تک آئے نہین ہین بال لہرا کر
یہ کالے آکے پانی پی رہے ہین آبِ حیوان کا

کیا ہی تنگ جب وحشت نے تو پھر دست وحشت سے
کیا ہی تنگ مین نے حال دامان و گریبان کا

مچا اندھیر ہی غوغا ہی مارا مار کا ای دل
نکر ہرگز ارادہ کوچۂ گیسو سے پیچان کا

رہو آباد کہنے کو نہ سمجھو میرے بے حاصل
بڑھاتی ہی گدائی بھی دعا کچھ رتبہ سلطان کا

نظر آتا نہین دل اپنا بچتے ای احد ہمکو
پرا ابیڈھب جما ہی آج اونکی فوج مژگان کا

ملال اتنا رہا باقی تو مجھ بیمار ہجران کا
شب غم نے قیامت تک مرے ماتم مین منہ ڈھانکا

نہین پردہ ہوئی ہی زلف شبگون روے جانان کا
شب معراج نے آکر کے کعبے کا ہی منہ ڈھانکا

مسرت آکے پھر جاتی ہی پاس خاطر غم سے
ابھی صبح وطن منہ تکتی ہی شام غریبان کا

شب فرقت مین اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی
مزاج اب بیقراری پوچھتی ہی درد پنہان کا

خیال مجمع احباب پر منہ ڈھانک لیتا ہون
ہی اک افسانۂ ماتم بیان خواب پریشان کا

شریک بیکسی و حسرت و اندوہ و حرمان ہی
مزاج ای صبح غم کیا پوچھیگی شام غریبان کا

خیال زلف کو رونق ہوئی گھر چھوڑ دینے سے
شب غم نے لگایا حاشیہ شام غریبان کا

نمک پاشیکار زخمونپر مرے جب قصد کرتے ہو
خوشی منہ چومتی ہی ہنسکے اپنے زخم خندان کا

دل وحشی خیالِ گیسوئے جانان مین رہتا ہی — دیا ہی ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا

اُداسی چہرۂ عاشق پہ چھا جاتی ہی پہلے سے — خدا کالا کرے مُنہ اور بھی اس شام ہجران کا

لحد مین بھی ہزارون صدمۂ فرقت اُٹھائینگے — نچھوڑیگا پس مردن بھی پیچھا عشق جانان کا

کڑی ہر خانۂ زنجیر کی منزل ہی زندان مین — پھر اوس پر ہی غضب ہونا تصورِ زلفِ پیچان کا

چمن مین کان جو کھولے ہوے ہر گل پریشان ہی — صبا شاید کہ قصہ کہتی ہی زلفِ پریشان کا

دلا دیتا ہی یادِ لذتِ شمشیر جب مجکو — خوشی سے چوم لیتا ہون مُنہ اپنے زخمِ خندان کا

جگہ یون خانۂ دل مین ہمارے یاس نے کی ہی — کہ اب باقی نہین ہی نام تک بھی دل مین ارمان کا

وہ بلبل ہون قفس مین گرچہ مدت ہو گئی مجکو — مری آنکھون مین ابتک ہی کھنچا نقشہ گلستان کا

نہانِ جوشِ تمنا ہین یہان لاکھون خموشی مین — نہ لب کھلوا تو ای حسرت کبھی گورِ غریبان کا

نمودِ سبزۂ خط سے قریبِ لب ہوا ثابت — مقدر مین خضر ہی کے تھا چشمہ آبِ حیوان کا

لحد مین خفتگانِ خاک اب کیا خاک سوئینگے — اجل کہتی ہی افسانہ کسی زلفِ پریشان کا

لیاقت شعر فہمی کی ہر انسان مین نہین ہوتی — سخندان جو ہین وہ مطلب سمجھتے ہین سخندان کا

امیدِ وصل یارب قطع ہو جائے کہین دل سے — نہین اُٹھتا دلِ حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

مری سرگشتگی وحشت مین طرفہ رنگ لائی ہی
بگولا بنکے پھرتا ہی غبار اپنے بیابان کا

یہانتک گلرخونکے عشق مین گل ہنسے کھائے ہین
کہ عالم زخمہاے دل پہ ہو گلہاے خندان کا

میسر بوسۂ لب ہون گے رخ پر خط کی آمد ہی
نشان بتلائین گے اب خضر مجکو آب حیوان کا

احمد کچھ اور بھی اب نالۂ موزون رقم کیجے
ابھی تو حوصلہ باقی ہی کلک گوہر افشان کا

لکھا ہی اسقدر مضمون قدرت ہاے یزدان کا
طلسم خامۂ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا

لکھون دیوان مین گر کچھ قصہ طول زلف جانان کا
ازل مطلع ہو دیوان کا ابد مقطع ہو دیوان کا

رہیگا عشق اسکو گر یونہین تیرے گریبان کا
گلا کٹوائے گا اک دن ہلال عید قربان کا

جنون مین جامۂ وحشت نے کیا وسعت یہ پائی ہی
فضاے عالم امکان بھی اک گوشہ ہی دامان کا

مری گو جان لی پر بچگئی بدنام ہونے سے
بہانہ ملگیا اچھا قضا کو روز ہجران کا

تجلی سے رخ انور کی کیون حیرت نہو مجکو
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے جانان کا

دل مضطر مرا جب دیکھیے بے چین رہتا ہی
مزاج اچھا نہین رہتا ہی اب اس دشمن جان کا

غم تازہ یہان جب دیکھیے مہمان رہتا ہی
مرا دل بنگیا ہی اک مکان داغ عزیزان کا

یہ سمجھے تھا کہ اک دن چاک ہوگا دست وحشت سے
خدا نے بارے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے مجھکو
مرے مذہب سے مذہب ہی جدا گبر و مسلمان کا

ترے آنیسے گلشن مین یہ کیفیت ہوئی پیدا
بہار باغ جنت ہی ہر اک تختہ گلستان کا

نہ کیونکر مصحف رخسار جانان سے محبت ہو
مسلمان زادہ ہون مین اور حافظ ہون مین قرآن کا

جو کچھ کہتا ہون مین اونسے تو وہ کیا کیا نہین کہتے
خدا سچ ہی نہ تابع کرے انسان کو بھی لسان کا

پتا جا کر کے کوے یار مین یون پوچھنا قاصد
بتاؤ نام یان رضوان ہی کسکے در کے دربان کا

زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر کر نہین آتا
تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا

نہین ہی سبزۂ خط گرد رخ کے دست قدرت نے
لکھا ہی حاشیہ دیکھو خط ریحان مین قرآن کا

جو جاتے ہو تو ہنس پڑتے ہین غنچے کھلکھلا کر کے
چمن مین دیکھکر عالم تمھارے روے خندان کا

دل پر داغ مین پنہان ہزارون آرزوئین ہین
کھلائیگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا

گئے تھے دیکھے دھوکا ہجر مین پھر کر جو پھر آتے
تمھارے سامنے کرتے گلہ عمر گریزان کا

پس مردن بھی اپنے دل مین باقی ہی خلش کچھ کچھ
تعلق نشتر غم سے ہی باقی کیا رگ جان کا

پڑے جسپر نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جائے
قضائے ناگہانی نام ہی اس تیر مژگان کا

چلی تھی رُوٹھکر مجھسے یہ ہمراہِ قضا جس دم
تو کس حسرت سے مُنہ تکتا تھا مین عمرِ گریزان کا

مضامین میرے دیوانمین ہین دیکھو عشق کے ایسے
ہر اک شعر اپنا گویا تبسم ہی گلستان کا

زمین شعر نے رتبہ فلک کا ای احمد پایا
ہر اک نقطہ مہِ برجِ شرف ہی اپنے دیوان کا

احمد یہ شاعرانِ حال دھنی مین کہان باتین
نہو شاہِ دواوین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلوہ افگن زلفِ شبگون سے رخِ زیبا ہوا
آفتابِ حشر نکلا نور کا تڑکا ہوا

حیرت افزاے جہان وہ نور کا بکّا ہوا
دیکھکر انسان کیا پریون کو بھی سکتا ہوا

جلوہ رُخ سے کیا گھر بیخودی نے آنکھ مین
جب اُٹھا پردہ اودھر تو پھر ادھر پردا ہوا

پڑگئے لاکھون پھپھولے دستِ پاے یار مین
شعلۂ رنگِ حنا سے یہ اثر پیدا ہوا

رو دئے جب یادِ دُرِّ دندان مین تو پھر خاک پر
لوٹ کر اشکون کا قطرہ گوہرِ یکتا ہوا

اسقدر افتادگی مین محوِ حیرت ہو گیا
نقشِ پاے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا

پیسنے کا قصد رکھتا ہی مرے ہر دم مدام
آسیاے چرخ کا گویا کہ مین دانا ہوا

جان کے جانیکی کچھ پروا نہین پر غم یہی
دامنِ قاتل پہ میرے خون کا دھبّا ہوا

ہاتھ پڑنیسے وہ اپنے جسم پر جھجکین نہ کیون
آتش رنگ حنا سے شعلہ ہی بھڑکا ہوا

سیر دریا کے لیے جب مین گیا بے یار کے
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

لکھدیا تھا حال وحشت ہمنے بھولیسے جو کچھ
نامہ بر بھی لیکے خط راہی سوے صحرا ہوا

خون اتنا بہ چلا تلوونمین کانٹے جب چبھے
دامن گل کیطرح سے دامن صحرا ہوا

جب پھری تار نظر مین صورت زیبائے یار
پتلیونمین پتلیون کا بھی تماشا کیا ہوا

کسنے ہاتھ اپنا ملایا ہاتھ سے اوس شوخ کے
طائر رنگ حنا تک آج ہی بھڑکا ہوا

سبزۂ خط کی محبت سے ہو عشق ذقن
رہنمایہ خضر خط اس چاہ تک اپنا ہوا

بے نشان کرتی ہی مجکو اپنی ہی گم گشتگی
گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا

کشتۂ تیر نگاہ ناز مدفون ہو گیا
ابتو دل اوکاوش مژگان تم ٹھنڈا ہوا

جام مے کے شوق مین بیٹھے رہے پہرون مگر
نخل ساقی میرے حق مین پنبۂ مینا ہوا

او مہ برج منور پر تو رخ سے ترے
چاندنی پر چاندنی کا بزم مین دھوکا ہوا

خط کا اونکے چہرۂ تابان پہ ہر اب یہ نمود
یا ورق پر شمس کے مضمون ہی کچھ لکھا ہوا

وحشت غربت مین وہ ہو نہین بے سر و سامان احد

جس شجر کے سایہ مین بیٹھا وہ بے پتا ہوا

باغمین دستِ حنائی کا ترے چرچا ہوا
ہر رگِ گل مین اثر خونِ تمنا کا ہوا

چھونے سے زلفِ سیہ کے وسنے ناخوش ہوگئے
آینے مین بالِ ناحق آپکے پیدا ہوا

بال کو بکھرا کے رخ پر بولا وہ آئینہ رو
اب حلب مین دیکھلو تار بھی پیدا ہوا

ہون وہ وحشی زلف کے سودے مین رہتا ہون جہین
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

جانیے کس شمع رو سے پھر لگی ہی اسکو لو
آجکل رہتا ہی کچھ پہلو مین دل جلتا ہوا

خرمنِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی
جب وہ مثلِ برق آیا خواب مین ہنستا ہوا

انتظامِ ہستیِ موہوم مین آیا فساد
نالۂ پُر دردِ غم کا دل پہ جب بلوا ہوا

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو
دیکھکر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

ای بتو اب مجمین ہی وہ گرمیِ الفت کہان
سرد مہری سے تمھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

دیکھکر کیا منہ عدم سے ابرِ تر کا آئے تھے
مثلِ شبنم عمر بھر اس باغ مین رونا ہوا

چشمِ مستِ یار نے بدمست مجکو کردیا
ساغری کی نہ خواہش رہ گئی اچھا ہوا

لکھدیا تھا جو دہن کا اور کمر کا حال کچھ
نامہ بر عنقا ہوا اور خط پر عنقا ہوا

جان اپنی سبزۂ خط پہ کیسکے جائیگی
تھا یہی شاید خطِ تقدیر مین لکھا ہوا

بام پر آکر نقابِ رخ اُٹھایا اوسنے جب
آفتابِ روزِ محشر جلوہ گر گویا ہوا

رتبۂ اکمل کو پہونچا جو ہوا گوشہ نشین
گوہرِ یکتا صدف مین قطرۂ دریا ہوا

یاد غیرونکی ہو گیا اب کچھ خبر اپنی نہین
اسقدر مین اُوپری محوِ رخِ زیبا ہوا

دہر مین جسکا مقدر نام ہی ای ہمدمو
عمر بھر دیکھو نہ ہمسے وہ کبھی سیدھا ہوا

اسقدر ہین یار سے بدگمانی ہو اوسے
خواب مین بھی آتا ہی وہ شوخ تو ڈرتا ہوا

کوچۂ جانان مین جا کر گر پڑے جو سر کے بل
کعبے مین گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا

رونے مین جسدم تصور سبزۂ خط کا ہوا
زخمِ دل پر مرہمِ زنگار کا پھاہا ہوا

لاکھ سر مارا کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا
منفعل تیرے مریضِ غم سے کیا عیسا ہوا

بیٹھکر پہلو مین اپنے ایکدم وہ اوٹھ گئے
دشمنِ جان دردِ دل اپنے لیے پیدا ہوا

بحرِ عالم سب حباب آسا نظر آنے لگے
جوش پر اشکونکا میرے جسگھڑی دریا ہوا

ہی بیانِ گوہرِ دندانِ جانان میرے سے
گوشۂ عزلت مین جو بیٹھا دُرِ یکتا ہوا

ہوں وہ مجنوں صورتِ جاناں جو آئے خواب میں
دل ہمارا جلوہ گاہِ جلوۂ لیلا ہوا

گردشِ چشمِ فسونگر کے اثر سے دیکھنا
دل بھی اپنا بنکے آہو بادیہ پیما ہوا

سے بیدم ہونے تک ترچھی نگاہوں کی رہی
پار سینے کے اوتر کر تیر یہ سیدھا ہوا

مفت ہمسے لیکے تمنے اے بتو کھویا اسے
درد سے آنکھوں کے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا

آتی آوازِ انا لیلی بھی تھی ہر عضو سے
سر سے پا تک قیس جب محوِ رخِ زیبا ہوا

رکھتا ہی بیچین مدت تک تعلق دل کا بھی
غیر کے پہلو میں بیٹھے درد یاں پیدا ہوا

ہر دہانِ زخمِ بسمل سے یہ آتی ہی صدا
زخمیِ تیغِ نگہ جو ہو گیا اچھا ہوا

نام باقی ہی وجودِ جسم بالکل کچھ نہیں
گم کر کی جستجو میں صورتِ عنقا ہوا

چھیڑ دیتا ہوں میں نوکِ خار سے اکثر اسے
جوش پر جسدم مرا خونِ رگِ سودا ہوا

نور سے اپنے بنا کر احمدِ مختار کو
آپ ہی مجنون بنا اور آپ ہی لیلا ہوا

مر گیا عاشق تمھارا ہو گیا قصہ تمام
آرزوے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا

یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگڑ کر کہتے ہیں
تم پڑے بیمار اور عالم میں میں رسوا ہوا

ہو کے عاشق آپکی زلفِ سیہ کا جانِ من
کوچہ و بازار میں کیا کیا نہ میں رسوا ہوا

کہہ نہیں سکتا ہوں اونسے گو زبان کہنے کو ہی | گونگے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا
نغمہ سنجِ گلشنِ معنی ہون مین بھی بلبلو | کچھ سناؤنگا اگر اس باغ مین رہنا ہوا

ضعف سے اپنی یہ حالت ہو گئی ہی ای احد
نالہ بھی آتا ہی لب تک سو جگہ اڑتا ہوا

آتشِ دل کا اثر یہ دیکھلو پیدا ہوا | ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا
سبزۂ خط کے نکلنے کا ہوا عالم مین شور | طوطی اپنے یار کا بھی بولتا پیدا ہوا
جسپہ یہ پڑتا ہی وہ شی بھی چمک جاتی ہی صاف | سایۂ مہتاب گویا یار کا سایا ہوا
نازکی ایسی ہی اس سے بھی نکل آیا عرق | جسمِ جانان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا
جام خالی دیکھے ساقی تو جو ترسانے لگا | کاسۂ می حق مین میرے بھیک کا کاسا ہوا
کشتۂ چشمِ سیاہِ یار تھا جو ہمدمو | بعد مردن جو غبار اپنا تھا وہ سرمہ ہوا
وصل کی شب شمع کی حاجت نہ تھی اصلا مجھے | اوس پری کے آتی ہی گھر نور کا سارا ہوا
دل پہ جب او شمع رو نقشہ ترا آیا اوتر | پہلو فانوسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا
آتے ہی صورت کے تیری اسمین رونق آگئی | اپنا پہلو اوپری بلور کا شیشا ہوا

تھی جو الفت ابروئے خمدار سے تیری مجھے
سوکھکر اے جانِ جاں تن بھی ہلال آسا ہوا

اشک کا قطرہ ہمارے دیدۂ سودا سے آج
گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگارا ہوا

مہر کی حالت ہوئی اپنی اے احمد اب ضعف سے
نام کو اٹھنا ہو اپنا جب کبھی اٹھنا ہوا

اثر باقی ہی بعدِ مرگ ضعفِ جسم زائل کا
کچھ اٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا بھی مری گِل کا

فرشتونکو بھی ہوگا عشق اوس نہرہ شمائل کا
ستارہ دیکھنا چمکیگا پھر اب چاہِ بابل کا

پتا ملتا نہین ہی دیکھتے ہین لاکھ ساحل کا
خدا ہی ناخدا ہی اب ہماری کشتیِ دل کا

وہ بسمل ہون کہ الفت بڑھ گئی ہی قتل ہونے سے
تڑپکر چوم لیتا ہون مین اکثر ہاتھ قاتل کا

یہی نزرات ہی جسمین کوئی تڑپے کوئی پھڑکے
پسند آیا ہی بس اونکو تماشا مرغِ بسمل کا

مری آنکھون پہ پٹی باندھی اوسنے خونکے ڈر سے
نہ دیکھا ہائے وقتِ قتل بھی منہ ہمنے قاتل کا

نظر آئی نہ پھر مجنون کو لیلی بدنصیبی سے
گیا بیہوشی نے پردہ اٹھا جب پردہ محمل کا

نکل جاؤن سوئے صحرا ہی جی مین ہی زندان سے
بہار آئے تو ابکے سلسلہ توڑون سلاسل کا

اثر باقی رہا بعدِ فنا بل بے پریشانی
کلالون سے نہ ہرگز بن سکا کاسہ مرے گِل کا

لبِ ساحل نہین ہی تر تو کم ظرفی کا باعث ہی
قصورِ فیض دریا کیا قصور اسمین ہی ساحل کا

الٰہی پانوٗن بھی میرے مثالِ بخت سو جائین
خفا ہوتے ہین دربان دیکھکر ہلنا سلاسل کا

یہ شوقِ دیدِ لیلی ہی کہ بس اوڑکر لپٹ جائے
غبارِ قبرِ مجنون دیکھلے گر جلوہ محمل کا

ندامت سے چھپا لیتا ہی مُنہ کو اپنے دامن سے
گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا

خطِ تقدیر مین عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلب خطِ مشکل کا

یونہین فریاد کرتے ہین اسیرِ کاکلِ پیچان
یہی زندان مین ہر دم غُل ہی پانونکے سلاسل کا

دعائین دیتے ہین دل سے سمجھ لو دلمین تم بھی کچھ
حسابِ دوستان دردل فقط ہی فیصلہ دل کا

نہ کعبے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا ای دل
فقط اک دردِ سر ہی تھا یہ طی کرنا منازل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
جھکائی لاکھ گردن پر نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

لگایا اپنے سینے سے اوٹھاکر اوسکو قاتل نے
تڑپکر جا پڑا قدمونپہ جب سر اوسکے بسمل کا

ہمین وہ قتل کرکے اب کفِ افسوس ملتا ہی
فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا

پہونچ جاتا ہون کوے یار مین گرچہ ہون دور اوس سے
ہی پاے شوق سے آسان طی کرنا منازل کا

دل اپنا کوچۂ کاکل سے پھر کر جب سے آیا ہی
کچھ ایسا خستہ ہی جیسے تھکا ہو کوئی منزل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی بخت ساحل کا

دکھا دے خنجر ابروے بران کو اگر قاتل
نظر آجاے محفل مین تماشا رقص بسمل کا

دل محزون تلاش رہروان خاک جانے دے
پتا کیونکر ملے ہی فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہی کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہی
عجب احوال ارزون احد سینے مین ہی دل کا

سوئے گر ہوا ایما خنجر ابروے قاتل کا
نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقص بسمل کا

نکل جائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسمل کا
پڑے گر ہاتھ پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا

ارادہ ہی یہی زندان مین بس اب حضرت دل کا
چلو صحرا کو توڑو سلسلہ بالکل سلاسل کا

خدا کا شکر کہ اب تک کمال حسن ہی ورنہ
کمال اک شب فقط رہتا ہی مہمان ماہ کامل کا

ہنسی معشوق کی ہوتی ہی وجہ گریۂ عاشق
چمن مین خندۂ گل سے ہی بس نالہ عنادل کا

الہی دیکھیے مقتل مین کس دن پیاس بجھتی ہی
مین تشنہ لب ہون اک مدت سے آب تیغ قاتل کا

ترے در کی گدائی کے لیے بس اے شہ خوبان
فلک بھی لیکے پھرتا ہی پیالہ ماہ کامل کا

شب تاریک گیسو مین دکھا کر مانگ کہتے ہین
ابھی رستے مین لٹ جاتا ہی دیکھو قافلہ دل کا

کسی گل کا ہون بیمارِ محبت صورتِ بلبل
سرِ بالین مرے تکیہ ہو پر اُسکے عنادل کا

نہ پوچھو ہی گرہ کیون رشتۂ گریہ مین اشکون کی
نہ سمجھو سہل کھلنا عقدہاے کارِ مشکل کا

بگڑتے ہین سوالِ وصل پر وہ تو یہ باعث ہی
ابھی کچھ امتحان الفت مین کرتے ہین مرے دل کا

غبار اپنا بگولا بن کے اکثر رقص کرتا ہی
یہی مرِدون خیال آتا ہی جب رقص اوسکی محفل کا

کھلینگے ناخنِ تدبیر سے بندِ قبا اک دن
انھین ہاتھون سے حل ہوتا ہی عقدہ کارِ مشکل کا

حسینانِ جہان کرتے ہین کسبِ نور سب اوس سے
چراغِ طور ہی اک گل چراغ اب جسکی محفل کا

بہار گل چمن مین تھی تو بلبل نالہ کرتی تھی
خزان مین برگ افتادہ سے ہی عالم جلاجل کا

سوا میرے کرم ہی غیر پر اوس بحرِ خوبی کا
پڑا کیا بخت پر میرے بھی سایہ بخت ساحل کا

اثر باقی ہیں مرِدن ابھی تک ہی خرابی کا
بگڑ جاتا ہی بن بنکر کے پتلا بھی مری گل کا

بوقتِ شعرگوئی ہجرِ جانان مین جو نالان تھا
مرے دیوان مین ہی اوراق سے عالم جلاجل کا

سیہ رو آسمان تھا رات بھر مارے ندامت کے
ستارے دیکھکر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا

سلیمان بھی جو آئے تو نہ دم مارِ تکلم ہو
فلک پر ہی دماغ افزون تیرے در کے سائل کا

رخِ جانانکو کیون ان ماہتی شکلون سے نسبت دون
مہ و خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا

بتانِ سنگدل سے ہو نہ صورت آشنا کوئی
یہی نالہ ہی برسون سے شکستِ شیشۂ دل کا

گلے کو گھونٹکر فرقت مین اپنی جان دی مینے
نہ منت کش ہوا صد شکر دست و تیغِ قاتل کا

دمِ فکرِ سخن مضمون عالی پاؤن پڑتے ہین
تصور ہی احد اُنڑوزون کس خورشید منزل کا

صدا دیتا ہی بعد از قتل یہ سر اوسکے بسمل کا
ازل سے ناز پروردہ ہون دست و تیغِ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ ہی ملکِ تصور جسکے قبضے مین
مری آنکھون مین جلوہ ہی مری لیلی کے محمل کا

اوسکے ہجر مین ذرات ہی اپنی یہ جانسوزی
چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمع محفل کا

بہت خوش ہوکے مجسے بال وہ اپنے گوندھاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیا انامل کا

کوئی محرابِ کعبہ مین ہی کافر گویا جا بیٹھا
یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا

رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفِ یار تک ہوگی
مقدر سے کرمیون کے بڑھا ہی حوصلہ دل کا

خدا کے سامنے محجوب ہوگا قتل ناحق سے
قیامت مین مرا ہی ہاتھ اور دامن ہی قاتل کا

وہ ہمسے طالعِ برگشتہ کیصورت پھرے ایدل
گمان جس ہاتھ پر ہوتا تھا گردن مین حمائل کا

خیال اوس سنگدل کا دل سے دم بھر بھی نہین جاتا
رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھ اب سل کا

جگہ نقطے کی قرآن مین نہین ہی مجکو حیرت ہی
تمہارے مصحف رخسار پر نقطہ ہی کیون تل کا

تڑپنے کی نہ دی دم بھر بھی مہلت مجکو قاتل نے
نہ نکلا ہائے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا

یہ محو لیلیٰ ہی جو ممکن ہو تو لائق ہی
بنے تار نگاہ قیس سے پردہ بھی محمل کا

تو وہ رشک سلیمان ہی کہ اب بھی قاف سے اوڑکر
تماشا دیکھنے آتی ہین پریان تیری محفل کا

اندھیری رات مین روشن ہین گویا شمع کافوری
یہ عالم آج کل گیسو مین ہی اونکے انامل کا

دم آیا ہی لبون پر ہی تمنا بوسۂ لب کی
سؤال آخری ہی رد نکر تو اپنے سائل کا

شب فرقت مین سر دھنتے ہین روتے ہین بلکتے ہین
نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعی باطل کا

بہت فرہاد اور مجنون کے تو قصے سنے ہونگے
کبھی بہر خدا سن لیجیے قصہ مرے دل کا

پس مردن بھی ہجر یار مین لحد مین تڑپتا ہون
نمایان سنگ مرقد پر بھی ہی عالم زلازل کا

کیا قتل اوسنے جانبازون مین میری آبرو رکھلی
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا

اثر باقی جنون کا ہی وہی اللہ رے ابتک
کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہین مری گل کا

نہ آیا نزع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
تصور مرتے مرتے بھی رہا جس شوخ غافل کا

ہوے مقتل سے راہی پھیر کر منہ رنج کے مارے
نہ دیکھا جب گیا اونسے تڑپنا بس مرے دل کا

شہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہمکو
بھلا کیا منکشف ہو حال ہم پر حق و باطل کا

جو وان غیرونکے پہلو مین رہا کرتے ہین وہ اکثر
تو یان ذرات صدمہ رہتا ہی وجع مفاصل کا

نہ ہونگے مست بوے گل بہار آئی بھی گلشن مین
گیا جوش جنون کے ساتھ سارا ولولہ دل کا

بہت کھینچ کھینچ کے دم لے لیکے گرک کر کے چلتی ہی
احد مقتل مین دیکھو آج غمزہ تیغ قاتل کا

تصور رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا
گذر باغ ارم مین آج کل ہی حضرت دل کا

جب اوسکا دھیان کرتا ہون خیال زلف آتا ہی
مرے پا لیے تصور مین بھی ہی عالم سلاسل کا

نہین پہلو مین ہین وہ تو تصور اون کا رہتا ہی
مری بیحاصلی مین بھی ہی اک مضمون حاصل کا

نہ پوچھو ہجر مین حالت مری کیا ہو چکی کیا ہی
کیا دق نے بھی دق سینے پہ صد سل سے ہی سل کا

جلا دے برق گر گر اوسکو وہ برگشتہ طالع ہون
مرے خرمن پہ لے گر نام دہقان آگے حاصل کا

جہان مین جتنے ہین دیوانے تیرے ہین پری پیکر
مٹایا حسن نے تیرے نشان انسان عاقل کا

ستم چھوڑو ستم کو عدل سے اب پیش آؤ تم
خدا کے گھر مین سنتے ہین بڑا رتبہ ہی عادل کا

وہ ظالم آشنا بے ظلم ہی ایسا بگڑتا ہی
کوئی بھولے سے بھی گر نام لے سلطان عادل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا مثل تیرے تو ہوا ثابت
جہاں مین ممتنع بس نام ہی تیرے مقابل کا

جو عاقل ہین اونھین راحت کی فکر اصلا نہین ہوتی
خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہی کام جاہل کا

نہین ہے چین ہجر یار سے دم بھر بھی دنیا مین
قیامت مین بھی دیکھین حال کیا ہو مجھسے غافل کا

خیال نفع کیونکر ہو مین وہ برگشتہ طالع ہون
سراسر ہے نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا

نہ پوچھو فرقت جانان مین کیا کیا حالتین گذرین
کبھی دق نے کیا دق اور کبھی صدمہ رہا سل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا آجتک ہمنے زمانے مین
ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسان عاقل کا

چرالے کیون نہ بیدڑ ہوکے دل کو میرے بہاوے
نہین دزد حنا کو کچھ خطر سلطان عادل کا

وہ آئینے مین منہ کو دیکھکر کہتے ہین لوگون سے
زمانے مین نہین ہی دوسرا میرے مقابل کا

کتاب عشق کے اک لفظ کا مطلب نہین سمجھا
دل نادان ہی تو شاگرد کس استاد جاہل کا

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ہی چین اب دل کو
ستاتا ہی نہایت عشق اب اوس شوخ غافل کا

ترا نقشہ بنا کر صانع قدرت نے فرمایا
بناونگا نہ اب مین دوسرا تیرے مقابل کا

شب فرقت مین ایذائین بہت کچھ جو اوٹھائی ہین
تو پھر اب ناک مین ہی دم ہمارے حضرت دل کا

یہی ورد اب ہجر یار مین ہی اب دعا تجھسے
الٰہی بھول جاؤن نام تک اوس شوخ غافل کا

لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے
بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہی کام عاقل کا

یہ حسنِ چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر
غرور اتنا مگر یہ کام ہی انسانِ جاہل کا

جگر ہوتا ہی ٹکڑے اور کلیجہ مُنہ کو آتا ہی
زبانسے نام لیتا ہون نہین جب اوس شوخ غافل کا

اک اپنے گھر کو بس ویران کرکے ای جنون آخر
کیا آباد ہمنے سیکڑون خانہ سلاسل کا

احمد الفت نہ مجکو اوس سے ہو یہ غیر ممکن ہی
دل اوس بت کا ہی تابع اور مین تابع ہون اس دل کا

جگر پر زخم کھاکر خنجر ابروے قاتل کا
تڑپنا مرغ بسمل کیطرح اک کھیل ہی دل کا

رقم کرتا ہون مضمون مین کسی گل کے فضائل کا
صریرِ کلک کاغذ پر ہی اک نالہ عنادل کا

نہین او لیلی پردہ نشین گر فرط الفت ہی
پسِ مردن بنیگی روح مجنون پردہ محمل کا

محبت مین رخِ احمد کی عشقِ خال لازم ہی
نمک کے ساتھ ہوتا ہی مزا اچھا اور فلفل کا

شبابِ حسن رخصت ہوگیا اب وقت پیری ہی
ہوا ایمغز جب پھر رہگیا کس کام کا چھلکا

نہو جب تو بغلمین اپنے تو پھر ساقیِ مہوش
مئی گل رنگ مین بھی ہی مزا زہرِ ہلاہل کا

نہین نسبت ہی قطرے گلمین کچھ اور تلمین حیران ہون
گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا

شوق دید مجنون کو ہی دم آیا ہی آنکھون مین
اوٹھا دے کہہ دو لیلی سے کوئی اب پردہ محمل کا

کمال اتنا تصور مین تو ہو لیلی کے ای مجنون
جدھر دیکھے ادھر آئے نظر بس جلوہ محمل کا

ابھی جل بھن کے مثل خاک بن جائے سرِ دم بھر مین
جہنم تک پہونچ پائے اگر شعلہ مرے دل کا

طواف کعبۂ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہی
بجائے سنگ اسود بوسہ لون رخسار کے تل کا

یہی غوغا مچا ہی کوچۂ کاکل مین برسون سے
ادھر سے نکلے بس جانے نپاوے قافلہ دل کا

ابھی جنت سے حورین اور آئین قاف سے پریان
تماشا گر دکھاؤن تم کو اپنے جذبۂ دل کا

وہ بحر حسن دریا کے کنارے جا کے جب بیٹھا
برنگ موج منہ ہر مچھلیون نے چوما ساحل کا

جو عالی مرتبہ ہین اون کو یہ پست اور کرتا ہی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

تو وہ ہی غیرت زہرہ کہ جسکی چاہ مین پڑ کر
ملائک دیکھتے ہین عرش سے منہ چاہ بابل کا

مگر حسن دو روزہ پر غرور ای ساقی مہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

بہار آئی ہی دیوانون کی حالت اور ہی کچھ ہی
سرود مست ہی زندان مین ہر نالہ سلاسل کا

لڑکپن سے تری تقریر مین شیرین بیانی ہی
مقابل مین ترے ہوتا ہی کٹتا دانت قابل کا

بس اکدم مین کرون گا سرد مین نار جہنم کو
بڑھا اشکون نے رونے مین اگر دریا مرے دل کا

کہا حالت کو میری دیکھکر سب عاملون نے یہ
نہین آسیب یہ پابند ہر گز نقش عامل کا

حصول مدعا کی عاملون سے کیا تمنا ہو
سمجھتا نقش قسمت کو ہو نہین بس نقش عامل کا

نہ منہ کو پھیریے بہلائیے مجکو نہ باتون مین
جو چھیڑا ہی تو کچھ سُن لیجیے قصہ مرے دل کا

احمد یہ تلملاتی کوندتی بجلی جو ہی اکثر
اوڑایا ڈھنگ اسنے بھی میری بیتابی دل کا

نہین کچھ آج سے ہی مجپہ عالم مرغ بسمل کا
ازل سے ہون مین کشتہ خنجر بیداد قاتل کا

چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قید ہستی سے
بنا ہی آج ماتم خانہ ہر حلقہ سلاسل کا

مرے پہلو مین آتا ہی نظر اک نور کا عالم
گذر ہی خانہ دل مین یہ کس خورشید منزل کا

ہماری روح جنت مین پھریگی ہوکے بس آہو
مرا ہون شیفتہ ہوکر کے جو مین چشم قاتل کا

گلے پر پھیر خنجر شوق سے بہر خدا اب تو
ہوا جاتا ہی خون پہلو مین قاتل حسرت دل کا

ملی جوش جنون مین وہ مجھے امدری طاقت
ہلا دیتا ہی پایے عرش کو نالہ مرے دل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
پڑی تلوار ترچھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ بعد مرگ بھی لڑکونکو کاوش ہی
بنا کر مارتے پتھر ہین سب پتلا مری گل کا

صدائے نالہ برپا ہی رواں آنکھوں سے آنسو ہین
نکلتا آج شاید دم ہی اپنے حسرتِ دل کا

خیال آتا ہی رہ رہ کرکے اپنی سخت جانی سے
نہ دکھ جائے کہین نازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا

خدا جانے کدھر راہی ہوے یارانِ صحبت بھی
نشان ملتا نہین ہی اب کہین محفل کی محفل کا

بچھاؤن فرش خواہش اور جلاؤن انکی شمعین
جو آؤ خواب مین دل مین نیا سامان ہو محفل کا

نہ وہ شکلین نظر آتی کہین ہین اور نہ وہ باتین
فقط اک نقشہ آنکھون مین کھنچا ہی اہل محفل کا

کچھ اثباتِ دہن مین گفتگو یہ کر نہین سکتے
بہت کچھ منطقیون کو ہی گو دعوی دلائل کا

نہین کچھ بولتے منہ سے فقط رہ جاتے ہین ہنسکر
جو کہتا ہون کبھی رو کرکے اونسے مدعا دل کا

نہ لے آرام او جانِ حزین تن سے نکل کر تو
ابھی تجکو بہت باقی ہی طی کرنا منازل کا

ہمیشہ جستجوے یار مین پھرتے رہے لیکن
نہ دیکھا خواب مین بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا

جو چلتا ہون کبھی تو گرد اونکے گھر کے پھرتا ہون
مسافر صورتِ پرگار ہون مین ایک منزل کا

ذرا سا چین پہلو مین تلاشِ یار لینے دے
ابھی یہ دل یہان ہارا ہوا آیا ہی منزل کا

او سیدم ہو شمین فرہاد اور مجنون بھی آجاتے
جو سن لیتے کہین قصہ ہماری وحشتِ دل کا

سیاہی تل سے چشم حور کے ای جان بناؤ نہین
ورق پر شمس کے مضمون لکھون رخسار کے تل کا

صدا پازیب کی اونکی جو یاد آتی ہی زندان مین
ہلا کر پاؤن کو سن لیتا ہون نالہ سلاسل کا

ہوے ہو آجکل کس قوضع کے چاہنے والے
احد احوال کچھ کھلتا نہین بیتابی دل کا

دہانِ زخم سے ابتک بیان ہی تیرے بسمل کا
اوٹھاؤنگا جہان تک اوٹھ سکیگا ناز قاتل کا

سنا کرتے تھے پہلو مین بہت کچھ شور ہم دل کا
جو دیکھا چیر کر تو صاف تو وہ تھا فقط گل کا

لگا کر تیر میرے سینے پر پھر ترچھی چتون سے
تماشا دیکھا ابرو کمان اب رقصِ بسمل کا

بھریگا اوسمین جو مَی اوسکو پلوانگا وہ میکش ہون
جو بنوائیگا خُم ساقی کہین مجھ رند کی گل کا

نہین امید آزادی فقط زیرِ قفس ای جان
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہوا ہی طائرِ دل کا

مرے نالون کو سُنکر کے فرماتے ہین لوگون سے
اثر ہونے لگا ہی اسکی کچھ بیتابیِ دل کا

صدا زنجیر کو بیدار رکھا وحشتِ دل نے
مرے دم سے فقط زندانیین ہی نالہ سلاسل کا

ہر اک کی لاش پر کہتا ہی کسنے مار ڈالا ہی
تجاہل دیکھیے ہم بسملون کے ساتھ قاتل کا

نہین کچھ مَی کی حاجت بس ابھی بدمست ہو جائے
لگائے مُنہ سے گر خالی کوئی ساغر مری گِل کا

پڑے گر ہاتھ کوئی جیسے یہ شوقِ شہادت ہی
دہانِ زخم سے مُنہ چوم لون شمشیرِ قاتل کا

ہمارے خط کو لیکر او سطرف جب راہی تو ہونا
ق　پتا ای نامہ بر یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا

کبوتر کے کہین پر پرزے پرزے اوڑتے ہونگے
تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ رقصِ بسمل کا

بپا اک فتنہ مثلِ فتنۂ محشر وہان ہوگا
دکھائی دیگا ہر جا حال بس بیتابیِ دل کا

کہین پر وزن سے وہ بھی جلوہ فرما دیکھنا ہونگے
مقابل مین نہین کچھ جسکے رتبہ ماہِ کامل کا

عوض دلکے احد دردِ محبت مول لیتے ہین
کہین دنیا مین ایسا بھی سنا ہی کام عاقل کا

ہماری آتشِ دل نے تنِ پژمردہ جان پھونکا
تماشا ہی کہین نے اس مکان کے خود مکان پھونکا

جگر کو دلکو جانکو تن کو سبکو ایکسان پھونکا
ہماری آہِ سوزان نے احد کیا کیا مکان پھونکا

شکایت شعلۂ دل سے ہی دردِ دل کی یہ اپنی
جلن کیا تھی جو تونے میرے رہنے کا مکان پھونکا

گل و بلبل مین جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے
ذرا سی بات کو لیکر یہان پھونکا وہان پھونکا

صدا کانون مین آتی ہی شکستِ رنگِ ہر گل سے
کہ آخر نالۂ بلبل نے دیکھو بوستان پھونکا

جلا کر دل خیالِ شعلۂ رخسار یون بولا
نصیبِ دشمنان اس گھر کو کسنے مہربان پھونکا

مکان یاس و حسرت تھا دلِ ماتم زدہ اپنا
اسے بھی آج تونے جل کے او سوزِ نہان پھونکا

نہین پھونکا دھوان پکڑ کے حقہ سے زلف اوسنے
چراغ روز سے لیکر رخ شب پر دھوان پھونکا

برنگ گل چمن مین کھلکھلا کر ہنس پڑے غنچے
خدا جانے صبا نے کانمین کیا انکے یان پھونکا

قفس مین نالۂ بلبل یہ طپ با صد سوز و ماتم ہے
بُرا صیاد کا ہو فصل گل مین آشیان پھونکا

ہمارے شعلۂ دلمین یہ ہی اللہ ری سوزش
نہ اک دل ہی کو اسنے تا بمغز استخوان پھونکا

ستم تازہ یہ صیادون کا دیکھو ساتھ بلبل کے
پس مردن بھی رکھکر آشیانمین آشیان پھونکا

ہمارے خرمن ہستی سے تیرا کیا عداوت تھی
جو تونے جل کے اسکو آج ای برق طپان پھونکا

نہین لائی اوڑا کر کے صبا یہ نکہت گیسو
مسیحا نے تن بیجانمین گویا آکے جان پھونکا

شب فرقت ہماری آہ سوزان نے یہ ہڈّی کی
زمین سے لیکے اسنے تا بحدّ لامکان پھونکا

ہوے ظاہر شرارے دفعۃً اللہ ری سوزش
جو حقہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھوان پھونکا

تپ فرقت سے آہ دل سے سوز شعلہ جان سے
جوان سب بچے تو تونے او سوز نہان پھونکا

نہ پھونکا خرمن مہ کو نہ قصر آسمان کو گر
تو تونے کیا تن پر درد کو ای سوز جان پھونکا

شرارت اونکی ہی دزد حنا کی دید کے قابل
کہ دیکھو شعلۂ رنگ حنا سے جسم و جان پھونکا

دل اپنا پر وہ ناقوس مین جا کر جو چلایا
تو سوز نالۂ ناقوس نے دیر بتان پھونکا

کیا ہے چین دم بھر تو فاقہ بھی رہا دم بھر
تپ فرقت نے دم لے لے کے جسم ناتوان پھونکا

دل و غم پر ہین کیا کیا گریبان ان شعلہ رویونکی
جرس پھونکا کسینے اور کسینے کاروان پھونکا

بھلا ظاہر کرین لوگونمین کیا اب راز الفت کو
جگر کی آگ نے تو دفتر ملک بیان پھونکا

یہی معنی احد سوز محبت کے ہین کیا شاید
کہ آخر دل کو جان کو تن کو سبکو ایکسان پھونکا

زمین شعر یہ تھی پھونکنے ہی کے احد قابل
اسے بھی آج فیض حضرت آتش سے یان پھونکا

حیف ہی دشمن دین بھی رخ جانان نکلا
تھا جو مومن وہی غارت گر ایمان نکلا

حیرت افزاے جہان قالب انسان نکلا
جسم خاکی مین دل آئینہ حیران نکلا

بچکے تربت سے جو کچھ تو سن جانان نکلا
قبر سے خاک اوڑاتا مری ارمان نکلا

بل جو کھا کر سوے رخ گیسوے پیچان نکلا
حسن کے گنج کا یہ مار نگہبان نکلا

پھنستے ہی زلف مین بس دلکو چھپایا تونے
دزد اس رات کے پردے مین تو ایمان نکلا

گاہے ناقوس مین چلایا جرس مین گاہے
پردۂ غیر مین عاشق ترا نالان نکلا

گال کو آنکھونسے مل کر مرے بوسے ہنسکر
دید کا شوق کچھ اہی دیدۂ گریان نکلا

بوے گیسو کے ہی دل ساتھ خدا خیر کرے
گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا

مژدہ ہو زیست کو ای مرگ تو رخصت ہو جا
گھر سے اپنے مرا عیسی اپئے درمان نکلا

دیکھکر جلوۂ رخ کو ترے ای نیرِ حسن
صورتِ آیینہ خورشید بھی حیران نکلا

کشتیِ عمر کو اشکون نے ڈبویا آخر
دیدۂ تر سے مرے نوح کا طوفان نکلا

کسقدر دردِ دل اپنا بھی ہی آرام پسند
اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا

قصۂ بہ ہمی زلفِ درازِ جانان
جب خیال آیا تو اک خواب پریشان نکلا

ہی صدا کوچۂ کاکل مین یہی دل کی میرے
زلف جانان کیطرح مین بھی پریشان نکلا

دامنِ یار سے لپٹی نہ کبھی خاک مری
بعد مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا

شوقِ آزادی اسیرونکو یہ اللہ سے ہی
مرغ جان بھی قفسِ تن سے پرافشان نکلا

ترے کشتونکی یہ اللہ ری کثرت قاتل
جس جگہ دیکھا وہین گنجِ شہیدان نکلا

شوق ملنے کا دلا کرنے مجھے برباد کیا
اسمین ارمان ترا کیا ای مرے ارمان نکلا

شعلۂ داغِ جگر آہ جگر سے نہ بجھا
اس ہوا مین بھی چراغِ تہِ دامان نکلا

بوے نافہ کیطرح سے دلِ وحشی شب کو
کوچۂ کاکلِ پیچان سے پریشان نکلا

سبزۂ خط یہ نہیں عارضِ جاناں کے قریب
دوش پر پریوں کے ہی تختِ سلیمان نکلا

میرے تلووں سے ملی آنکھ غزالوں نے احد
الفتِ چشم میں جب سوئے بیابان نکلا

اللہ رے فروغِ رخِ برق تاب کا
غیرت کے مارے زرد ہی منہ آفتاب کا

ساغر میں عکس ہی یہ رخِ شعلہ تاب کا
یا برج آبی میں ہی گمان آفتاب کا

یہ حسن جلوہ گر ہی مرے ماہتاب کا
چکر میں دیکھکر ہی دماغ آفتاب کا

رفعت پسند کون نہیں ہی زمانے میں
عیسیٰ بھی ہمجلیس ہوا آفتاب کا

رونے کیوقت آنکھیں جب اولٹیں تو رو دیا خوب
دریا بہا جو اولٹا پیالہ حباب کا

وہ رحم دل ہوں دریا بہاتا ہوں رونے میں
جب ٹوٹتا ہی کوئی پیالہ حباب کا

عیسی سے کہدو بیٹھے ہو کیوں آسمان پر
دورانِ سر ہی کیجے علاج آفتاب کا

زلفِ دوتا کا آپکی آتا ہی جب خیال
مضمون باندھ لیتا ہوں میں پیچ و تاب کا

بے دل شکستگی نہیں ہوتا وصالِ یار
دریا سے دیکھو ٹوٹ کے ملنا حباب کا

ڈر ہی کہ پڑھتے وقت نہ خط گر پڑے کہیں
قاصد لکھوں جو حال میں کچھ اضطراب کا

سر چڑھ کے بل ہے زلف دوتا کا تمھاری بل
عالم ہی اوسکے مضمون میں بھی پیچ و تاب کا

گر پڑتا ہی وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی
ناحق کو خط مین حال لکھا اضطراب کا

قاصد کو موت کوچۂ جانان مین آگئی
مین منتظر ہی بیٹھا ہون خط کے جواب کا

پیمانہ زیست کا نہو لبریز جب تلک
خالی نہ ساقی ہو کہین ساغر شراب کا

بیتابی سے نہین مری نسبت کسیکو ہی
بجلی نے کچھ اوڑایا ہی ڈھنگ اضطراب کا

سر پٹک کے بلبلین کہتی صبا سے ہین
چوری گیا چمن سے کٹورا گلاب کا

دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش
بلبل کے منہ پہ دیتے ہین چھینٹا گلاب کا

لکھ لین جو چاہین کاتب اعمال حشر مین
پھونکونگا ایک آہ مین دفتر حساب کا

جب سے کہ چشم مست کو ساقی کی دیکھا ہی
آنکھون مین نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا

اک آہ کرکے نامۂ اعمال پھونکدین
جھگڑا رہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا

چھپ چھپ کے میکشی پہ صفائی بھی زاہدو
دامن پہ ہوگا حشر مین دھبا شراب کا

کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہین رہا
کیا کھولکر کے پوچھینگے دفتر حساب کا

اوس پر شک مہ کو نامہ لکھون تب مین ای احمد

خط لکھنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

روشن ہی عکس رخ سے پیالہ شراب کا
یہ فیض ماہتاب پہ ہی آفتاب کا

اللہ رے فیض جلوۂ دورِ رخِ صنم
رتبہ ملا ہی ذرّے کو بھی آفتاب کا

میکش وہ ہون کہ غم مین بھی چاہون تو ساقیا
دَورِ فلک مین دَور ہو جامِ شراب کا

گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہین
یہ تو ہی نقشہ اوسکے شکستہ رکاب کا

لہرا کے زلف چہرے پہ وہ اپنے کہتے ہین
دیکھا بوقت شام غروب آفتاب کا

مے کش وہ ہون کہ عالمِ مستی مین بارہا
توڑا الٹا کے جام سے شیشہ شراب کا

موت آئی ہی مجھے کسی گلرو کے عشق مین
ہو گردِ قبر کے مرے تختہ گلاب کا

گردون پہ ہر مہینے مین ہو کر کے جلوہ گر
ہی یاد وہ ہلال کسیکے رکاب کا

زاہد تو اوسکے کوچے مین مے پی لے میرے ساتھ
جنت مین کیا حرام ہی پینا شراب کا

اللہ رے اسیریِ بلبل کا انتظام
صیاد عطر مل کے چلا ہی گلاب کا

بنکر ہلال ماہ فلک پر نکلتا ہی
نقشہ اوڑا لیا ہی جو تیری رکاب کا

کیا جانیے کہ دھوم یہ آمد کی کس کی ہی
چھڑکاو ہو رہا ہی چمن مین گلاب کا

یہ فخر یہ غرور یہ شہرت یہ مرتبہ
تھا نقل جام جم مرے جام شراب کا

اوس بحر حسن کا جو خیال آیا رات کو
ق آنکھوں مین چھا گیا مرے عالم سحاب کا

چرخ کہن حباب کے مانند ہو گیا
دریا یہ بڑھ گیا مری چشم پُر آب کا

آنکھیں جدھر پھرین تری عالم ادھر ہوا
تابع زمانہ چشم کے ہی انقلاب کا

در در کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہی
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

آئی صدا یہ قبر سکندر سے بعد مرگ
دیکھا جو کچھ ان آنکھوں سے عالم تھا خواب کا

اوسکی نگہ کے پھرتے ہی ہم مر گئے تو کیا
کشتہ زمانہ آنکھوں کے ہی انقلاب کا

پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات
آیا جو کچھ خیال مین عالم تھا خواب کا

قاصد وہ پہلے خط کو جو پڑھ لین تو اوسکے بعد
ق کہنا کہ مانگا خط بھی ہی خط کے جواب کا

لکھدین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ
گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا

مرتا ہی ایکدم کو جو چلیے تو خوب ہی
مدت سے اشتیاق ہی اوسکو جناب کا

دوران سر سوا دور فلک سے مجھے نصیب
آئے خیال مجکو جو بھولے سے خواب کا

دنیا مین زندگی کی توقع ہو کیا احمد

اس بحر مین قرار ہو دم بھر حباب کا

لب کے قرین نہین ہی یہ ساغر شراب کا
اک برج مین قران ہی مہ و آفتاب کا

او برق دل جلون پہ جو گرنیکا شوق ہو
بہرِ پناہ منہ پہ ہو دامن سحاب کا

خط کا نمو مصحفِ رخ کے نہین ہی گرد
اک حاشیہ نیا ہی خدا کی کتاب کا

کرتے نہین ہین مصحفِ رخکا تمھارے ذکر
پڑھتے سبق ہین روز خدا کی کتاب کا

پروانہ وار بزم مین سب تیری جلگئے
شعلہ یہ بھڑکا شمعِ رخِ لاجواب کا

معدوم جستجو مین ہوے اسکی ہم وے
مضمون ملا نہ اوس دہنِ لاجواب کا

تنگی سے منہ کی بات بھی دیکر نکلتی ہی
عالم ہی اونکے یہ دہنِ لاجواب کا

جب تک کہ دم ہی اس تنِ جاکہین ساقیا
بھر بھر کے مجکو دیتا جا ساغر شراب کا

سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی
منہ پر جھجھک کے ڈال لے دامن سحاب کا

بعدِ فنا خیال جو آیا اونھین مرا
ق مرقد پہ آکے پردہ اوٹھایا حجاب کا

ٹھکرا کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
بہرِ خدا اوٹھو نہین یہ وقت خواب کا

کالا ہو منہ جو پیری مین نسبت پسند ہون
گر جائین بال شوق اگر ہو خضاب کا

چھوٹی نہ زیب و زینت دنیا جو اب تلک
پیری نے اور روگ لگایا خضاب کا

دیکھا جو بحر ہستی مین تو سر اوٹھاتے ہی
موج فنا نے توڑ دیا سر حباب کا

پھر نیستی سے آمدن جو ادھین شوق ہو یہی
آباد ہو گا گھر کسی خانہ خراب کا

ساقی کی چشم میگون کی تاثیر دیکھیے
قاضی کے ہاتھ مین ہی پیالہ شراب کا

ای جوش طبع اپنی اگر زندگی رہے
پیری مین یاد آئیگا عالم شباب کا

گردش برنگ آسیا یہ بے سبب نہین
چکر بنا ہون توسن عمر شتاب کا

کچھ چاہیے تصرف پیر مغان ضرور
ہی محتسب کے ہاتھ مین کاغذ حساب کا

مین حال بحر ہستی موہوم کیا کہون
دم بھر بنا ہون دم مین طلسم حباب کا

ہم پلہ اپنی نیکی کے مین نے بدی بھی کی
رکھا نہین بکھیڑا حساب و کتاب کا

منہ دیکھتا ہی صبح کو اوس مہ وش کا روز
کیون آسمان پہ ہو نہ داغ آفتاب کا

رحمت جو اوسکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی
قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا

گیسو مین جلوۂ رخ پر نور یہ نہین
عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شب وصال جو سچ پوچھو ای احمد

اپنے خیال مین ہی اک افسانہ خواب کا

حال کھلتا نہین ہمپر پس مردن اپنا
کوے جانانہین ہی یا خلد مین مدفن اپنا

شعلہ داغ آلہی رہے ہے روشن اپنا
گل نہووے یہ چراغ تہ دامن اپنا

عشق خال و رخ جانانہین ہے مرتے دیکھین
فیصلہ کرتے ہین کیا شیخ و برہمن اپنا

مجکو تاریکی مرقد سے نہین ڈر زاہد
داغ دل ہوگا چراغ سر مدفن اپنا

یہ نہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی
تم اوٹھاؤ تو بھلا پردۂ روزن اپنا

پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے
اب نہین سنتے ہین وہ نالہ و شیون اپنا

فصل گل تو گئی کس سوچ مین بلبل تو ہی
آتش دل سے جلا تو بھی نشیمن اپنا

بلبلو گلشن ایجاد مین فرصت جو ملے
ہم سنائینگے تمھین نالہ و شیون اپنا

کوچۂ یار مین سنتے ہین سمجھکر گلشن
بلبل دل نے بنایا ہی نشیمن اپنا

آپ نالے تو مجھے کرنیکو کہتے ہین مگر
دل سنبھالے ہوے رہیے پس روزن اپنا

عشق خال و رخ جانانہین تماشا دیکھو
شیخ سمجھے ہین مجھے اپنا برہمن اپنا

سچ تو یہ ہی کہ مزا زیست کا ملجاتا ہی
جب دکھا دیتے ہو مجکو رخ روشن اپنا

دھر پکڑ رستے مین کچھ مجھسے ہوئی تھی یون ہی
لیگیا چھین کے دل وہ بتِ پرفن اپنا

خانۂ دل مین مرے نام بھی ظلمت کا نہین
شمع سان سینے مین ہر داغ ہے روشن اپنا

گالیان دیکے مناتے ہین تو یہ کہتے ہین
کیون خفا ہوتے ہو تا کی یہ لڑکپن اپنا

طالبِ دید کی آنکھون مین جب آجاتی ہے جان
تب دکھا دیتے ہین آکر رخِ روشن اپنا

ابتو ہے نامِ خدا دورِ جوانی بھی قریب
اب تو تم چھوڑ دو اے جان لڑکپن اپنا

زندگی ہی مین تعلق کی تھین باتین ساری
دیکھنے بھی کوئی آیا پسِ مردن اپنا

خون دل سے رویا ہون اتنا کہ ابھی فرشِ زمین
سرخ ہو جائے نچوڑون جو مین دامن اپنا

گر نچوڑون تو سمندر ابھی لہرین مارے
دامنِ ابرِ کرم ابتو ہے دامن اپنا

تا دمِ زیست بکھیڑے تھے عزیزون کے فقط
پھر نظر آیا نہ کوئی پسِ مردن اپنا

وصل مین ہجر کی باتون پہ جو روتا ہون احد
میری آنکھون سے لگا دیتے ہین دامن اپنا

اے پری منظور گر صورت دکھانا بھی نتھا
دامِ گیسو مین مرے دلکو پھنسانا بھی نتھا

گر نہین تاثیر کچھ آہ و فغان مین ہے مرے
اے خیالِ یار ایسا تو رلانا بھی نتھا

خاک عاشق پہ نہین لازم یہ خوش رفتاریان
جو مٹے ہین آپ ہی اونکو مٹانا بھی نتھا

بُت نہین سُنتا مری کچھ اور نہ کچھ تو ایخدا
پھر تو لازم یہ مرا نقشہ بتانا بھی نتھا

ق
مر گیا مین تو کہا دیکھو احمد کیسا ہو آج
آگے دیکھا تو یہان سیر اٹھکانا بھی نتھا

سب پھرے افسردہ دل چار کرکے یہ اونسے کہا
ہمکو لازم اسطرح غفلت مین آنا بھی نتھا

سُنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہو
ایسی باتونکو زبان پر اپنے لانا بھی نتھا

کوئی بولا مر گیا اب پوچھتے ہو خیر کیا
کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی نتھا

چُپ رہے کچھ دیر تک پھر بولے کیا کہتے ہو تم
کیا مجھے الفت مین اوسکو آزمانا بھی نتھا

اتنا فرما کر کیا مرقد کی جانب عزم پھر
پونہچے اوس جا جس جگہ پر اونکو آنا بھی نتھا

پھر تو میری خاک اوٹھا اوٹھکر کے لپٹی پانون سے
روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی نتھا

آہ اک حسرت سے کھینچی اور لوگون سے کہا
ہمکو بیشک اسطرح سے آزمانا بھی نتھا

جان دی فرقت مین تم نے تو احمد اچھا کیا
اونکو کچھ منظور رلوانا اور آنا بھی نتھا

شانہ دہان ہی زلفِ شکن در شکن مین کیا
یان کشمکش مین سوج ہی اپنے بدن مین کیا

پیغامِ وصل سُنکے پھری روح تن مین کیا
رونق دوبارہ ہوگئی اِس انجمن مین کیا

اب وہ اہمہ بھی ڈھونڈھنے سے پاتا نہین پتا
معدوم ہوگیا ہون تلاشِ دہن مین کیا

اللہ رے سوزِ شعلۂ داغِ فراقِ یار
بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن مین کیا

مِلنا جو ہو تو مِل لے کہ باقی ہو زندگی
ای جان روح آئیگی پھر قصرِ تن مین کیا

لاکھون کو تونے قتل کیا اک نگاہ مین
اب گفتگو رہی ہو ترے بانکپن مین کیا

دِل پھک رہا ہی جان بھی گھبرا رہی ہو آج
سوزِ جگر نے آگ لگائی بدن مین کیا

کرتی ہو شورِ بُلبُلِ نالان جو ای صبا
اوس گلگی آج آئی سواری چمن مین کیا

ہی فکر مدحتِ دُرِ دندانِ یار کی
غوطہ لگا رہا ہون محیطِ سخن مین کیا

تشبیہ دیکے سرمۂ دنبالہ دار سے
ان شاعرون نے شاخ لگائی ہرن مین کیا

گُل کھل رہے ہین نغمہ سرا عندلیب ہی
اوترا ہی کاروانِ بہاری چمن مین کیا

مدِ نظر ہی مجکو جو تسخیرِ چشمِ یار
مصروف ہون شکارِ غزالِ ختن مین کیا

گردش سے ساکنان جہانکو مفر نہین
طبقے ملے زمین کے چرخِ کُہن مین کیا

موباف سرخ یار نے ڈالا ہی زلف مین
لالہ کا گُل کِھلا ہی سوادِ ختن مین کیا

بجھ بجھ گئے ہین بانکے کیا کیا چراغِ گل
جلتی ہی آج بادِ مخالف چمن مین کیا

ای سوزِ دل کفن تو نہ جلتا مزار مین
دینی تھی آگ تجکو اسی پیرہن مین کیا

دیکھو تو فیض حضرتِ آتش سے ای احد
روشن چراغ فکر ہی بزمِ سخن مین کیا

روے گلگون دیکھکر مجکو چمن یاد آگیا
گیسوِ مشکین سے صحراے ختن یاد آگیا

جوشِ وحشت مین نکیون نالے ہون مثلِ عندلیب
باغِ عالم مین وہ گل رشکِ چمن یاد آگیا

کیون نہ روئین ہنستے تمکو دیکھکر ہم ای گلو
آج گلشن مین ہمین وہ گلبدن یاد آگیا

عالمِ حیرت مین ہم پامال از خود ہو گئے
جب ترا ای فتنۂ محشر چلن یاد آگیا

کیون نہ روئے ای پری وہ ابرِ باران کیطرح
تیرے دیوانے کو غربت مین وطن یاد آگیا

جامۂ زیبی کی حقیقت مل گئی سب خاک مین
ہو گئے سب محو جب ہمکو کفن یاد آگیا

جان کے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ وار
جسگھڑی مجکو وہ شمعِ انجمن یاد آگیا

سر پر آفت آگئی دل پیچ مین پڑنے لگا
جب ترے گیسو کا وحشت مین شکن یاد آگیا

فصلِ گل مین تیرے دیوانے ہوہین عریان پھر
ہوش جب آیا خزا مین پیرہن یاد آگیا

چاہِ حیرت مین ڈبویا اوسکی چاہ نے مجھے
ای پری جس دم ترا چاہِ ذقن یاد آگیا

وادیِ غربت نے جسدم بے سروسامان کیا
اپنی بربادی کا تب رنج و محن یاد آگیا

اسقدر شوقِ شہادت کا تصور جم گیا
خواب مین بھی ہمکو تو ای تیغ زن یاد آگیا

بات کرتے کرتے لوگونسے ہوئے خاموش ہم
جسگھڑی ہمکو وہ طفلِ کم سُخن یاد آگیا

آب شیرین پر دلایا فاتحہ ہمنے وہین
بے ستون پر ای اسد جب کوہکن یاد آگیا

بلبل کے ہو نصیب مین گلزار دیکھنا
چھوٹے نہ شوقِ جلوۂ دیدار دیکھنا

مائل جو ہوتے ہین تری زلفِ دراز کے
ہوتے ہین خود بلا مین گرفتار دیکھنا

یارب شبِ فراق مین ہی صبح تک دعا
کب ہو نصیبِ زلف و رخِ یار دیکھنا

شیشے سے بڑھکے جاتیو نازک اسے بتو
ٹوٹے کہین نہ خاطرِ مے خوار دیکھنا

جائے نہ جس جگہہ پہ ملک کا خیال و وہم
ہووے نصیب وہ ہمین دربار دیکھنا

ہووے شبِ وصال مین یارب نصیب پھر
نازو ادا و غمزۂ دلدار دیکھنا

سودا بڑھا جو گیسوِ مشکین یار کا
پھر مجکو سوے تبت و تاتار دیکھنا

روتا ہون تیرے گوہر دندان کی یاد مین
مد نظر ہو اشک گہر بار دیکھنا

کیا کیا نہ رنج و صدمے اوٹھائینگے جیتے جی
قالب مین ہی جو روح گرفتار دیکھنا

سودائی کسکے نقش قدم کے ہوئے ہو تم
جی مین ہی کس کا روزن دیوار دیکھنا

گردش خم فلک کی یہی ہی تو ایک دن
میخانہ ہی رہے گا نہ میخوار دیکھنا

جوش جنون مین جائینگے صحرا کی سمت ہم
چھوٹے گا ہم سے کوچہ و بازار دیکھنا

کل کو رہینگے خوش وہی ای ساکنان خلق
غم کھاتے ہین جو آج پئے یار دیکھنا

جائینگے جب گذر رہ دنیا سے ای احد
خواب و خیال ہوگا در یار دیکھنا

ظلمت شب یہ نہین شام بلا سے پیدا
سو بلا سر پہ ہوئی زلف دوتا سے پیدا

نالہ کرتا ہون تو غفلت مجھے آجاتی ہی
میری خاموشی بھی ہی میری صدا سے پیدا

منہ چھپا لینے پہ بھی ناز سے تاکید یہ ہی
دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا

عشق گیسو مین نہ سمجھو کہ پریشان ہوے
سو بلا ہو گی ابھی ایک بلا سے پیدا

شیشۂ دل کے ہون سو ٹکڑے مگر شرط یہ ہی
ٹوٹنے کی نہ صدا ہووے صدا سے پیدا

ہوتے ہین زندۂ جاوید قتیل اسکے مگر | آبِ شمشیر بھی ہو آبِ بقا سے پیدا
روشنی ہی در و دیوار پہ پھیلی ہر سو | چاندنی گھر مین ہی اک ماہ لقا سے پیدا
صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہین سکتا مین بھی | میری پامالی ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا
ابتو بیتابیِ دلِ گم گشتہ اسی پردے مین ہی | نالۂ درد ہی کچھ بانگِ درا سے پیدا
شور مورونکا کہین اور کہین کوکو کی صدا | صحنِ گلشن مین ہی کیا لطفِ گھٹا سے پیدا
کوچۂ جانا نہین خاک اوڑکے پہونچ جائے کہین | اس لیے میل کیا ہمنے صبا سے پیدا
الفتِ زلف مین تا صبح نہین جینے کی شکل | شب بلا خیز ہوئی شامِ بلا سے پیدا
نالہ کرتا ہون اُبھر کرکے تو کہتا ہی وہ شوخ | شکوۂ جور نہو دیکھو صدا سے پیدا
دیکھتے ہین کبھی آنکھین بھی چُراتے ہین کبھی | کچھ لگاوٹ تو ہی آنکھونکی حیا سے پیدا
گال اُبھرے ہوے ہین اور ہی گدرایا بدن | گرمیِ حسن سے ہین غنچہ نما سے پیدا
شربتِ وصل سے الفت ہوئی دونی مجکو | دردِ دل مین ہوا کچھ اور دوا سے پیدا
دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون | آپ کی چوری ہوئی دزدِ حنا سے پیدا
اپنا ہی داغِ جگر آہِ جگر سے روشن | کیا تماشا ہی کہ ہی شمع ہوا سے پیدا

پھر کوئی قافلہ راہی ہی سوٗ ملکِ عدم
شور ماتم ہوا احمد بانگِ درا سے پیدا

شوخیِ حور ہی گر رنگ حنا سے پیدا
فتنۂ حشر ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

گم ہوے اپنے سے جب ہمکو ہوئی اپنی خبر
بے نشانی ہوئی یان اپنے پتا سے پیدا

بیٹھکر پہلو مین تم حال نہ پوچھو اپنا
درد دل اپنا ہی یان اپنی صدا سے پیدا

نکہتِ زلف جدھر دیکھو اوڑی پھرتی ہی
خوب یارانہ کیا اسنے صبا سے پیدا

گر کبھی نالہ پہ درد کو سن لے میرے
لاکھ چاہین نہو پھر بانگ درا سے پیدا

گالیان دیتے ہین تو دیکھکے ہنس دیتے ہین
صلح کی باتین ہین کچھ آج جفا سے پیدا

سنکے نالونکو مرے لوگونسے فرمانے لگے
حسرتین لاکھون ہین اسکی صدا سے پیدا

آئے وہ میری عیادت کو جو ہمراہِ رقیب
ملکُ الموت ہوے نت بہانے قضا سے پیدا

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا
یہ نتیجہ ہوا آخر کو وفا سے پیدا

روحِ فرہاد یہ ہی فاتحہ منظور ہمین
ای جنون کوہ پہ ہون شیرین بتا سے پیدا

میکشو فصل بہاری وہ چلی آتی ہو
ابر ہی جانب میخانہ ہوا سے پیدا

فصل گل مین ہو اسیرانِ قفس کے دل مین
راہ کچھ دن کے لیے کیجیے صبا سے پیدا

اوس کماندار سے کہدو کہ چلا آتا ہی تو آئے
مر کے ہوتا ہی کوئی تیر قضا سے پیدا

دیکھیے چلتے ہین کھینچ کھینچ کے قدم رکھتے ہین
بانکپن آج ہی کیا تیغ ادا سے پیدا

شور و نالہ یہ زمانے مین ہی میرے دم سے
گر مین چپ ہون تو نہو بانگ درا سے پیدا

ہین ادائین تری اس دل مین سمجھکر ہو جفا
کچھ جفا ہو نہ ادا پھر بھی جفا سے پیدا

کس سے وعدہ ہی کچھ اب دل مین کلا ہی ضرور
بات کچھ ہو گرہ بند قبا سے پیدا

شعر گوئی کیطرف جی نہو مائل تو احمد
خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا

گنبدِ قبر مرا برج قمر بن جاتا
وہ مہ اوج شرف گر سرِ مدفن جاتا

وہ چھوڑا اگر نہ ہاتھ سے دامن چلتا
کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب بن جاتا

مصرعِ آہ دکھاتا جو کبھی موزونی
آسمان مطلعِ انوار صفا بن جاتا

عکس پڑتا جو ترا ای فلکِ حسن و جمال
ذرہ خورشید ضیا رشک قمر بن جاتا

لطف تھا خنجرِ مژگان کی چمک کا ہون قتیل
میرا لاشہ بھی تڑپتا سرِ مدفن جاتا

آگ الفت کی سوا ہوتی دلِ بلبل مین
آتشِ گل سے اگر جل بھی نشیمن جاتا

قبر مین آتا اگر آتشِ فرقت کا خیال
شعلۂ شمع ہر اک تارِ کفن بن جاتا

ای بتو اوڑکے نہ پڑتا یہ غبارِ عصیان
جھاڑتا راہِ محبت مین جو دامن جاتا

آپ آتے جو کبھی فاتحہ خوانی کی لیے
باغِ جنت کو نہ مین چھوڑکے مدفن جاتا

دیکھپاتا جو کہین عارضِ گلگون ترے
تیرے کوچے سے نہ بلبل سوئے گلشن جاتا

اونکو در پردہ یہ نفرت ہی مری صورت سے
خود چلے جاتے اگر مین پسِ روزن جاتا

مین وفا دوست تھا ایسا کہ شبِ آدینہ
قبر تک فاتحہ پڑھنے کبھی دشمن جاتا

جوشِ وحشت مین جو ہوتی مجھے پروائے لباس
اپنے ہاتھون سے کیون پیرہنِ تن جاتا

وہ جو کہتا ہی کہ مین بھول گیا وعدۂ وصل
اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بتِ پرفن جاتا

مین وہ مقبولِ بتان ہون کہ صنم خانو مین
اپنے ہمراہ مجھے لے کے برہمن جاتا

مین وہ مسکین تھا اگر رعد نہوتا پیدا
کون پھر قبر پہ میری پئے شیون جاتا

ای احد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس
گور پر میری جو وہ غیرتِ گلشن جاتا

بڑے نام ہوا ی یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز پر محوِ تماشا ایک عالم ہی
غضب کا ہی تمہارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہوا آخر یہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا
تپِ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

رقیبون کی نگاہون مین ہمارا ایک مدت سے
کھٹکتا ہی مثالِ خار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

زمانے مین ہر اک کو زخمیِ تیغ ادا پایا
یہ کس سے تمنے سیکھا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

نہ تھا معلوم پہلے سے ہمین عشقِ ستمگر مین
کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

توقع زندگی کی اب نہین کچھ پائی جاتی ہی
ترے بیمار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پر پیرو عاشقونکی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہی
سمجھتے ہین ہین اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

خدا کیواسطے تاخیر مت کر اب بھی آنے مین
مریضِ غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

الٰہی خیر کیجیو بار سا اب بار گیسو سے
گذرتا ہی اونھین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

تپِ ہجران نے آخر دق کیا اب اسقدر ہمکو
رہا باقی نہ ذی اظہار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

جلینگے آتشِ حسرت سے بزم وکوے دلبر مین
جو دیکھینگے کہین اغیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز سے اک وار گویا دل پہ پڑتے ہین
ہمارے حق مین ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پڑے ہین کوے قاتل مین نہ اب ہم اوٹھکے جائینگے
سمجھتے یان سے ہین بیکار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

بہشت شمشاد و سرو صنوبر رشک کھائینگے
ز گلشن مین کہین ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

سرِ بالین مریضِ غم کے یہ فرماتے ہین آکر
ہوا آخر یہ کیون دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

طریقِ عشق مین اکثر متاعِ صبر لٹتی ہو
احمد اس رہ مین ہشیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

عمر بھر عشقِ بتان کا دل مرا مسکن رہا
شعلۂ آتش فشان گویا ہر دامن رہا

کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ بعدِ مرگ بھی
پھر گئے آکر کے وہ جب دو قدم مدفن رہا

اک پری پیکر کی فرقت مین دمِ آخر تلک
خانۂ تن مین ہجومِ غم کا ہمشیون رہا

خون پروانے کا ثابت کسکے سر پر کیجیے
شمع کی الفت مین اپنا آپ وہ دشمن رہا

گفتگو مین رات بھر دامن تلک آیا نہ ہاتھ
دور ہمسے وصل مین بھی وہ بتِ پرفن رہا

جب سے ای شاہِ جنون حضرت کا دلمین گھر ہوا
دستِ وحشت سے گریبان چاک تا دامن رہا

جور کا کیا ذکر ہو یان بس ارادہ ظلم کا
یہ بھی ای جان شیشۂ دل کے لیے آہن رہا

ہوگی تا بر تنگ نہ ای زاہد ہماری قبر مین
داغِ دل بعدِ فنا یون ہی اگر روشن رہا

دے لیا دل کو مرے کیا دیکھے وعدہ وصل کا	تیز چالاکی مین ہمسے وہ بتِ پُرفن رہا
رو کے شبنم کہتی ہی کھلائیگا گل سبکا سب	گر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا
عالمِ ہستی مین کیا بے لوٹ کاٹی زندگی	نے خیالِ دوست نے اندیشۂ دشمن رہا

بعد مردن تھا خیال اک غیرتِ گل کا احد
رشکِ باغِ خلد اپنا گوشۂ مدفن رہا

ہمپلہ تیرا دہر مین کوئی جوان نتھا	یوسف کا تیرے حسن سے پلہ گران نتھا
یہ جانتے تھے چین سے گذریگی عمر بھر	ہمکو خیالِ ہجر کبھی مہربان نتھا
کی رفتگانِ ملکِ عدم کی جو جستجو	دیکھا تو نالۂ جرسِ کاروان نتھا
جاری تھا اشک چشم سے جو ہجرِ یار مین	اک بحرِ خون تھا چشمۂ آبِ روان نتھا
در پردہ چھٹکی خط کی ہی رخسارِ یار پر	یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان نتھا
سوزش نہین رہی مجھے کب ہجرِ یار مین	کسدن یہ داغِ دل مرا آتش فشان نتھا
جن شہر چین و ملکِ ختن کسی مین بھی	چرچا تمھارے حسن کا دیکھو کہان نتھا
جبتک شباب تھا نہ تھی پیری کی کچھ خبر	تھے تیر کی طرح سے خیالِ کمان نتھا

اللہ رے سوزِ سوزِ نہانی ہجر یار مین
پھونکا بس اسطرح سے کہ مطلق دہوان نتھا

بیتاب تھا جگر بھی شبِ ہجرِ یار مین
مانند برق پہلو مین دل ہی طپان نتھا

غیرونکا اونکی بزم مین جبتک نتھا گذر
جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان نتھا

آیا نہ راستی پہ دلِ یار عمر بھر
کسدن کجی پہ ہمسے رخِ آسمان نتھا

تھا وعدۂ وصال نہ آئے تو کیا ہمین
اک دم قرار رات بھر ایجان جان نتھا

آتا نظر وہی تھا ہر اک شی مین بیگمان
جب پردہ خودی بھی یہان درمیان نتھا

بادِ خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا
بلبل کا اس چمن مین کبھی آشیان نتھا

کوے صنم سے خاک بھی برباد تونے کی
لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان نتھا

افشان تری جبین کی شبِ وصل دیکھکر
تارے بھی اتنے ٹوٹے کہ جسکا بیان نتھا

دیکھا تو بس بہار کے جاتی ہی باغ سے
مرغانِ نغمہ سنج کا بھی آشیان نتھا

وہ کون مرغ تھا جو نتھا مست بوی گل
پڑھتا گلستان مین سبقِ بوستان نتھا

بل بے شبِ فراق تری جانگدازیان
شامل جگر کے دل ہی فقط اک طپان نتھا

ہی انقلاب دہر بھی قابل لحاظ کے
ق
چرچا سواے عیش کے کوئی جہان نتھا

وہ باغ جسکی صاف دیوارین بلور کی
وہ صحن فرش نور کے جز اور گمان نتھا

وہ نہر آب حیوان کا جسپر گمان ہو صاف
وہ حوض عطر کے سوا جسمین عیان نتھا

اور وہ روش کہ فرش زمرد ہو جسکی گرد
چکر وہ جسکے مثل مہ آسمان نتھا

اور وہ کیاریان کہ بھرین سب گلاب سے
وہ نالیان کہ جلوۂ حق بھی نہان نتھا

اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو
وہ پھول جنکو گرنیکا اپنے گمان نتھا

نرگس کہین تھی چشم تمنا کو وا کیے
سنبل سے پیچ گیسو پیچان نہان نتھا

سوسن پہ تھا گمان تکلم کا بار بار
داؤدی پر بھی جلوۂ حق کچھ نہان نتھا

شبّو کے پھول سے تھی بپا جھینی جھینی بو
عباسی کو بھی صدمۂ باد خزان نتھا

لالہ بھی داغ حسرت دلدار کھائے تھا
بیلے مین وہ مہک تھی کہ جسکا بیان نتھا

نسرین و نسترن مین بھی عالم نیا تھا ایک
تھی وہ سمن مین بو جو کسیکو گمان نتھا

خوشبو چنبیلی کی تھی فرحناک روح کی
صد برگ سے بھی سیکڑون جلوہ نہان نتھا

تھا رقص مور کا کہین بلبل کا شور تھا
کوکو کی تھی صدا کہین جسکا بیان نتھا

خندان کسی جگہ پہ تھا کبک دری بھی وان
وہ چال تھی تدرو کی جسکا بیان نتھا

آئی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہان
اصلاً گمان آمد باد خزان نہ تھا

اور اک مکان بھی اسمین نہایت بنا تھا خوب
ایسا جہان مین ڈھونڈھیے تو پھر مکان نہ تھا

محفل مین اوسکی رہتا تھا پریونکا بس ہجوم
اندر کے جز اکھاڑے کے اور کچھ گمان نہ تھا

جام وسبو سے ایک طرف مشغلہ تھا وان
اور اک طرف تھا رقص کہ جسکا بیان نہ تھا

مطرب وہ دیکھکر جسے زاہد بھی رند ہو
کسکی زبان پہ دیکھکے بس الاماں نہ تھا

گت ناچنے مین لوگونکی ہوتی تھی گت بری
بے دلکو تھا نہ بیٹھا کوئی اُن جان نہ تھا

گھنگرو کی بس صدا سے قیامت بپا تھی وان
انداز وہ بتانے کا جس کا بیان نہ تھا

طبلے کی تھاپ ڈھین کی تھی جو گمک بپا
صبر ملک کو کھوتی تھی اسمین گمان نہ تھا

سارنگی کی صدا تھی جو زون توڑتی بس بلند
لوگون کو اک سرور تھا جسکا بیان نہ تھا

تھے ولولے شباب کے اُمڈے ہوئے تھے دل
حالت مین اپنی کوئی بھی پیر و جوان نہ تھا

سایہ پری ہما کا رہا کرتا تھا وہان
سامان عیش ایسا کسی جا عیان نہ تھا

تھوڑے دنونکے بعد زمانہ یہ لایا رنگ
جز چغد اور کوئی جو دیکھا وہان نہ تھا

سمجھے نمود بود کو جب سے ہین ای احمد

جو وقت سے کہ رابطہ جسم و جان نتھا

الفت کو میری خاک مین لیکر ملا دیا	حرفِ غلط کی طرح سے تونے مٹا دیا
اللہ رے ظلم شانِ خدا کچھ نہ پوچھیے	بیٹھے جو غیر آکے تو ہمکو اوٹھا دیا
زلفِ دوتا کو آپکی ناحق ہو مجسے بل	دل مانگ کرکے مانگ نے ہمسے لیا دیا
دنیا مین کوئی کرتا نہ پھر اس سے ہمسری	تیری نگہ نے خوب جوابِ قضا دیا

بتخانۂ بتان کی احمد سیر کیجیے
کعبے کی راہ کو تو بتون نے بھلا دیا

جو تیرا گذر سوے گلشن نہوگا	تو بلبل کا بھی شور و شیون نہوگا
بجھی بعد مردن اگر آتشِ دل	چراغِ لحد اپنا روشن نہوگا
جنون تجکو الفت ہی گر مجسے یون ہی	گریبان تلک چاک دامن نہوگا
شبِ تیرہ و تار فرقت مین ای دل	غضب ہی کہ وہ ماہ روشن نہوگا
نہ پائینگے قابو مین ای شوخ تجکو	کبھی ہاتھ مین تیرا دامن نہوگا
چرا لے لیا راہ چلتے ہوے دل	زمانے مین تمسا بھی رہزن نہوگا

یون وحشت زدہ ہونگے محشر کے دن — گریبان جو ہوگا تو دامن نہوگا

تمنائے دل سے لپٹے گی وہان — شب وصل واگرچہ روزن نہوگا

تو ایسا ہی عیار محشر خرام — کہ واقف تری رہ سے رہزن نہوگا

احمد ہند مین خاک برباد ہوگی
مدینے مین اپنا جو مدفن نہوگا

تو نے گیسو کو ہٹایا رخ زیبا نکلا — شب تاریک کٹی صبح کا تارا نکلا

یار آتا ہی نظر بام پہ کہتے ہین مریض — دیکھو وہ چرخ چہارم پہ مسیحا نکلا

مطلب دل ہوا حاصل وہ ہوے ہمسے خوشی — دل مایوس سے ارمان نہ کیا کیا نکلا

سرو و شمشاد و صنوبر کوئی ہمسر نہوا — قد برجستۂ دلدار دو بالا نکلا

پھر ہوا چاہتا ہی نوح کا طوفان برپا — چشم خونبار سے پھر اشک کا دریا نکلا

مثل تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ — مطلب دل نہ کبھی اوس سے ہمارا نکلا

عشق بازی مین احد آپ جو کامل نکلے
اپنے فن مین بت عیار بھی یکتا نکلا

نہ ثابت جسم پر دستِ جنون نے پیرہن چھوڑا — بہار آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا

صدا بربادیِ قصرِ فریدون سے یہ آتی ہو — کسے آباد تو نے گردشِ چرخِ کہن چھوڑا

بلا نازل ہوا کرتی ہو مجپر کنجِ مرقد مین — نہ مرنے پر بھی دل نے عشقِ زلفِ پرشکن چھوڑا

نہ آیا رحم اے صیاد کچھ افسوس کی جا ہی — ستایا اسقدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا

رہا وحشت کا اپنی قبر مین بھی سلسلہ باقی — جنون نے بعدِ مردن بھی نہ اک تارِ کفن چھوڑا

احد کھا کر قسم اللہ کی اقرار کرتے ہین — ترے کوچے کا آنا اب بتِ نازک بدن چھوڑا

وہ گرفتارِ بلاے زلفِ پیچان کیا ہوا — دیکھتا تھا رات بھر خوابِ پریشان کیا ہوا

کیا سبب ہی پاس نا آنیکا کچھ فرمائیے — کیون گھٹا دی آپنے الفت مریجان کیا ہوا

ہو گیا اک دم کے دم مین گل چراغِ زندگی — جل کے عاشق تیرا مثلِ شمعِ سوزان کیا ہوا

ذکر ہی دو روز کا مرتا تھا کہتے ہین یہ لوگ — اب نہین معلوم کچھ بیمارِ ہجران کیا ہوا

کیا ہمین آپ آزماتے ہین طریقِ عشق مین — ہمکو لینا ہی تو لیلیو یہ دل و جان کیا ہوا

جب نشان پایا نہ اپنے عاشقِ رنجور کا — ہنسکے فرمانے لگے بیمارِ ہجران کیا ہوا

جوشِ وحشت نے نہ رکھا تار بھی پوشاک کا
دستِ وحشت ڈھونڈتا پھرتا ہی داماں کیا ہوا

لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا بیمارِ عشق
بولے صحت ہو چلی تھی جانیے ہاں کیا ہوا

قیدِ ہستی سے چھٹی جب روح گھبرا کر کہا
اب پتا ملتا نہین قالب کا زندان کیا ہوا

پوچھتی ہی باغ مین آ کر خزان سے بادِ صبح
نالۂ بلبل تھے جسمین وہ گلستان کیا ہوا

ہی یقین محشر مین احمد کے کرم سے ای احد
آ کے پوچھیگی شفاعت غرقِ عصیان کیا ہوا

یون مفت ہین دل قیدِ کسی کا نہین ہوتا
جبتک کہ تری زلف کا پھندا نہین ہوتا

اس عشق نے رسوائی جہان خوب کیا ہی
کس جا ترے دیوانے کا چرچا نہین ہوتا

فرماتے ہین لوگون سے سزاوار ہین اسکے
عشاق پہ جو ظلم ہو بیجا نہین ہوتا

بیمارِ غمِ ہجر کے بڑھتے ہین مرض اور
پرسان جو وہ رشکِ مسیحا نہین ہوتا

چادر نہ مری لاش پہ تم اوڑھکے آؤ
مقتولِ نظر کے لیے پردا نہین ہوتا

مشتاقِ تجلّی ہین ہر اک صورتِ موسیٰ
کیون بام پر اوس شوخ کا جلوا نہین ہوتا

تم جیسے احد عشق مین اوس بت کے پھنسے ہو

اسطرح کسی پر کوئی شیدا نہین ہوتا

کھنا ترا ابھی او دل دیوانہ کر دیا
جان کو فدائے جلوۂ جانانہ کر دیا

تا حق کو زلف یار کی بُو لے گئی صبا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

ان روزون دشت نجد مین اپنا قیام ہی
آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کر دیا

جلوہ دکھا کے دیکھیے اوس شمع رو نے آج
عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کر دیا

کس کام کا یہ شیشۂ دل اپنا تھا مگر
اوس عکس روئے نے اسکو پری خانہ کر دیا

قربان سر کو کر دیا تیغ نگاہ پر
جی دیکھو صرف ہمت مردانہ کر دیا

قربان ترے خیال کے ای جان جان مجھے
دیوانہ کر دیا کبھی فرزانہ کر دیا

میخانۂ جہان مین جب اپنا گذر ہوا
اک جام دیکے ساقی نے مستانہ کر دیا

دلمین بتونکو دیتے ہی دیتے جگہ احد
کعبے کو ہمنے دیکھیے بت خانہ کر دیا

تمھارے عشق مین رسوائے خاص و عام ہونا تھا
مری آغاز الفت کا یہی انجام ہونا تھا

مری حالت کو لوگ دیکھکر کیون دل لگایا تھا
تماشا ہی مجھی کو مورد الزام ہونا تھا

وہ کہتے ہین تمھارا کیا گیا سودا ے الفت مین
مجھے اس پہ یقین سوا ے خاص و عام ہونا تھا

پیام وصل کے بدلے پیام مرگ ہی آیا
غنیمت ہو ادھر سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا

سر بالین مریض غم کے یہ فرماتے ہین آکر
مجھے بدنام ہونا تھا تجھے خوش نام ہونا تھا

نہ جاتی فرقت جانا نمین جان تو اور کیا ہوتا
مریض عشق کو خیر بھلا آرام ہونا تھا

مرے نالونکو سن سنکر کے فرماتے ہین لوگون سے
لگا دیکھا آخر کو برا انجام ہونا تھا

مآل عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر
مجھے برباد الفت مین بہت خود کام ہونا تھا

نکلی آرزوئے دل احمد اک روز بھی اپنی
فقط اوس بت کی الفت مین مجھے بدنام ہونا تھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا
مجھے آپ مشق ستم کیجیے گا

تمھاری جفاؤن سے واقف تھے ہم
یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا

جفا اسقدر لیکے دل کو ہمارے
نہ سمجھے تھے ہم اے صنم کیجیے گا

خدا کے لیے باز آؤ جفا سے
غریبون پہ کبتک ستم کیجیے گا

ضرور اونسے یہ پوچھنا جاکے قاصد
کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

مین وہ عاشق دل گرفتہ ہون اےجان	مرے بعد میرا بھی غم سے کیجیے گا
وصیت یہ یارو ہی نام اوس صنم کا	دم مرگ پڑھکر کے دم کیجیے گا
غم یار مین ای احمد خسیر تو ہی	کہان تک بھلا چشم نم کیجیے گا

ردیف بائے موحدہ

گوش گل مین کر رہی ہی شکوہائے عندلیب	ہی نسیم صبح مین بھی کیا ہوائے عندلیب
باغ مین شبکو جو تجکو دیکھ پائے عندلیب	شمع کا فوری وہین اوگل جلائے عندلیب
جلوہ رخ کو ترے گر دیکھ پائے عندلیب	آتش الفت سے گلشن کو جلائے عندلیب
تو وہ گل ہی گر تجھے پھر دیکھ پائے عندلیب	کوبکو باغ جہان مین خاک اوڑائے عندلیب
رنگ گل جب چہرہ گل سے اوڑے تو یہ کہا	لوح دل سے نقش الفت کو مٹائے عندلیب
پھونکنا گر خانہ صیاد کا منظور ہو	آتش دل سے ابھی آتش لگائے عندلیب
ایکدم کو ٹھے پہ بیٹھے تھے ترے آکر کے وہ	پیتے ہین دھو دھو کے گل بھی آج پائے عندلیب
ہی دم رخصت یہی باد بہاری کی صدا	دل نہ دو دنکے لیے گل سے لگائے عندلیب
کچھ نہین سنتے ہین گل گو رات بھر رو کے بھی	کہتی ہی شبنم چمن مین ماجرائے عندلیب

آئے کوٹھے پر ترے گر بیٹھکر تو ہوا بھی
سرمۂ چشم گلستان خاک ہو جائے عندلیب

گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہین کچھ در پردہ آج
ہی نسیمِ صبح کہتی ماجرا اے عندلیب

آتشِ گل پھونک دیگی آشیانہ تک ترا
تو ہو نادان گل سے کچھ گر لو لگائے عندلیب

واہ ری تاثیرِ عشقِ گل کہ اک نالے مین آج
ہوش صیادون کے گلشن مین اوڑائے عندلیب

جل کہان سکتا ہی اوس خورشید رو کے روبرو
لالہ گلشن مین جیسے داغِ گل جلائے عندلیب

باغ مین ہم تم چلین اور اپنی ہی یہ آرزو
تم ہو گل کی جا پہ اور ہم ہون بجائے عندلیب

دام مین صیاد تیرے پھنس گئی بلبل اگر
باغ مین نالے کرین گے ہم بجائے عندلیب

عارضِ گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے بہار
اپنے گلشن مین پھر چہکنے نہ پائے عندلیب

باغ مین چلیے گل و بلبل کا سنیے تذکرہ
ہی جفائے گل زیادہ یا وفائے عندلیب

تو وہ گل ہی تیری الفت مین اگر نالہ کرے
ہوش ابھی پھولون کے گلشن مین اوڑائے عندلیب

تو وہ گل ہی رشتۂ تارِ نفس مین گوندھکر
ہار پھولون کا ترے خاطر بنائے عندلیب

تو وہ گل ہی عشق تیرا گر کہین پیدا کرے
آشیان آنکھون مین گل کے پھر بنائے عندلیب

انقلابِ طبع بھی لازم ہی الفت مین احمد

پوچھتے ہین گل صبا سے ماجرائے عندلیب

کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ پائے عندلیب
گل نیا نالو نسے گلشن مین کھلائے عندلیب

آمدِ فصلِ خزان سے شور ماتم ہی بپا
ہی شکستِ رنگ گل سے یہ صدائے عندلیب

پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو
آہ آتش بار سے آتش لگائے عندلیب

عشق مین گل کے ہین جتنے رنج و غم جاتے رہین
قید ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عندلیب

فصل گل اب ہو چکی ہی آمدِ فصلِ خزان
خوابِ غفلت سے کہو سر کو اوٹھائے عندلیب

تو وہ گل ہی گر چمن مین جلوہ فرما ہو کبھی
خاک پا کو تیری آنکھون مین لگائے عندلیب

فصل گل تو دور ہی پر کر رہی ہی سے پیچھے
کہدو بے پر کی نہ یون ہردم اوڑائے عندلیب

تو جو جائے باغ مین دم عشق کا تیرے بھرے
رنگ اپنا دیدۂ گل مین جمائے عندلیب

خانۂ صیاد مین یہ آہ و زاری ہی عبث
گوش گل تک کب پہونچتی ہی صدائے عندلیب

قیمتِ بلبل اگر صیاد کو منظور ہی
ہی زرِ گل مشت غنچہ مین بہائے عندلیب

تو وہ گل ہی بہر گلگشتِ چمن گر شبکو جائے
ہر چراغِ گل مین گر روغن جلائے عندلیب

غش پہ غش آتے ہین عشقِ گل مین اسکو دمبدم
کچھ گلاب اب چاہیے بہرِ دوائے عندلیب

نالے کا مذکور کیا تاثیر ہونے کی نہین
عشق مین گل کے اگر خون مین نہائے عندلیب

رخصت فصل بہاری ہوگی اکدن باغسے
کچھ سمجھکر جیمین گل سے دل لگائے عندلیب

دیکھیے ہوتا ہی کب صیاد اسپر مہربان
عرش تک جانے لگے ہین نالہاے عندلیب

باغبانکا ذکر کیا ہی آج صیادونکے بھی
ہوش کھوتے ہین چمن مین نالہاے عندلیب

تو وہ گل ہی گر کہین بھولیسے تجکو دیکھلے
فصل گل تک ہوش مین ہرگز نہ آئے عندلیب

شور و نالہ گریہ ہین ذرات عشق گل مین ہی
آہ سے آتش نہ گلشن مین لگائے عندلیب

تو جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچے ابھی
اپنی مٹھی سے زر گل دے بہاے عندلیب

گل کے دلمین ہی وہ خواہش جو دل بلبل مین ہی
آرزوے گل بنی ہی التجاے عندلیب

بیٹھکر اوس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہو اسد
سرمۂ چشم صفاہان خاک پاے عندلیب

کیون نہو ہر گل کے دلمین آج جاے عندلیب
پونہچے ہی باب اجابت پر دعاے عندلیب

گر گل عارض کو تیرے دیکھ پائے عندلیب
اپنے جامے مین نہ پھولیسے سمائے عندلیب

جائے گل ہو باغ مین ای گل اگر تو جلوہ گر
مین ہی گلشن مین کرون نالے بجاے عندلیب

فصل گل ہی لطف پر صیاد کچھ سنتا نہین
کیجیے کس سے بیان ماجرائے عندلیب

نالہ کرتے کرتے عشقِ گل مین جب خود مر گئی
ہی گلون کے سر پہ ناحق خونبہائے عندلیب

گل سے در پردہ بہار باغ یہ کہتی ہی آج
چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قبائے عندلیب

صدمۂ فرقت سے ای صیاد ہی دردِ جگر
روغنِ گل کھینچلے بہرِ دوائے عندلیب

صدمے جو گذرے ہین اسیر خانۂ صیاد مین
قابلِ حسرت ہی ای گل ماجرائے عندلیب

قطرۂ شبنم نہ سمجھو برگ گل پر ہین عیان
اشک چشمِ گل سے نکلے ہین برائے عندلیب

قافلہ بادِ بہاری کا چمن سے چل بسا
اب کہان وہ گل کہان وہ نغمہائے عندلیب

آتش گل سے چمن مین آگ ہی ہر سو لگی
شور آخر کیون نہ گلشن مین مچائے عندلیب

مین جو جاؤن باغ مین ای گل تو ہی مجکو یقین
نالۂ دل سے مرے پہلو بچائے عندلیب

موسمِ گل مین ستم ہی دیکھ ای صیاد کیا
چل نہین سکتے قفس مین دست و پائے عندلیب

روبروِ گل کے جو تو ہو باغ مین یہ گل کھلے
شرم سے اپنے پرون مین منہ چھپائے عندلیب

نکہتِ گل کچھ اوڑا سکتی نہین بادِ صبا
ہی بندھی گلشن مین انکے وزن ہوائے عندلیب

صدمۂ بیداد سے ہی اسقدر گرمِ فغان
ہوش گلچین کا اوڑاتی ہی صدائے عندلیب

سوے گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرمائیے تو
آب گل سے پاؤنکو تیرے دُھلائے عندلیب

باغ مین جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی
ہم گلونسے کچھ کہین گے لیجائے عندلیب

لاکھ سر پٹکا کرے یہ خانہ صیاد مین
کون سنتا ہی قفس مین نالہاے عندلیب

صحبت گل رات دن منظور ہی اسکو اگر
شاخ گل پر آشیان اپنا بنائے عندلیب

فیض سے اپنی نوا سنجی کے دیکھو اے احد
کر دیا زاغون کو مین نے ہمنواے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

فشار قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہین فرصت
تڑپنے کی مگر یارب ملے زیر زمین فرصت

لحد مین چین پانا خیر اتنا بھی نہین ممکن
ترے ہاتھونسے بعد مرگ از بہرہ جبین فرصت

تصور ہاتھ سے زلفونکے چھونیکا بچائیگا
نہ لینے دیگا مرقد مین یہ مار آستین فرصت

لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو
فقط اک مجھسے ملنے کی تمھین ملتی نہین فرصت

اثر سے آہ کے وہ تنگ یون آکر کے کہتے ہین
خدارا ایک دم لینے دے آہ آتشین فرصت

ہماری قبر پر آکر کے حسرت سے یہ کہتے ہین
تجھے تو مل گئی ہی خوب اے عزلت گزین فرصت

کبھی غازہ ہی رخ پر اور کبھی گیسو سنورتے ہین
بناوٹ سے تمھین تو رات دن ملتی نہین فرصت

رہے مٹھی بندھی اوڑجائیگا ورنہ سمجھے تو
تپا سے طائر رنگ حنا ای نازنین فرصت

تمھین فرصت نہین ملتی ہی گو غیرونکے ملنے سے
ذرا ہم سے بھی مل لینا جو ملجائے کہین فرصت

ستمگارون کے پنجے سے سمجھے تا دم آخر
بہت مشکل ہی ملنا او دل اندوگین فرصت

عذاب گور سے فرصت ملیگی خاک وان ہمکو
وہین کیا ہوگی فرصت جب نہین ملتی یہین فرصت

نہین خالی ہی خود آرائی سے وہ جسطرح مین غم سے
اونھین بھی اندنون میری طرح ملتی نہین فرصت

پھنسا کیون زلف کے پھندے مین بے سمجھے ہوے آخر
تجھے پہلو مین پہلے تھی دل خانہ نشین فرصت

خیال خام ہی اونسے اگر خواہش ہو ملنے کی
اونھین غیرونکے ملنے سے نہوگی بالیقین فرصت

صدا آتی ہی تیرے عاشق محزونکی تربت سے
نہ بالائے زمین فرصت تھی نے زیر زمین فرصت

شب فرقت مین دم بھر آجکل لینے نہین دیتی
کسی کا فکر مجکو یا دزلف عنبرین فرصت

دم پیری حواس و عقل زائل ہوتے جاتے ہین
ہمارے بزم کے سب جاہتے ہین ہمنشین فرصت

صدا آتی ہو سینے سے یہی میرے پس مردن
ذرا لینے دے مجکو سوز داغ آتشین فرصت

رہائی جیتے جی قید تعلق سے تو مشکل ہی
ملے بعد فنا شاید دل اندوہگین فرصت

خیال اوس بت کا دل سے جائے یہ ممکن نہین اصلا
بھلا تمکو احد ملنے کی ہو اوس سے کہین فرصت

ردیف ثاے مثلثہ

ٹھوکرین ناز سے چلمن مین لگاتے ہو عبث
خواب سے فتنۂ محشر کو جگاتے ہو عبث

اوس ستمگار سے اتنا بھی کسینے نہ کہا
چاہنے والیکو کیون اپنے ستاتے ہو عبث

ایک بھی تم مرے مطلب کی نہین سنتے کبھی
مجکو تم باتون ہی باتون مین اوڑاتے ہو عبث

صورتِ یار مری آنکھونکی پتلی ہی مین ہی
اشکو تم دیدۂ و دانستہ مٹاتے ہو عبث

مین تو ہون عاشق جانباز تمھارا جانی
گالیان مجکو مریجان سناتے ہو عبث

تم کو مقتول نظر پہ ہی ترحم لازم
کشتۂ چشم کو آنکھین یہ دکھاتے ہو عبث

وعدۂ وصل کا ایفا بھی تو اک دن ہو کبھی
روز پٹی دلِ محزون کو پڑھاتے ہو عبث

چشم بد دور نظر دیکھو نہ لگ جائے کہین
آنکھ نرگس کو مریجان دکھاتے ہو عبث

حق الفت کو مرے صفحۂ خاطر سے بتو
نقش باطل کیطرح اس کو مٹاتے ہو عبث

ای بتو خوف خدا بھی ہی تمھین کچھ کہ نہین
کعبۂ دل کو جو اسطرح سے ڈھاتے ہو عبث

صورتِ نقش قدم ہو نمین پڑا چھیڑتے ہو
اور بھی خاک مین تم مجکو ملاتے ہو عبث

جان جائیگی مری رشک مین غیرونکے ضرور
اپنی محفل سے مجھے دیکھو اوٹھاتے ہو عبث

کشتۂ خنجرِ بیداد کا خون مل لیجے / مہندی ہاتھون مین مرجان لگاتے ہو عبث

کوئے جانان مین نہ مین بھول کے جاؤنگا کبھی / حضرتِ دل مجھے تم پٹی پڑھاتے ہو عبث

وصل کی شب یہ لگے کہنے وہ ناخوش ہوکر / اپنے سینے سے احد مجھکو لگاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

جعد مشکین کھولکر بالونکو بکھراتے ہین آج / کہدو کیون رازِ دلِ عاشق کو پھیلاتے ہین آج

عشوہ و انداز سے بیش نظر آتے ہین آج / اس اکیلی جان پر کیا کیا غضب ڈھاتے ہین آج

سختیان پہلے اوٹھا کر مہر دکھلاتے ہین آج / پس کے مہندی کس طرح سے رنگ ہم لاتے ہین آج

دلکو پہلو کو مرے اب وہ ملے جاتے ہین آج / کہدو اونسے کوئی کیون ناحق غضب ڈھاتے ہین آج

شمع افروزی تری اللہ رے او گلبدن / بزم مین آ آ کے بلبل گل کتر جاتے ہین آج

گالیان دیتے ہین بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ / کھولنے سے منہ کے کیا کیا منہ کی ہم کھاتے ہین آج

جانیے کس مہوش نے کر دیا بیچین دل / اک تڑپ بجلی کیسی پہلو مین ہم پاتے ہین آج

کر دیا دل کو نشانہ سنگ جورِ سنگدل / کہدو کعبے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھاتے ہین آج

فرقتِ جانان مین مونس اپنا یان کوئی نہین / او غمِ تنہائی تجھسے دل کو بہلاتے ہین آج

ملنا کیسا وصل مین اب بولتے تک بھی نہین
ل بے اغماض آپکا ہم تو مر جاتے ہین آج

چھوڑ کر بتخانہ و کعبہ کو شیخ و برہمن
سنتے ہین تیری طرف دونون چلے جاتے ہین آج

مرنے پر بھی حسرتین دلکی پریشان کرتی ہین
کوے جانا نکو غبار اپنے اوڑے جاتے ہین آج

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرت دل کوچہ قاتلمین پھر جاتے ہین آج

تھا وہ مین مقتول قاتل قتل کے پیچھے مرے
سینہ و زانو پہ رکھکر ہاتھ پچھتاتے ہین آج

نعش پر تیرے شہید ناز کی او سنگدل
دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہین آج

پھر نگاہ برق وش کیا کام اپنا کر گئی
او دل مضطر تجھے مضطر بہت پاتے ہین آج

دیر سے آنے مین جو آنا ہو نہ کر للہ تو
حسرت دیدار ہی مین ہم مر جاتے ہین آج

محو رفتار حسینان اس قدر یہ ہو گیا
ٹھوکرونمین ہم دل پامال کو پاتے ہین آج

شک نہین ہے بوسہ لب آب حیوان ہے احمد
پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہین آج

بار عصیان نے ہمارے پانون تھراتے ہین آج
منہ چھپائے ہم کفن مین شرم سے جاتے ہین آج

لطف مستی ساقیا کس طرح پاتے ہین آج
جھومتے پھر جانب میخانہ اب آتے ہین آج

جسطرف بنکے جاتے ہین غضب ڈھاتے ہین آج ۔ کشتۂ تیرِ نگاہِ ناز کر جاتے ہین آج

بال گیسو کے بکھر کر لب پہ یہ آتے ہین آج ۔ یا کہ کالے چشمۂ حیوان مین لہراتے ہین آج

سوزشِ رخسار کو اوس شمع رو سے پوچھ ۔ صورتِ پروانہ نظارے جلے جاتے ہین آج

قبر مین بھی مونس و غمخوار اپنا جانکر ۔ او غمِ تنہائی تجکو ہم لیے جاتے ہین آج

عکس ہے زلفِ دوتا کا اونکی ساقِ پا مین ہو ۔ یا کہ جوڑے کالیکے پانوٗن مین لہراتے ہین آج

جمع کر کے میرے جانب سے کدورت کی وہ گرد ۔ اک عمارت گردِ دل تعمیر فرماتے ہین آج

تاج شاہی کے لیے تھا انقلابِ دہر سے ۔ ٹھوکرین کھاتے سرِ فغفور کو پاتے ہین آج

فوجِ مژگانکو لیے اونکی نظر ہے دلکے سمت ۔ دوڑ لاکھون ترک اک مظلوم پہ لاتے ہین آج

بعد مرنیکے خبر اوس گل کی گر لائی تو کیا ۔ او نسیمِ صبح ہم تو جہان سے جاتے ہین آج

سرخرو مقتل مین سب تو جان دیکر ہو گئے ۔ سخت جانی کا برا ہو کیسے شرماتے ہین آج

شیشۂ دل ہو گیا کیا چور سنگِ جور سے ۔ نالۂ دل شور کچھ کرتے ہوے آتے ہین آج

کہتے ہین کس رشکِ گل سے عہد گلہاے چمن ۔ مثلِ غنچہ گل کو بھی ہم باگرہ پاتے ہین آج

ان ملیجاتی ہی مہندی اشک گلگون سے یہان ۔ ہم بھی مہندی پاے نظارہ مین ملواتے ہین آج

کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سیرِ چمن
موج بوے گل کی صورت وہ لچکتے ہین آج

چھوڑکر کے خود بخود سنتے ہین اب عشق صنم
حضرتِ دل کعبے کو بتخانے سے جاتے ہین آج

بال کھولے پیچھے پیچھے حورین بھی ہمراہ ہین
زلف کے قیدی ترے محشر مین آتے ہین آج

جانے کس برق وش نے کردیا بیچین پھر
دلکو پہلو مین بہت مضطر احمد پاتے ہین آج

ردیف حاے مہملہ

خونریزی پر ہو دل ترا مائل کسیطرح
مشکل مری بھی آسان ہو قاتل کسیطرح

کیا پوچھتے ہو ظلم رسیدونکا اپنے حال
فرقت مین بچگئے ہین بمشکل کسیطرح

صد شکر اپنے خانۂ دل مین ہین جلوہ گر
اس گھر مین آگئے ہین بمشکل کسیطرح

کیا جانیے کہ ملنیکا وعدہ ہی کس سے آج
تھمتے نہین ہین یہ جگر و دل کسیطرح

تھا لطف دید مجنونکو آنکھین پسِ فنا
بنجاتین گر یہ پردۂ محمل کسیطرح

اللہ رے شوق قتل کہ کہتا ہون بار بار
پھر جاے سینہ پہ خنجرِ قاتل کسیطرح

ہی روح قیس ساتھ ترے ای نسیمِ صبح
اوٹھ جاے آج پردۂ محمل کسیطرح

کیا جانیے کہ کیا ہی جو پہلو مین ایکدم
رکتا نہین ہی آج مرا دل کسیطرح

مقتل مین چاہتا ہون قاتل سے ای احمد	تڑپون نہ مین بصورت بسمل کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

بتلاتا اندنون نہین اپنا نشان وہ شوخ	کیا جانیے کہ رہتا ہی اکثر کہان وہ شوخ
پیدا ہوا ہی میری طرف سے گمان جو نیک	اپنے گمان سے اندنون ہی بدگمان وہ شوخ
مانگے جو بوسہ غیر تو مجپر عتاب ہو	ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیون گالیان وہ شوخ
پوچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر ہی جبین کیا	کرکے چلا ہی مجکو کدھر نیم جان وہ شوخ
غیر ذکا ہو بیان تو ہوتا ہی جی سے خوش	سنتا ہی کب ہماری بھلا داستان وہ شوخ
مدت سے مین سمجھتا ہون سمجھے ضرور ہی	دل کو ہمارے تیر ستم کا مکان وہ شوخ
پیغام وصل بھیجتے ہین اوسکے پاس ہم	اب دیکھیے ہی کرتا نہین یا کہ ہان وہ شوخ
غیرون پہ تو نگاہ عنایت کمال ہی	ہمپر بھی ہوگا دیکھین کبھی مہربان وہ شوخ
الفت نہین تو کیون یہ شب وصل مین احمد	منہ مین ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاشق جو رخ کے ہوگئے زلف دوتا کے بعد	منہ دیکھا صبح عیش کا شام بلا کے بعد

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنا کے بعد
پچھتا رہے ہیں اپنے کیے پر جفا کے بعد

مہندی چھوڑانے کے لیے اوس شوخ نے کہا
اپنا بھی رنگ جم گیا رنگ حنا کے بعد

مہندی نہ ملیے ہاتھ میں کہتے ہیں ورنہ آپ
ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگِ حنا کے بعد

رحم آیا میرے حال پہ اسدرجہ اسکو بھی
کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد

گنجینۂ مراد کا توڑین گے قفل آج
قسمت مین ہی تو دیکھیے بندِ قبا کے بعد

نیچی نگاہ کرکے نہ مُنہ کو چھپائیے
بہرِ خدا نہ کیجیے پردہ حیا کے بعد

دس دن بہار باغ تو دس دن خزان بھی ہے
باد خزان کے جھونکے ہین بادِ صبا کے بعد

نالہ کیا تو سینے مین جنبش سی ہوگئی
آخر کو ٹوٹا شیشۂ دل بھی صدا کے بعد

آیا نہ رحم عاشق بیدل پہ جیتے جی
اب آپ ہاتھ ملتے ہین ناحق فنا کے بعد

اب راستی ہی ہمکو بھی چھوڑکر پسند
عاشق ہوئے ہین تاک کے زلفِ دوتا کے بعد

فرماتے ہین یہ حضرتِ دل عشقِ زلف مین
نازل ہو دیکھین کون بلا اس بلا کے بعد

صد شکر کارخانۂ نظمِ کلام مین
ڈھلتے ہین شعر سانچے مین فکرِ رسا کے بعد

کیون کر نہ اونکے دل مین اثر ہوگا اے احمد
نالون نے سر اوٹھایا ہی دستِ دعا کے بعد

ردیف ذال معجمہ

نامہ بر نے جو دیا یار کو میرا کاغذ
ہو گیا جلوۂ عارض سے سنہرا کاغذ

مین نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہی اوسکو
ہی سراپا مرا کیا آج تمنا کاغذ

حسرت دل کی نکلنے کی تھین باتین جو لکھین
خود لفافے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ

نامہ بر نے جو کہا دیجیے گا خط تو کہا
خط کسے کہتے ہین او رہتا ہی کیسا کاغذ

نامۂ یار نے مرنے سے بچایا مجکو
ہو گیا خوبیٔ قسمت سے مسیحا کاغذ

نقرئی ہووے وگرنہ ہو طلائی بیشک
یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

تھا جو مرقوم کچھ اسمین دلِ گم گشتہ کا حال
گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ

ہو گیا اسمین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا
اوسکے کوچے کیطرف اوڑ چلا اپنا کاغذ

نامۂ یار کو مین صاف سمجھتا ہون احدؔ
ہی یہی کاتبِ تقدیر کا لکھا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

ہوے راہی عدم کو عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر
بلاے زلف پیچان سر پہ آئی تھی قضا ہو کر

اوٹھے پہلو سے جب وہ جان قالب سے نکل بھاگی
وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر

کہا لوگون نے مر کرکے بچے ہین اُنکے تو بولے — گئی ہو سر پہ اُنکے بارہا صدقے قضا ہوکر
بھڑکنا اُنکے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو — ادائے تیغ قاتل رنگ لائیگی قضا ہوکر
جلا کر بوسۂ لب پس مردن سے لگے کہنے — نہ دکھلائیگی مُنہ جاتی ہو شرمندہ قضا ہوکر
دکھا کر مجکو وہ ترچھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہین — اسی پردے مین اکدن آئیگی دیکھو قضا ہوکر
نقاب رخ اوٹھایا تمنے جان تن سے نکل بھاگی — نگاہ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہوکر
تمھارے آتے ہی مر ہی رہا تھا جی اوٹھا جب مین — سر بالین سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہوکر
خیال زلف مین ای ہمدمو ہی نزع کا عالم — شب فرقت مین یاد زلف آئی ہی قضا ہوکر
نہ پوچھو او قاتل عالم کہ کیا تاثیر ہو اس مین — کھنچی جسپر تری تلوار بس پہنچی قضا ہوکر
بہت مشکل ہی نچ جانا بنی ہی جان پر اپنی — نگاہ ناز قاتل جان لیتی ہی قضا ہوکر
الٰہی خیر کیجو آج بیماران الفت پر — نگاہ ناز کے ہمراہ آتی ہی قضا ہوکر
جہانمین نام ہی اسکا وجود اسکا نہین باقی — تری تیغ نگہ پر مرگئی صدقے قضا ہوکر
تعشق مین پری رونکے اکدن جان جائیگی — مری دیوانگی یہ رنگ لائے گی قضا ہوکر
خم محراب ابرو دیکھکر گردن جھکاتے ہین — نماز اپنی ادا ہو جاتی ہی اکثر قضا ہوکر

یہان تھا نزع کا عالم جو آئے وہ عیادت کو
لگی پاؤن پہ پڑنے اُنکے شرمندہ قضا ہو کر

ہزارون عاشقِ جانباز کی جاتی ہین بس جانین
نکلتے ہین کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہو کر

ذرا سا گُدگُدا دیتے ہو جان پر اپنے بنتی ہی
تمھاری چھیڑنے آخر کو پھر چھیڑا قضا ہو کر

دمِ مردن و فورِ اشک سے یہ جوش دریا تھا
ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہو کر

خیالِ گیسوئے پیچان مین اپنی جان جائیگی
اسی پردے مین آئیگی احمد اک دن قضا ہو کر

دلِ مضطر ہمارا عاشقِ روئے صفا ہو کر
رہا پہلو مین اپنے طائرِ قبلہ نما ہو کر

بھری تھین حسرتین جو دلین اب وہ وائے ناکامی
شکستِ شیشۂ دل سے نکلتی ہین صدا ہو کر

تڑپنا کیا تھا او جانِ حزین گر وہ نہ آئے تھے
گئی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہو کر

ضرور اک دن نیا خونِ شہیدان رنگ لائیگا
دکھائے گا پر و شوخیان رنگِ حنا ہو کر

کبھی مجسے پلٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو
تمھارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہو کر

کسیکا ناز کہتا ہی اگر ملنے کی خواہش ہی
جبین سائی کرو بابِ اجابت پر دعا ہو کر

یقین ہی اب مُرادین اپنے دلکی سب بر آئینگی
گئی ہین حسرتین بابِ اجابت تک دعا ہو کر

اونھین جب دیکھتا ہون منہ چھپا کر مجھسے کہتے ہین — ابھی ہم پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہو کر
گلے مین جب کبھی بھولے سے اونکے ہاتھ ڈالا ہی — لباس شرم مین چھپ چھپ گئے ہین وہ حیا ہو کر
نہ کیون کر خانۂ دلمین ہمارے خون حسرت ہو — پھری ہی بے اثر باب اجابت سے دعا ہو کر
ہماری زیست سے صد شکر مرنا ہی ہمین بہتر — شہیدون مین ملے ہم کشتۂ تیغ ادا ہو کر
جو تو دکھلا کے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب — نگاہو نمین پھری برسون تمہی چتون ادا ہو کر
جو پوچھا تھے کہان اتنے دنون تو ہنسکے فرمایا — کسی کمبخت کے اب تک تھے دلمین مدعا ہو کر
کشش مجھسے کسیکی خوابمین یہ آکے کہتی ہی — نگین خاتم دل ہی رہے گا مدعا ہو کر
مجھے مسجد مین جاتے دیکھکر بولے ادھر آؤ — خدا کو بھی دکھاوینگے کبھی شان خدا ہو کر
پڑا اچھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دست قاتل پر — رہا مٹھی مین اسکی طائر رنگ حنا ہو کر
شبیہ یار اکثر جلوہ فرما کر کے کہتی ہی — کسیکے دل مین رہجائینگے نقش مدعا ہو کر
طلب مین اپنی او قاتل کرے گا قتل گر مجھکو — زبان تیغ سے نکلونگا حرف مدعا ہو کر
رسائی ہو گئی جاتے ہی اوسکی بزم جانا نمین — گیا قاصد مرا خط لے کے کیا بخت رسا ہو کر
یہ شوق دید ہی مجکو نقاب رخ اوٹھانے کو — چلی ہی حسرت دیدار اپنی اب ہوا ہو کر

شبیہ یار کہتی ہو عبادت میری ہی کیجے
یہ بت اللہ اکبر دل مین رہتے ہین خدا ہو کر

خیال جلوۂ رخسار جانان مجھسے کہتا ہی
رہین گے خانۂ دل مین کسی کے مدعا ہو کر

نہ نکلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ
وہ بیٹھے اپنے گھر مین میرے دلکے مدعا ہو کر

مبارک آج خوش ہووے مرغانِ چمن تم کو
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر

سراپا بیٹھی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہی
پھری ہی اسطرح بابِ اجابت سے دعا ہو کر

مرے شعرون کو سنکر چوم کر مُنہ یہ لگے کہنے
احمد مشہور رہو تم صاحبِ طبعِ رسا ہو کر

احمد وحشت مین بھی قیدِ تعلق سے رہا ہو کر
بہ رنگِ بو رہے جامے سے ہم عریان جدا ہو کر

اثر یہ سایۂ دیوار قصرِ یار نے پایا
کبوتر جا کے گر بیٹھے تو اڑ جائے ہما ہو کر

اگر ہی شوق مہندی کا تو خون کو میرے مل لیجے
تمہارے دست و پا مین رنگ لائیگا حنا ہو کر

محبت لاکھ ہو تجھسے مگر سجدہ نہین کرتے
دکھائیگا ہمین کیا جلوہ تو او بت خدا ہو کر

تصور مین کسیکے کچھ عجب عالم رہا اپنا
دلِ وحشی رہا آباد بس وحشت سرا ہو کر

نہ پوچھو تم خدارا اب شبِ فرقت کے صدمے کو
رہی ہو روح قالب سے مرے ہر دم جدا ہو کر

حسینون کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی
وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی جفا ہوکر

بدن مین ہر گھڑی یہ روح کا اپنے مقولہ ہی
حباب بحر ملجائے گا دریا مین فنا ہوکر

کشودِ کار اپنا خواب مین اوس بت سے کہتا ہی
کھلینگے دیکھنا اکدن ہمین بندِ قبا ہوکر

ہوا سودا کبھی وحشت کبھی رسوا ہوے اے دل
پڑے سو پیچ مین ہم عاشقِ زلفِ دوتا ہوکر

ستم کو ہم کرم فرطِ تعشق سے سمجھتے ہین
جفاے یار اپنا کام کرتی ہی وفا ہوکر

عبث تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو
بتو بندے سے کیا مشہور تم ہوگے خدا ہوکر

مجھے بیچین سنکر بیٹھتے ہین آکے پہلو مین
پہونچ جاتے ہین درد کے خاطر وہ دوا ہوکر

دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک
رہے مشہور یارب اوس کا گھر دارالشفا ہوکر

نہ گھبرا قالبِ خاکی مین تو اے مرغِ دل اتنا
قفس سے ایکدن جنت کو جائیگا رہا ہوکر

سمجھ او بت نہ مجکو ناتوان تو عہد پیری مین
پرانا جامہ اک دن رنگ لائیگا نیا ہوکر

بہت ڈھونڈھا نہ پایا ہمنے مضمونِ کمر اے جان
رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہوکر

پلادے گھولکر گر ہاتھ سے اپنے تو بچ جاؤن
تری خاکِ قدم تاثیر بخشیگی دوا ہوکر

جو نادان ہین وہی مرتے ہین اس تحصیل دنیا پر
رہے پابند کب عاقل کوئی حرص و ہوا ہوکر

اگر بخشے گناہون کو خداوند انسے ہے رحمت
تری سرکار مین آئے ہین سرتاپا خطا ہوکر

ہماری حسرتِ مے نوشی بھی ای ساقی جھوش
شکست ساغرِ مے سے نکلتی ہی صدا ہوکر

گلے مین ڈالکر باہین سوے وصل کی شب وہ
کہان رہتے تھے تبلاؤ احد ہمسے جدا ہوکر

نہ کیون وہ کنج عزلت مین رہین سب سے جدا ہوکر
ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہوکر

کسیکے عشق رخ مین جان مری تن سے جدا ہوکر
چلی ہی باغ جنت کی طرف بادِ صبا ہوکر

پریشانی خاطر رنگ لائے گی بلا ہوکر
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہوکر

مقابل مین تری رفتار کے ای دلربا ہوکر
بہت شرمندہ ہوگا فتنۂ محشر بپا ہوکر

کسی کا جلوۂ رخسار جب پیشِ نظر آیا
مری آنکھون کے پردے مین لگا چھپنے حیا ہوکر

نہ پوچھو وصل کی شب مجھسے وہ کیا کیا ہوے نادم
لباسِ شرم مین چھپ چھپ گئے ہین بس حیا ہوکر

لڑکپن ہی کنارا صورتِ عاشق سے کرتے ہین
ابھی وہ پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہوکر

پس مردن بھی الفت زلف کی یہ رنگ لائی ہی
لحد مین شب کو نازل مجھپہ ہوتی ہی بلا ہوکر

رہا تا زندگی سودا کسیکے زلف مشکین کا
دلِ وحشی ہمارا رہگیا وحشت سرا ہوکر

ترے ملنے کی گر دل مین ہوا و حرص باقی ہو
کرین گے جستجو بعدِ فنا بھی ہم ہوا ہو کر

نہ پوچھو جب وہ آئے مجھکو کیا راحت ہوئی حاصل
رہے پہلو مین میرے دردِ دل کی وہ دوا ہو کر

قیامت ہر قدم پر ڈھاتے ہو جسوقت چلتے ہو
تری رفتار سے رہ رہ گیا محشر بپا ہو کر

پئے پروہ شعلۂ رخسار کی بل بے یہ نیرنگی
خیالِ سبزۂ خط دل مین دودِ دل رہا ہو کر

اوڑی جب خاک اوس جانب تصدق تے نار ساکے
چلی ہی گردشِ تقدیر سے اولٹی ہوا ہو کر

کمندِ زلف کے ایک بڑے جھٹکے اوٹھائے ہین
رہا دل گیسوئے پرخم مین برسون مبتلا ہو کر

اونھین جب چھیڑتا ہون وصل مین تو پاسِ الفت سے
وہ رہجاتے ہین دل ہی دلمین کچھ مجھسے خفا ہو کر

سوال بوسہ پر پہلے تو کچھ بھی وہ نہ کہتے تھے
سنا دیتے ہین اکثر گالیان اب تو خفا ہو کر

دلِ وحشی پہ گذری کچھ نہ کچھ جو اس طرح مضطر
پریشان کوچۂ کاکل سے آتی ہی صبا ہو کر

مرا جاتا ہون جیوڑا دو منگا کر اسکو بیچ جاؤن
اثر بخشے گی خاکِ پائے دلبر کیمیا ہو کر

ہر اک شی کو احد ہم تو جگہ دیتے ہین آنکھون مین
ہماری پتلیان رہتی ہین عالم آشنا ہو کر

الٰہی خیر کیجیو حضرتِ دل پھر ہمان ہو کر
چلے ہین کوچۂ کاکل کی جانب شادمان ہو کر

جلایا کیا رقیب روسیہ ای آسمان ہوکر
رہا وہ جگر کی طرح تو بھی تو دھوان ہوکر

رہی گر آتش افروزی یون ہی ان شعلہ رویونکی
جلائے گی محبت پھر کسیکی سوز جان ہوکر

بوقت نزع جب آئے سر بالین تو فرمایا
نہ نکلے دیکھنا حسرت کہین روح روان ہوکر

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر کیطرح سے آنکھون مین رہتے ہین نہان ہوکر

پتا اپنے دل گم گشتہ کا پوچھین گے ہم بھی کچھ
پھرا اگر کوچہ کاکل سے کوئی کاروان ہوکر

رہی زلف مسلسل سلسلہ جنبان وحشت گر
تو پائے عقل مین اک دن پڑیگی بیڑیان ہوکر

وہ بحر حسن دریا سے نہا کر جب نکلتا ہی
لب ساحل تلک آتی ہین مضطر مچھلیان ہوکر

عدم سے آئے دنیا مین نہ پایا جب پتا تیرا
تو پھر آئے قیامت مین کہانسے ہم کہان ہوکر

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
یہان کسطرح نیند آئی جو سوتے ہو نہان ہوکر

گیا ملک عدم کو دوستو نکلا قافلہ بڑھکر
ہمین اک رہ گئے پیچھے غبار کاروان ہوکر

یہ حال نزع مین یارب ہوا کیون انتظار اوسکا
کہ پاؤن مین اجل آکر پڑی ہی بیڑیان ہوکر

گیا سر سے نہ مرتے مرتے سودائے محبت پھر
شریک دم رہا آخر کو یہ تکلیف جان ہوکر

کھلے گل اور بھی گلشن مین اوس گلرو کے آنیسے
چمن کی سیر کو آئی بہار بوستان ہوکر

غزالانِ بیابان کو کیا ہی صید دم بھر مین
نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کمان ہو کر

مری حالت کو سُن سُنکے وان لوگونکو سکتے ہین
خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر

اگر دن رات فرقت مین یون ہی رونا بلکنا ہی
تو دل بھی ایکدن نکلیگا خود اشکِ روان ہو کر

صدا آتی ہی ہر دم یہ لبِ گورِ غریبان سے
سوئے ملکِ عدم جاتا ہی یانسے کاروان ہو کر

خیالِ حلقۂ زلفِ دوتا دن بھر جو رہتا ہی
نظر آتی ہی شب کو خواب مین پھر بیڑیان ہو کر

چلا ہون تیز مین مقتل کی جانب دلمین قاتل کے
اثر پیدا کرے گی گرم رفتاری بیان ہو کر

خدا محفوظ رکھے دلکو اب اونکے فریبون سے
یہی ہین قاتلِ عالم جو ملتے ہین کمان ہو کر

نشانِ ملکِ عدم کے جانیوالونکا نہین ملتا
پھرا یارب نہ وانسے کوئی ابتک کاروان ہو کر

مین وہ مقتول ہون تلوار نے گر کچھ مزا پایا
لبِ زخمِ جگر چاٹیگی ای قاتل زبان ہو کر

مجھے قیدِ جنونسے چھٹنے دم بھر کو نہین دیتی
پڑی ہی وحشتِ دل پانو مین کیا بیڑیان ہو کر

مرا ہون آتشِ فرقت مین جلکر شعلہ رویونکی
غبارِ دل مری مرقد سے نکلیگا دھوان ہو کر

فلک نے دیکھیا یا ہی کسیدن اوسکی ابرو کو
اسی باعث سے خود بھی ہو گیا مثلِ کمان ہو کر

تمنائے شہادت ہی کرے گر قتل تو مجھکو
تری تلوار کا مُنہ چاٹ لون قاتل زبان ہو کر

مری عمرِ گریزان مجکو زندانِ بلا مین پھر
آلہی دیکھیے کب تک یہ رکھے بیڑیان ہوکر

مرے نالونکو سنکر کے فرماتے ہین لوگو نسے
نکلتی ہین کسی کی حسرتین شور وفغان ہوکر

خدا بدلے تو بدلے اون کی اب اس بدمزاجی کو
لگے ہین گالیان لوگونکو دینے بدزبان ہوکر

نکلنا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پاؤنکا
پڑی ہی الفتِ گیسوے جانان بیڑیان ہوکر

مثالِ تیر دم بھر مین جگر کے پار ہوتے ہین
کہین مین تیرے ہین ابرو جو ملتے ہین کمان ہوکر

ظہورِ جلوۂ حق کا تماشا بھی احد کیا ہی
نظر سے دیکھکر رہتا ہی انسان بیڑیان ہوکر

کہین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ دلبران ہوکر
کہین دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطران ہوکر

کہین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جورِ دلبران ہوکر
کہین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطران ہوکر

کہین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہوکر
کہین خوشنام ہوتا ہی وہ عدلِ منصفان ہوکر

کہین اوٹھکر کے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہوکر
کہین وہ بیٹھکر اوٹھا ہی زورِ پہلوان ہوکر

کہین معجز نمائی کرتا ہی جادو بیان ہوکر
کہین مشہور عالم مین ہوا ہی بیزبان ہوکر

کہین آتا نظر ہی تیر کی صورت جوان ہوکر
کہین خم عالمِ پیری مین دکھلایا کمان ہوکر

کہین خود داد دیتا ہی وطبعِ منصفان ہوکر
کہین فریاد کرتا ہی شریکِ دردجان ہوکر

کہین لیلی کی صورت جلوہ آرا ہی نہان ہوکر
کہین رسوائے عالم صورتِ مجنون عیان ہوکر

کہین سرتاپا ہی صورتِ شیرین نزاکت سے
کہین ہی کوہکن تیشہ لیے خود سخت جان ہوکر

کہین بنکر کے یوسف ہوگیا مشہور عالم مین
کہین بنکر زلیخا ہوگیا رسوا نہان ہوکر

کہین شمعِ شبستان کیطرح سے ہوگیا روشن
کہین پروانہ بنکر جلگیا خود سوزِ جان ہوکر

کہین گل بنکے خندہ زن ہوا گلزار عالم مین
کہین بنکر کے بلبل رہگیا گرم فغان ہوکر

کبھی بادِ بہاری بنکے خندان کردیا گل کو
رولایا بلبلون کو خون کبھی بادِ خزان ہوکر

کبھی بنکر لباسِ حسن دکھلایا حسینون کو
کبھی دستِ جنون سے اوڑگیا خود دھجیان ہوکر

کہین ہی خندۂ گل وہ کہین ہی شورِ بلبل وہ
نکلتا ہی کہین آنکھون سے خود اشکِ روان ہوکر

کہین ہی فتنۂ دوران کہین خود شورِ محشر ہی
کہین سودائے الفت ہی کہین ہی دردِ جان ہوکر

کہین تو قاتلِ عالم نظر آتا ہی عالم مین
پھڑکتا ہی کہین بسمل کی صورت نیم جان ہوکر

رہا کفر اور دین کا فرق ہندو اور مسلمانمین
کہین بنکر رہا کعبہ کہین دیرِ بتان ہوکر

کبھی تو بتکدے مین صورتِ ناقوس ہی نالان
کبھی مسجد مین غل اوٹھا موذن کی اذان ہوکر

نہ پوچھو اوسکی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے
مثال ابر گر رویا ہنسا برق طپان ہو کر

غرض ذات احد کا ای احمد جلوہ ہی عالم مین
دکھاتا ہی ہر اک صورت مین اپنے کو نہان ہو کر

لٹے ہوے ہین نہین اپنے کاروان کی خبر
نہ پوچھ بیکسی ہمسے دل اور جان کی خبر

کمر کے آکے سر زلف نے لیے بوسے
اوڑائی نکہت گیسو نے درمیان کی خبر

خدا کے فضل سے وہ راز دان معنی ہون
فرشتے پوچھنے آتے ہین آسمان کی خبر

کٹے ہین خانۂ صیاد مین مجھے برسون
وہ مرغ ہون کہ نہین مجکو آشیان کی خبر

یہ جام جم سے احمد اپنا دل نہین کچھ کم
وہ ہون کہ رکھتا ہون گھر بیٹھے مین جہان کی خبر

ردیف زائے معجمہ

پہلو مین اپنے یار کا تیر جفا ہنوز
دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی پتا ہنوز

سودائے زلف یار ہی باقی جو بعد مرگ
کنج لحد مین ہوتی ہی نازل بلا ہنوز

پونہچی کبھی نہ باب اجابت پہ اکدن
کیا جانیے کہ پھرتی کہان ہی دعا ہنوز

اوس سنگدل نے توڑکے دلکی نہ لی خبر
چلا رہی ہی شیشۂ دلکی صدا ہنوز

باہین گلے مین ڈالکے آنکھین چراتا ہو
کرتا ہی نازیار کا مجھسے حیا ہنوز

مرنے کے بعد بھی اسے اتنا غبار ہی
برباد خاک کرتی ہی سیری صبا ہنوز

کب کی گئی ہی باب اجابت سے دیکھیے
پھر کرکے پاس آئی نہ اپنی دعا ہنوز

اک تم ہو کوئی بھی نہین باقی جفا ہی اب
اک ہم ہین کرتے جاتے ہین تسپے وفا ہنوز

کچھ بھی نہین ہی اوسکو سر رحم ای احمد
کرتا ہی مجھپہ جاتا ہی ظالم جفا ہنوز

ردیف سین مہملہ

قید ہستی سے ہوئی ای روح کیا آزاد بس
خانۂ تن کو مرے کرکے چلی برباد بس

سنکے وہ نالونکو میرے جب ہوے ناشاد بس
بولے ای ظالم ٹھہر جاتا کجا فریاد بس

میرے مرنیکی خبر سنکر کے فرمانے لگے
تھا اسیکے دم تلک یہ نالہ و فریاد بس

سورۂ یوسف کو قرآن کھولکر پڑھتے ہین ہم
ہوتا ہی جس دم تمھارا مصحف رخ یاد بس

ای پری کثرت ترے دیوانون کی ہی اسقدر
جنگلون مین شہر ہوتے جاتے ہین آباد بس

دیکھکر مجکو تڑپتے سخت جانی سے مری
چھوڑ کر بسمل گیا مجکو مرا جلاد بس

سر کو جب زنجیر پر رکھکرکے مین رونے لگا
زلف کا دیوانہ ہی کہنے لگے حداد بس

بھول جائیگی شکایت میری لوگون نے جو کی
بولے اب اوسکو اجل اوسکی کرے گی یاد بس

پسیدڑالا کبک کے بھی دلکو اونکی چال نے
ہی خرام ناز مین اون کی یہی ایجاد بس

حشر کے دن اونکو چلوا کر کہونگا ای خدا
اس خرام ناز نے مجکو کیا برباد بس

مین وہ دیوانہ نہین سر پھوڑکر مر جاؤنمین
جان شیرین کو دیا ہی جسطرح فرہاد بس

دیکھکر طرز قیامت قامت دلدار مین
گڑ گیا غیرت کے مارے باغ مین شمشاد بس

بلبلونکے نالون مین اس سال کیا تاثیر ہی
باغ مین سر کو پٹک کر مر گیا صیاد بس

مین وہ دیوانہ تھا جانکلا جو دشت نجد مین
مجسے کوسون بھاگا مجنون کرکے پھر فریاد بس

ق

جب گذر گور غریبان کیطرف اون کا ہوا
بولے مجکو یاد کرکے با دل ناشاد بس

دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہی جسپہ آج
یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہو گئے برباد بس

خوب شطرنج محبت مین ہوے حیران احد
دیکھلی ہمنے تمھاری چال ای اوستاد بس

جس نے صورت دی تمھین اوسکو کرو تم یاد بس
ای بتو نخوت کہان تک صورت شداد بس

بھولو اپنے دل سے اوسکو چھوڑ دو اوسکی یاد بس
ورنہ الفت مین احد ہو جاؤگے برباد بس

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوس دم دیکھنا
طائرِ روح مقید ہوگا جب آزاد بس

وہ نہین پھرنے کے اپنے قول سے ہرگز کبھی
کر چکے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد بس

بولے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہو مگر
دیکھکر کے سخت جانی کو مری جلاد بس

موسم گل کے گذر جانیکے غم مین رات دن
بلبلو آخر کہان تک نالہ و فریاد بس

جب کوئی تدبیر فرقت مین نہ اوس سے بن پڑی
جان شیرین کو دیا سر پھوڑ کر فرہاد بس

سنکے میرے نالۂ پُر درد کو کہنے لگے
شق ہوا جاتا ہو دیکھو سینۂ فولاد بس

تا کجا آخر نگاہِ ناز تیری کاوشین
ہم غریبون پر ستم یہ ای ستم ایجاد بس

موسم گل مین کہان تک صدمۂ فرقت سہون
کھول دے پر کو مرے اور چھوڑ دے صیاد بس

جب تہِ خنجر نہ مین نے اُف کیا کچھ بھی ذرا
رہ گئے دانتون مین انگلی دابکر جلاد بس

کھنچ سکی اوس آئینہ رو کی نہ کچھ تصویر جب
ہوگئے حیران آخر مانی و بہزاد بس

گر یون ہی وحشت مین اپنی رہ گئی وارستگی
ایک دن آزادگی سے ہونگے ہم آزاد بس

وصل کی شب وہ گلے لگ کے فرمانے لگے
آپ رہتے تھے اسیکے واسطے ناشاد بس

چار دن بھی بار الفت کا نہ تمسے اوٹھ سکا
عشق بازی مین یہی تھے ای احد استاد بس

لے گیا بخت ہمین جلوۂ دیدار کے پاس
ہو کے پروانہ رہی شمع رخِ یار کے پاس

اوٹھکے پہلو سے مرے بہر خدا محفل مین
دل اولجھتا ہی مرا بیٹھ نہ اغیار کے پاس

اسی امید پہ سایہ سا پڑا رہتا ہون
کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس

جائے گا بہر عیادت وہ کسیکے گھر مین
آج آئے گا مسیحا کسی بیمار کے پاس

دور ہو جاتا ہی نفرت سے مین وہ وحشی ہون
آتا ہون جب ترے مین سایۂ دیوار کے پاس

قتل قاتل کو جو منظور نظر ہی میرا
دم ہمین دیکے کھڑا کرتا ہی تلوار کے پاس

عشق رکھتے ہین ترا شیخ و برہمن دونون
سبحہ چھوٹے نہین جاتے نہین زنار کے پاس

طائرِ دل کو رہائی کی ہی امید عبث
کون آتا ہی بھلا مرغ گرفتار کے پاس

آبِ شمشیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم
تشنگی کھینچ کے لائی ہمین تلوار کے پاس

جوش وحشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا
سر کو پھوڑونگا مین جا کر درِ دلدار کے پاس

دل کو اوس گیسوئے پیچان مین پھسا کر دیکھو
مول لی جا کے بلا ہمنے ستمگار کے پاس

کیا غضب ہی کہ یہ کہتا ہی مسیحا ہر دم
ہم نجائینگے کبھی عاشق بیمار کے پاس

الفت گیسوئے دلدار کا سودا ہی یہی
گھر بنا لیجیے اب تبت و تاتار کے پاس

اب احمد کھا کے قسم کہتے ہین اللہ کی ہم　　پھر نجائین گے کبھی اوس بت عیار کے پاس

ردیف شین معجمہ

آتا نہین خیال کبھی کچھ سوائے عیش　　عالم شباب کا یہ فقط ہی بنائے عیش

فصل خزان مین آئے نہ آئے نہین ہی غم　　یارب بہار مین مجھے صورت دکھائے عیش

دورِ شراب اور وہ سرو بغل مین ہو　　مجھسے شب وصال نہ پہلو بچائے عیش

تم آو میرے پاس تو کیا کیا نہو خوشی　　خود بے بُلائے آپ مرے پاس آئے عیش

یارب کبھی تو دورِ زمانہ ہو اس طرح　　دو دن کے واسطے مرے گھر مین بھی آئے عیش

وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیڑنے سے کام　　بے پر کی کہہ دو روز نہ مجھسے اوڑائے عیش

بہرِ خدا کبھی تو کرم سے کیجیے یہان　　اک روز بھی تو گھر کو مرے دیکھ جائے عیش

وہ آکے میرے پاس جو شب بھر کہین رہین　　کس آرزو سے دل مین مرے گھر بنائے عیش

اونکی طرح سے یہ بھی ہی برہم عبث احمد　　طالب جو اوسکا ہو وہی آنکھین دکھائے عیش

ردیف صاد مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہی ایجان پلِ رقص　　جی چاہتا ہی روز سنین داستان رقص

مسکن ہی چغد کا وہی دورِ فلک سے آج
تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص

مُردونکو خاک مین ہو گی بھلا خوشی
ناحق سنا رہی ہی اجل داستانِ رقص

وہ صورتین وہ جلسے وہ اب لطف ہین کہان
رو دیتا ہون جو کرتا ہی کوئی بیان رقص

پیری مین بھی شباب کے باقی ہین ولولے
دلمین یہ ہی سنا کرین ہردم بیان رقص

جو بات آپ کی ہی وہ عالم فریب ہی
ہی آپ کی ادا بھی مری جان جانِ رقص

کوئی نہ رہگیا کہ کبھی جا کے دیکھتے
اب رو رہے ہین بیٹھے ہوے عاشقان رقص

تارِ نظر مین دورِ حوادث نہین ہی آج
ہی پتلیون کا پتلیون مین امتحان رقص

جلسے وہ لکھنؤ کے احمد خواب ہو گئے
اب یاد بھی نہین ہی کہان تھے مکان رقص

ردیف ضاد معجمہ

کافر سے ہی غرض نہ تو دیندار سے غرض
مجکو ہی تیرے مصحفِ رخسار سے غرض

پامال اپنا دل بھی ہو رنگِ حنا کی طرح
رکھتا ہی یہ بھی شوخیِ رفتار سے غرض

سنتا ہون جوشِ وحشتِ دلمین کسیکی کب
دیوانے کو ہی کب کسی ہشیار سے غرض

زاہد عبث تو رغبتِ جنت دلاتا ہی
رکھتا ہون مین تو کوچۂ دلدار سے غرض

کرتے نہین علاج وہ اپنے مریض کا
عیسے تو ہین مگر نہین بیمار سے غرض

آنکھون پہ کیون عتاب ہی آخر حضور کا
آنکھین تو صرف رکھتی ہین دیدار سے غرض

مذہب عجیب رکھتے ہین ہم رند مست بھی
تسبیح سے غرض نہ تو زنار سے غرض

ظلِ ہما کے پاس وہ ہرگز نجائے گا
جس کو ہی تیرے سایۂ دیوار سے غرض

کیونکر نہ عشق ابرُو خمدار ہو احمد
جان باز ہم ہین ہم کو ہی تلوار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سو بار خط
آپ نے کوئی لکھا ای یار خط

آپ کیون آئینگے یان وان جائینگے
روز جاتے ہین جہان دو چار خط

لوگ در پے ہین کہ خط پکڑین کوئی
ہو کے لکھیے گا ذرا ہشیار خط

حال دل اوسمین جو مین نے لکھدیا
لے کے نامہ بر ہوا بیمار خط

خط کو اوسکے لاکے قاصد نے کہا
ہی کسی کا طالعِ بیدار خط

خط کا مطلب خال و خط سے پوچھیے
پڑھتے ہین یہ کافر و دیندار خط

بدگمان ہر طرف سے وان ہین لوگ
اب تو لکھنا ہو گیا دشوار خط

خط نہ آتا تو نہ خط آتا کبھی
خط جو آیا آگیا اے یار خط

کچھ نہ کچھ تو انس ہے اونکو احد
اب جو لکھتے ہین سرِ دربار خط

ردیف ظائے معجمہ

اپنا ہی جان جانِ خدا حافظ
جائیے مہربان خدا حافظ

خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ
ہمسے ہو کر کہان خدا حافظ

ہجر مین اندنون مرے دل کا
لیتے ہین امتحان خدا حافظ

چھوڑکر مجکو بسترِ غم پر
جاتے ہو تم کہان خدا حافظ

روٹھکر مجسے جاتے ہو جاؤ
ہو گئے بدگمان خدا حافظ

آج کل میرے اور ایمان کے
ہے وہ بت درمیان خدا حافظ

اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے
اپنا ہی مہربان خدا حافظ

کہتے ہین اوٹھکے یہ کہو مجسے
جائیے جانِ جان خدا حافظ

جس جگہ اے احد گئے تھے کل
پھر چلو آج وان خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

شعلے نہین ہین آہ کے یہ قصرِ تن مین شمع	روشن ہو آج دیکھیے کیا انجمن مین شمع
بعدِ فنا بھی سوز وہی ہو مزار مین	لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن مین شمع
شانے کے ساتھ پنجۂ جاناں ہی زلف مین	روشن ہو آج یا کہ سوادِ ختن مین شمع
عالم ہو آج اور ہی فیضِ بہار سے	گل ہین کھلے ہین یا کہ ہو روشن چمن مین شمع
شعلے بھڑک رہے ہین مرے داغ وسے آج	دیکھو تو جل رہی ہو مرے قصرِ تن مین شمع
اک شمع روسے دلکو ہمارے لگی ہی لو	ہر داغ اپنے دلکے ہو کیون نہ جلن مین شمع
بزمِ جہان مین یہ رخِ روشن سے ہی فروغ	روشن ہو جس طرح سے کوئی انجمن مین شمع
وہ شمع رو ہو بیٹھکے محفل مین تجھکو آج	غیرت کے مارے گرتی ہی کٹکر لگن مین شمع
شاعر ہون لاجواب مرے دم سے ای احد	روشن ہو آج دیکھیے بزمِ سخن مین شمع

ردیف غین معجمہ

آہ کا روشن ہی ہجرِ شوخِ پرفن مین چراغ	روز جلتا ہو ہمارے خانۂ تن مین چراغ
آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار مین	آہ سے بلبل جلالے گی نشیمن مین چراغ

شمع کی حاجت نہین اللہ رے تاثیرِ ضو
ہوگیا حسنِ بتان دیر برہمن مین چراغ

پھول چنتا ہون جو تنہا جاکے گلشن مین کبھی
گل بغیر از یار ہوجاتا ہے دامن مین چراغ

پھر نسیمِ نوبہاری نے شگفتہ گل کیا
آج اے بلبل جلا ہے دیکھ گلشن مین چراغ

شام سے جلتے ہین آہِ آتشین سے تا سحر
دل ہین سینے مین جگر مین جانِ تن مین چراغ

دیکھ ناز اہد نہ ہوگی قبر مین ظلمت مری
داغِ دل اپنا جلے گا ہو کے مدفن مین چراغ

ہے شبِ ہجران بہت تاریک آنکھون مین مری
آتشِ دل کر دے روشن اپنے دامن مین چراغ

جانکے شمعِ رخِ محبوب کا عاشق احمد
کرتے ہین روشن فرشتے اپنے مدفن مین چراغ

ردیف فا

تو وہ گل ہے سیر کو گر جائے بستان کیطرف
بلبلِ تصویر اوڑ جائے گلستان کیطرف

جاتی ہے روحِ روان بن باغِ رضوان کیطرف
چھٹکے بلبل جسطرح جائے گلستان کیطرف

بلبلو خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا
کوچۂ کاکل سے آتی ہے گلستان کیطرف

ضد سے وہ بلبل ہو نہین صیاد اپنے ہر برس
نوچکر پر پھینکدیتے ہین گلستان کیطرف

ہو دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا
چلگئی وہ دن ہوا اچھی گلستان کیطرف

عارضِ گل کی ذرا گل کو دکھادے بہار — اکدن تشریف لے چلیے گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل ذبح کرڈالا ابھی گر صیاد نے — جائینگے اوڑ اوڑکے پر اپنے گلستان کیطرف

آج اوس گل کی سواری جاتی ہی پھر باغ مین — تو بھی او بادِ بہاری چل گلستان کیطرف

اتنی خاطر میری او صیاد کردینا ضرور — ذبح کرنا کرکے منہ میرا گلستان کیطرف

لطف ہی ساقی جو دورِ بادۂ ریحان ہو آج — کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی گلستان کیطرف

جتنے مرغانِ چمن ہین کر رہے ہین چہچہے — آئی اوس گل کی سواری کیا گلستان کیطرف

گر کمی کچھ بوے گل مین پاتی ہو تو اے صبا — بوے زلفِ یار لے جا تو گلستان کیطرف

آپکے آنیسے کچھ خوش بلبل و گل ہی نہین — وجد مین شاخین بھی ہین دیکھو گلستان کیطرف

چھوڑتا صیاد فصلِ گل مین بھی گر تو نہین — لیکے چل اکدن قفس ہی کو گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل طاقتِ پرواز بھی جاتی رہی — اوڑکے جا سکتا نہین اب مین گلستان کیطرف

عارضِ گلرنگ کی جسنے تری دیکھی بہار — وہ کبھی رخ بھی نہین کرتا گلستان کیطرف

گفتگو بلبل سے کرنے کو مجھے لے لیجیے — جاتے ہو ایجان من گر تم گلستان کیطرف

گل سے کہدینا قفس مین تنگ بلبل آگئی — ہو صبا تیرا اگر جانا گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل گر قفس مین مر گیا صیاد میں
اوڑکے جائیگی مری مٹی گلستان کیطرف

آشیانے سے اوڑی جاتی ہین اپنے بلبلین
آ گیا صیاد شاید پھر گلستان کیطرف

تھا وہ بلبل بعد مردن دیکھیے اب میرے پر
شوق سے اوڑ اوڑکے جاتے ہین گلستان کیطرف

دام مین جب پھنس گئی بلبل تو یون کہنے لگی
گردش تقدیر لائی تھی گلستان کیطرف

کھلکھلا کر غنچے ہنس پڑتے ہین اونکو دیکھکر
جاتے ہین بنکر بہار گل گلستان کیطرف

لوٹتا ہی دل ہراک کا سبزۂ خوابیدہ پر
کس تکلف سے بہار آئی گلستان کیطرف

چار دن ہی فصل گل پھر آخر آئیگی خزان
کیون چلی ہی پھول کر بلبل گلستان کیطرف

گل بھی کانٹے کیطرح چبھتے ہین آنکھون مین احمد
جب مین بے اوس گل کے جاتا ہون گلستان کیطرف

داد دینگی بلبلین جی مین ہی اپنے ای احمد
اس غزل کو پڑھیے اب چلکر گلستان کیطرف

بیوفائی اور بھی ہی اونکی پیمان کیطرف
یاس او حسرت ہین دونون میرے ارمان کیطرف

دل لیے جاتا ہی مجکو کوے جانان کیطرف
پاؤن پھیلائے ہی وحشت بھی بیابان کیطرف

مر رہا ہون مین اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مرے
ہو زمانے کیطرح عمر گریزان کیطرف

داغ دل کا بھی تماشا کبھی تو دکھلا دینگے
کیون نظر در پردہ ہی چاک گریبان کیطرف

سنکے مرگ عاشق بیدل پہ ماتم وہ آج
بال کھولے آتے ہین گور غریبان کیطرف

وحشی چشم سیہ یہ شہر سے کہتی گئی
دل کو کھینچے جاتا ہی کوئی بیابان کیطرف

زلف مشکین کیطرف منہ پھیر کر کہنے لگے
آئی ہی صبح وطن شام غریبان کیطرف

زندگی مین جب نہ آئے آئینگے کیا بعد مرگ
کب کوئی آتا ہی پھر گور غریبان کیطرف

آہوؤنکو وحشی چشم سیہ اے جان جان
جاکے دکھلاتی ہین آنکھین یہ بیابان کیطرف

تھی تمنا اوڑکے دامن سے لپٹ جاتی یہ خاک
وہ اگر آتے کبھی گور غریبان کیطرف

یاس اور حسرت کو پایا ہمنے کیا کیا نوحہ گر
جاکے دیکھا جب کبھی گور غریبان کیطرف

زلف آئی جب لب لعلین پہ آئی یہ صدا
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی بدخشان کیطرف

بھاگ جاتی ہی یہ کوسون اسکو مین پاتا نہین
ہاتھ دوڑاتا ہون جب عمر گریزان کیطرف

رخ کا عاشق ہون ترے مین دل ہی عاشق خال کا
یہ تو کافر کیطرف ہی مین مسلمان کیطرف

اسقدر اپنے لب لعلین پہ اونکو ناز ہی
دیکھتے بھی وہ نہین لعل بدخشان کیطرف

خوب کھائے اسنے تو جھٹکے کمند زلف کے
حضرت دل اب بچا تا کوے جانان کیطرف

دیکھیے بنتی ہے جان پر یا نکل آتے ہین ہم
پھر لیے جاتا ہے دل اوس آفتِ جان کیطرف

پان کی سرخی لبِ لعلین پہ آئی تو کہا
آج پھولی ہے شفق دیکھو بدخشان کیطرف

سیے دو دِ دل کو وہ یہ دیکھکر کہنے لگے
دیکھنا اچھا نہین زلفِ پریشان کیطرف

دوڑتے رہتے ہین وحشت مین ہمارے دونون ہاتھ
گاہ دامن کیطرف گاہے گریبان کیطرف

جب خیال آیا اونھین خونِ قتیلِ ناز کا
آئے منہدی ملکے وہ گنجِ شہیدان کیطرف

بھولے وہ دستِ تمنا کی نہین بیباکیان
ڈرتے ڈرتے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

تیرے چھلّے سے بدلنا کیسا گر لائین تو ہم
دیکھنے کے بھی نہین مہرِ سلیمان کیطرف

دیکھلین پریان اگر تیرے چھپر کھٹ کی بہار
پھر نہ دیکھین یہ کبھی تختِ سلیمان کیطرف

سیکڑون پریان کھڑی آتی ہین وان ہمکو نظر
جب کبھی جاتے ہین اوس تنگِ سلیمان کیطرف

عشق خال و رخ سے ہے مذہب تذبذب مین مرا
گاہ ہندو کیطرف گاہے مسلمان کیطرف

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرتِ دل لیچلے پھرکے جانان کیطرف

آئے تربت پر مری بھی پھرتے پھرتے ایکدن
ق
جب گذر اونکا ہوا گورِ غریبان کیطرف

یہ کفِ افسوس کو مل ملکے فرمانے لگے
لائی ہے الفت تری شہرِ خموشان کیطرف

مرغ دل کو جو پھنسا کرے گیا تھا ای احمد	پھر وہی صیاد آیا طائر جان کیطرف
جذبۂ الفت اگر کچھ بھی نہین اوسکو احمد	دل کھنچا جاتا ہی کیون اوس آفت جان کیطرف

ردیف قاف

چھیڑا ہی کچھ جو قصۂ راز نہان عشق	سن لیجیے خدا کے لیے داستان عشق
کیا پوچھتے ہو صدمۂ درد نہان عشق	مدت سے دل کے پاس رہی پاسبان عشق
عاشق کے ہے ہین لالہ رخون پر تمام عمر	ہی داغ اپنے سینے مین باقی نشان عشق
اوس گل کے ساتھ باغ مین جانا اگر ہوا	بلبل کو ہم سنائینگے کچھ داستان عشق
کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے	ملتا نہین جہا نمین کوئی رازدان عشق
پروانے بے سبب نہین ہوتے ہین جلکے خاک	بیشک زبان شمع پہ ہی کچھ بیان عشق
تیوری چڑھا کے دیکھنا یہ بے سبب نہین	مجھپر بھی آپ رکھتے ہین شاید گمان عشق
بیتاب ہو گے جانے دو اب اسکا تذکرہ	کچھ بھی سناؤنگا مین اگر داستان عشق
بولے یہ سنکے قصۂ فرہاد و قیس کو	باقی رہے جہا نمین نہ راحت رسان عشق
او عندلیب تیری طرف سے ضرور آج	کہتی ہی گوش گل مین صبا داستان عشق

شادی و عیش اب ہین نہین دلمین نام کو | رنج و الم ہین باقی فقط ہمدمان عشق
الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہی | پہلومین دل ہو یا کہ ہو یارب مکان عشق
سن سنکے میرے نالونکو فرماتے ہین وہ آج | یارب اسی پہ پھٹ پڑا کیا آسمان عشق
حالت کو غیر دیکھکے میری وہ بول اوٹھے | اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق
ہوگا چمن مین جانا جو فصلِ بہار مین | بلبل کو ہم پڑھائینگے کچھ بوستان عشق
باز آئینگے نہ الفتِ گیسو سے عمر بھر | چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق
افسانہ سوز عشق کا مجھسے سنے کوئی | ہی ختم مجھپہ اندنون بیشک بیان عشق
مجکو جو دیکھتے ہوے دیکھا تو یہ کہا | کچھ آپ پر بھی ہوتا ہی مجکو گمان عشق
افسانہ کہنے کے لیے غیرونسے کہتے ہو | ق | کیون مجھسے آپ سنتے نہین داستان عشق
بولے یہ سنکے عاشق بیدل کے مرگ کو | لو کیون کریگا کوئی بھلا امتحان عشق
ثابت قدم ہی کوچۂ کاکل مین اپنا دل | منظور جسطرح سے ہو لو امتحان عشق
کچھ مجھسے سنکے بولے کہ لعنت خدا کی ہی | گز بھر جو حال عشق تو سو گز زبان عشق
افسوس ہی کہ قیس نہ فرہاد ہی رہا | کسکو سنائین جاکے احمد داستان عشق

ردیف کاف تازی

سمند ناز پہ ہو کر سوار مدت تک — کیے ہین تیر نگہ سے شکار مدت تک

رہا تصور مژگان یار مدت تک — چبھا کیے مرے دلمین یہ خار مدت تک

نہ آون ہوش مین آئے جو یار مدت تک — رہے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک

پھرینگی مجھسے جو یون چشم یار مدت تک — رہیگی گردش لیل و نہار مدت تک

ہین وہ اسیر چمن ہم کہ بعد اسیری بھی — قفس مین آئی ہے بوے بہار مدت تک

وہ بدنصیب وہ حسرت نصیب ہین یارو — جلی نہ شمع بھی نزد مزار مدت تک

فراق یار مین گھلکر مین ہو گیا ایسا — نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک

تپ فراق صنم مین یہ رات دن اکثر — گھلا کیا ہے مرا جسم زار مدت تک

مین وہ ہون بسمل شوریدہ سر کہ بعد فنا — عجب نہین ہے ہلے گر مزار مدت تک

شباب اوبھار یہ جوبن سے اونکے کہتا ہے — غضب ہے ڈھلینگے تیرے اوبھار مدت تک

فراق یار مین کس روسیہ کو نیند آئی — رہا ہون آنکھو مین بیقرار مدت تک

شب وصال گلے سے وہ لگ کے کہتے ہین — ہمارے واسطے تھے بیقرار مدت تک

فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا
چھپا مجھی سے مرا جسم زار مدت تک

بہار آتی ہی جوش جنون سے پھر اکثر
رہا ہی داغون سے تن لالہ زار مدت تک

یقین ہی بعد فنا جستجوے جانان مین
اوڑینگے میرے پریشان غبار مدت تک

جو موت آئی سفر مین کریگی پھر بیچین
ہماری روح کو حب دیار مدت تک

جو یاد آئینگی کچھ خوبیان مری اونکو
یقین ہی روئینگے اہل دیار مدت تک

بنے گا قصر کدورت یہ ایکدن بیشک
رہا جو دلمین کہین یہ غبار مدت تک

پس فنا یہ احمد دوستون کا حال ہوا
ملا نہ اونکا نشان مزار مدت تک

سلامت کیسے رہ سکتے ہین وصل یار ہونے تک
غضب ڈھاتے رہینگے گر وہ ہین ہشیار ہونے تک

گلے کٹتے ہین کس کسکے غضب ڈھاتے ہین وہ کیا کیا
ابھی تو نیمچہ ہین دیکھیے تلوار ہونے تک

مے خوناب سے بھر بھر مجھے ساغر پلاتا جا
مے وحدت سے ای ساقی مجھے سرشار ہونے تک

ستاتا عشق عارض ہی ابھی سے کیا جیئینگے ہم
اسیر حلقہاے گیسوے خمدار ہونے تک

شب فرقت مین ہوتا ہی ہجوم نالہاے دل
بچانا جان کا مشکل ہی وصل یار ہونے تک

تلاطم بحرِ عالم مین ہی اونکی سیدھی چالونسے
بپا ہوگی قیامت اونکی کج رفتار ہونے تک

خیالِ خام ہی گر شوق ہی نظارہ بازی کا
قیامت ہوگی قائم وعدۂ دیدار ہونے تک

شبِ فرقت تری ایذا سے کیونکر دیکھین بچتے ہین
نصیب ہو سہارے چشمِ مستِ یار ہونے تک

نہین معلوم الفت مین بگڑتے یا کہ بنتے ہین
ہمارے اونکے دیکھین وعدۂ دیدار ہونے تک

دعائین دیتے ہین ہم گالیان دیتے ہو تم ہمکو
یہ ہین کیا ظلم ہوگا وعدۂ دیدار ہونے تک

اشارے کرتے جاوینگے وہ اپنی ترچھی چتونسے
چمن مین نرگسِ بیمار کے بیمار ہونے تک

اثر دلمین نہین ہی اونکے کچھ میری محبت کا
وگرنہ آگئے ہوتے وہ حالِ زار ہونے تک

بچے ہین تیغِ ابرو سے نہ بچینگے اور کوئی دم
جگر کے پار بس تیرِ نگاہِ یار ہونے تک

ابھی سے دیکھتے ہین اور کیا کیا رنگ لاتا ہی
رخ اونکا ای احد رشکِ گلِ گلزار ہونے تک

پونہچا ہی ضعف اپنا فرقت مین اب یہانتک
سو جا ٹھہر کے آتا نالہ بھی ہی زبان تک

دعوی کرینگے مجھسے تقریر کا یہ کیا پھر
تحصیل بلبلونکی ہی صرف بوستان تک

وہ رند بادہ کش تھا میخانہ چھوڑنے پر
پیرِ مغان بھی آیا لینے کو میرے یہان تک

دعوی مسیح پن کا کس منہ سے وہ کرینگے / زندہ نکر سکے جب بالونکی مچھلیان تک

جو جو دیے ہین صدمے فرقت نے اوسکی مجکو / اوس بات کو احد مین لاتا نہین زبان تک

ایذا اوٹھائین ای بت عیار کب تلک / ٹکرائین سر کو ہم پس دیوار کب تلک

ہوتے ہین اپنے دل کے خریدار کب تلک / رہتا ہی گرم حسن کا بازار کب تلک

اب دیکھتے ہین طاقت جوشِ جنون کو ہم / رہتا ہی گشت کوچہ و بازار کب تلک

رہتا ہی خال سے خطِ رخسار یار سے / جھگڑا میان کافر و دیندار کب تلک

روزِ فراق مین ترے دندان کی یاد سے / آنکھون سے اپنی بہیے گہربار کب تلک

ابرو سے ہی اشارۂ قاتل یہی ہنوز / مرتا ہی دیکھین زخمی تلوار کب تلک

دلکو پھنسا کے پیچ مین گیسوے یار کے / آفت دکھاے چرخ ستمگار کب تلک

نازو ادا سے مجکو دکھا کر بہارِ حسن / ترساے گا تو ای بت عیار کب تلک

ہم دیکھتے ہین الفتِ زلفِ سیاہ یار / رکھتی ہی اس بلا مین گرفتار کب تلک

ملتی ہی ای احد ہمین سرمے کے واسطے / خاکِ مزارِ احمدِ مختار کب تلک

ردیف کاف فارسی

خوب لایا پرتو رخسار رنگ
یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ

انقلاب دہر ہی پیش نظر
دیکھتے ہین دیدۂ بیدار رنگ

دامن نظارۂ قاتل ہو سرخ
کچھ دکھا ای دیدۂ خونبار رنگ

دیکھکر بیہوش وہ کہنے لگے
نشہ مین لاتے ہین کچھ میخوار رنگ

دل مین شوق دیدۂ یار ہی
لائیگی کچھ حسرت دیدار رنگ

ہی بہار موسم گل لطف پر
لا رہا ہی اب بنا گلزار رنگ

ہی شباب یار جوبن پر احد
لائے دیکھین کیا بت عیار رنگ

ردیف لام

صاف کرتی ہی گلے مل کے یہ بسمل قاتل
ہی لگاوٹ تری تلوار کی قاتل قاتل

کیون نہ تلوار تمہاری ہے مرادل قاتل
شوخیان حور کی رکھتی ہے قاتل قاتل

عشوۂ وناز وادا شکل وشمائل قاتل
ایک سے ایک ہین بڑھ کے ہمارے قاتل قاتل

جتنے جانباز و نین تھے ہین یہ بسمل قاتل
حشر مین اٹھینگے کہتے ہوئے قاتل قاتل

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہی مجھے
پھر جو جی جاؤن تو کہنے لگون قاتل قاتل

اسقدر دید کی حسرت تھی پسِ قتل مجھے
مردم دیدہ پکارا کیے قاتل قاتل

تو پئے قتل اگر تیغ بکف ہووے کبھی
سارے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل

یاد آئیگی جو لذت تہِ شمشیر کی وان
روح جنت مین پکاریگی کہ قاتل قاتل

لذتِ قتل نہین بھولی ترے کُشتے کو
ہی صدا آتی لبِ گور سے قاتل قاتل

قابلِ دید تماشا ہی قتیلون کا ترے
کہتے ہین چشم سخنگو سے کہ قاتل قاتل

سحر کیا جانیے قاتل نے کیا ہی ہمپر
دم نکلتا ہی مگر کہتے ہین قاتل قاتل

کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا
یہ ادائین بھی ہین حق مین مرے قاتل قاتل

تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا
اسطرح دیکھو گلے ملتے ہین قاتل قاتل

نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہی مجکو
قطرہ خون سے صدا آتی ہی قاتل قاتل

جان کیون عشق مین اوس ابروے پرخم کے بچاے
تیغ ابرو کا تصور بھی ہی قاتل قاتل

حشر مین پرسشِ اعمال کو ڈھونڈھینگے مجھے
مین خدا جانے کدھر کہتا ہون قاتل قاتل

اسقدر رہی جگر و دل کو محبت تجھسے
ہر لبِ زخم سے کہتے ہین کہ قاتل قاتل

حشر مین جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مرے		اوس سے پوچھونگا کدھر ہی مرا قاتل قاتل
قتل کے پیچھے پکارا تو یہ بولا قاتل		دیکھیے لطف ابھی کہتا ہی قاتل قاتل
روح کو میری خدا طاقت گفتار تو دے		وہ جدھر جائے پکارون آوے قاتل قاتل
عشق مین تم نہ یہ سمجھو کہ ہین غافل مجسے		جانکر دلمین جگہ دیتے ہین قاتل قاتل
قتل مومن کا تو لکھا نہین قرآن مین کہین		سورہ لیل تری کیون ہی یہ قاتل قاتل
نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ اپنے ہی پتا	ق	غل مچا ہوگا ہر اک سمت کہ قاتل قاتل
خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا		جان لبون پر ہی مگر کہتا ہی قاتل قاتل
کشتۂ تیغ ادا ہون مری تربت سے احد		بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

ردیف میم

خزان کے جاتے ہی بس عشق گلعذار مین ہم		سے چلے ہین بو کی طرح پردۂ بہار مین ہم
یہ محو ہوگئے ہین رنگ گلعذار مین ہم		طلسم دیدۂ حیرت بنے بہار مین ہم
سمجھتے رنگ سے گل کے شکست رنگ کو ہیز		خزان کو دیکھتے ہین پردۂ بہار مین ہم
چمن مین دیکھے ہر سمت جلوۂ گل کو		مثال صورت تصویر ہین بہار مین ہم

بدل بدل کے وہ جوڑے چمن مین کہتے ہین
دکھا رہے ہین تلوّن نیا بہار مین ہم

نہو جو ایکے بھی دخل اونکے جیمین جیمین ہی
کسیکے وحشت دل ہی بنین بہار مین ہم

پھرے ادھر ادھر اک جا نہ تھم سکے دم بھر
رہے ہوا کیطرح موسم بہار مین ہم

کسیکی شان پشیمان ابھی سے کہتی ہی
ضرور رنگ نیا لائینگے بہار مین ہم

یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی
ہوے اسیر قفس موسم بہار مین ہم

گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کہتے ہین
جمائین رنگ تو کچھ دیدۂ بہار مین ہم

جو تجکو اے گل رعنا نہ پایا گلشن مین
ترے فراق مین مرمر گئے بہار مین ہم

پس فنا بھی گلو دیکھنا وہ بلبل ہین
بنین گے نور نظر دیدۂ بہار مین ہم

گلونسے وحشت دل اپنی جا کے کہتی ہی
جو دیکھو رنگ دکھائین نیا بہار مین ہم

کسیکی نکہت جامہ کے ہم جو عاشق تھے
تو گل مین چھپ گئے بوکیطرح بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین دکھا نہ روے گل جسنے
جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار مین ہم

خزان مین دیکھو تو پژمردہ ہوگئے بالکل
جو گل کیطرح تھے پھولے بہت بہار مین ہم

شباب مین ہوے عاشق تمھاری کاکل کے
اسیر سنبل پیچان ہوے بہار مین ہم

گلون پہ مار خدا کی یہ مُنہ چھپاتے ہین
الٰہی جائین چمن سے کدھر بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین فصلون پہ مرنا جینا ہی
خزان مین مر گئے تو جی اٹھے بہار مین ہم

رہے جو قید خزائین تو غم نہین ہو ہمین
خدا کرے کہ قفس سے چھٹین بہار مین ہم

نہ لکھے کی تھی خبر اور نہ تھا یہ معلوم
کہ ہونگے دام مین صیاد کے بہار مین ہم

قبائے گل کیطرح پھاڑ کر گریبان کو
چلے ہین نکہت گل کیطرح بہار مین ہم

جنازہ نکلے الٰہی پھنسانے والے کا
تڑپ تڑپ کے قفس مین رہے بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین گر کچھ کرین نوا سنجی
ہزار نغمہ سنائین احمد بہار مین ہم

خرام ناز سے اوس گلعذار کے پیکر
ہوئے ہین سرمہ احمد دیدۂ بہار مین ہم

چلین گے لکھنؤ سے ای احمد جو مرزا پور
خزان کو دیکھین گے پھر پردۂ بہار مین ہم

جو پونہچے پھر کے کبھی یار کے دیار مین ہم
تڑپ تڑپ کے رہے بس فراق یار مین ہم

سوائے حسرت و حرمان نہ کچھ ہوا حاصل
جو پونہچے بنکے تمنا مکان یار مین ہم

رہا جو سر مین یہی سودا ای جنون باقی
فلک کیطرح پھرینگے تلاش یار مین ہم

نہ پوچھو ہمدمو کیون رات دن یہ رہتے ہین | مثال آینہ حیران خیال یار مین ہم
یہ شوق تھا جو وہان تک رسائی ہوتی تو | ہوا کیطرح سے پہونچتے ہوا ے یار مین ہم
خدا ہی خیر کرے جان پر حزین پہ مری | بلا کے صدمے اوٹھائے فراق یار مین ہم
نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھون کی | بہت دنون پہ جو آئے دیار یار مین ہم
خدا گواہ ہی کیا کیا مصیبتین جھیلین | یہ لطف ہی کہ نہ آئے خیال یار مین ہم
کسی نے لی نہ خبر اس غریب بیکس کی | گئے تھے چھوڑ کے جس دن کو کوے یار مین ہم
فراق یار مین یہ وردا اپنا مصرع ہی | الہی ہونگے کبھی پھر کنار یار مین ہم
اوسیکا ہی یہ نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہین | چلے تھے ہو کے کبھی خوش جو کوے یار مین ہم
نہ گرم ہوتے کبھی ہم پہ سرد مہر ایسے | جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار مین ہم
خدا کرے کہ وہ پھر راہ راست پر آئین | کجی عجیب ہین سنتے مزاج یار مین ہم
یہ کس رذیل کی صحبت کا ہو گیا ہی اثر | الہی سنتے ہین جو فرق وضع یار مین ہم
حذر تھا اونکو بری صحبتو نسے نفرت تھی | سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہین وہ یار مین ہم
پتا بھی ملتا نہین صاف سخت مشکل ہی | الہی جائین کدھر اب تلاش یار مین ہم

ہماری جان کا اب تو خدا ہی حافظ ہی
نہ پوچھو صدمے اوٹھائے جو ہجر یار مین ہم

الٰہی ہوگا نہ کیا اب قرار اس دل کو
پھرا کرینگے یون ہی کیا ہواے یار مین ہم

الٰہی سوز محبت کا کب اثر ہوگا
برنگ شمع جو جلتے ہین بزم یار مین ہم

بظاہر اور ہی باطن مین اور ہی کچھ ہی
اوسکی شان سمجھتے ہین شان یار مین ہم

بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احمد
غزل جو لکھتے ہین بیٹھے مکان یار مین ہم

یہ آرزو تھی کہ تا عمر ہجر یار مین ہم
نگاہ شوق رہے چشم انتظار مین ہم

شب وصال یہ مضطر ہین شوق یار مین ہم
نگاہ دیدہ بسمل ہین انتظار مین ہم

الٰہی دل مین یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی
تمام دیدہ حیرت ہین انتظار مین ہم

صبا بھی پانونمین مہندی لگا کے بیٹھی ہی
نہ آئی لیکے خبر یان ہین انتظار مین ہم

شب وصال یہ اللہ رے شوق دید اپنا
اک انتظار سے بنے چشم انتظار مین ہم

خیال گیسوی جانان یہ مجھ سے کہتا ہی
دراز ہے شب فرقت ہین انتظار مین ہم

یہ بولا وصل کی شب آ کے ساقی مہوش
سرور بادہ سے ہوے چشم انتظار مین ہم

وہ ملے خواب مین آکر ہماری بالین پہ
تم انتظار مین ہو یا ہین انتظار مین ہم

وہ ڈھونڈھتا تھا ہمین لازم تمہارے در سے کبھی
تھے شوق دید اگر چشم انتظار مین ہم

تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا بسحر
نگاہ یاس رہے چشم انتظار مین ہم

لیا نہ آنے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ
ہین انتظار ابھی چشم انتظار مین ہم

جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تمنے
ہماری آنکھون مین بیٹھے تھے انتظار مین ہم

نہ آتے وہ ہین نہ جان تن سے یہ نکلتی ہے
عجیب صدمے مین یارب ہین انتظار مین ہم

صدا ادھر سے یہ آتی ہے پھر شب وصلت
ہین پاس آج ترے چشم انتظار مین ہم

جو الٹے پاؤن پھرے آتے ہی تو ہنسکے کہا
بنے ہین پھیر یہ قسمت کے انتظار مین ہم

جو جان دینے کو کہیے تو منع کرتے ہو
تمھین کہو کہ رہین کب تک انتظار مین ہم

کسی کا جلوۂ رخسار آج کہتا ہے
بنے ہین نور نظر چشم انتظار مین ہم

نہین وہ آتے مرے پاس تم نہ آئین احد
لو آج جان ہی دیتے ہین انتظار مین ہم

ادھر ادھر پھرے ہر دم ہوائے یار مین ہم
رہے کبھی نہ ہوا کسطرح قرار مین ہم

عیان ہوتا کہ تعلق یہ دونون جانب سے
پھر و خدا کے لیے جبکہ ہون قرار مین ہم

ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی
برنگ صبر رہے پردۂ قرار مین ہم

مثال آتش برہم نشستہ کے بھڑکین
ہون بیقرار زیادہ جو ہون قرار مین ہم

ابھی سے کہتے ہین غافل ہمسے تم ہونا
چھپے ہوے ہین ابھی پردۂ قرار مین ہم

قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو
قرار کو جو ہو تسکین تو ہون قرار مین ہم

یہ اپنے پہلو مین بے چینی دل کی کہتی ہی
اک اضطراب ہین گویا تن شکار مین ہم

صبا بھی پانو نکو یان پھونک کے رکھتی ہی
یہ سوز عشق لیے آئے ہین مزار مین ہم

گمان خانۂ آتش ہی میری تربت پر
دہک رہے ہین تپ غمسے یہ فزار مین ہم

جو آئے میری طرف بھول کر تو یہ بولے
کہان سے آگئے اوجڑے ہوے دیار مین ہم

جو دانا رشتۂ دانا مین ہمکو سمجھین تو بس
برنگ دانۂ تسبیح ہین شمار مین ہم

ہماری خاک کی تسبیح اونے بنوائی
ہزار شکر کہ اب آگئے شمار مین

ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار کر کے احد
یہ پھیل پھیل کے سوتے ہین اب مزار مین ہم

زندگانِ کوے جانان کو کرین کیا یاد ہم
صورتِ نقشِ قدم چھٹکر ہوے برباد ہم

ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
آہ کھینچین گے قفس مین جس گھڑی صیاد ہم

ہین ہدف ہم ناوکِ مژگانِ چشمِ یار کے
دیکھیے رکھتے ہین کیسا سینۂ فولاد ہم

اوڑتے ہی ہم آشیانے دام مین تیرے پھنسے
کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صیاد ہم

مرغِ بسمل کیطرح ہونگے طپان ای جانِ جان
بعد مردن بھی لحد مین کرکے تجکو یاد ہم

گھر مین وہ تشریف لاکر میرے فرمانے لگے
خانۂ ویران کو کرتے ہین ترے آباد ہم

ان گلونکے عشق مین صدمے اوٹھائے اسقدر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین خود اب خانۂ صیاد ہم

کہتے کہتے رک گئے کیا سمجھکر ای جانِ من
بے تامل کہیے کرتے ہین جو ہو ارشاد ہم

مرکے زندانسے چھوٹینگے تو رہینگے قبر مین
بعد مردن بھی نہ ہونگے قید سے آزاد ہم

عمر بھر باغِ جہان مین دل کو تو رونا پڑا
کیا چلینگے اس چمن سے اب بھلا دلشاد ہم

بھولے بیٹھے ہین ہم اپنی ہستیِ موہوم کو
رہروانِ ملکِ فانی کو کرین کیا یاد ہم

حال قرآن مین بہشتِ نو کا پڑھکر بول اوٹھے
قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہوتا گر شداد ہم

وصل کی شب وہ گلے ملکر کے فرمانے لگے
یاد ہین اب بھی تمھین کرتے تھے جو بیداد ہم

حلقۂ ماتم سمجھا حلقۂ زنجیر کو
یاد گیسو مین جو کرتے ہین کبھی فریاد ہم

لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی
قیصر و فغفور کے ہوتے نہ پھر داماد ہم

یاد آتا بیستون پر جوش وحشت مین جو تو
آب شیرین پر دلاتے فاتحہ فرہاد ہم

نالے کرتے ہین یہی کہہ کہکے ہجر یار مین
بھولے وہ بیٹھے ہین کرتے ہین جسے اب یاد ہم

جی نہ بہلا جاکے گلشن مین بھی اپنا ایکدم
یاد قامت مین رہے روتے تہ شمشاد ہم

مجتمع ہین خاک و باد و آب و آتش اسمین سب
یعنی اس پیکر مین ہین اب پیکر اضداد ہم

ذبح کرنے مین توقف گر ہو تجکو کوئی دم
دے چھری ہمکو گلا کاٹین ابھی جلاد ہم

جاتے ہو عمر گریزان کیطرح سے روٹھکر
بھولے لیسے بھی اب نہ تمکو پھر کرینگے یاد ہم

فرق حسن و عشق کا ہی میرے اونکے اسلیے
وہ پری کہلائین اور کہلائین آدم زاد ہم

مرغ بستان شاخ گل پر کہتے ہین خوش ہو کے یہ
باغبانون کے ہین گویا باغ مین داماد ہم

جی مین ہی اب تیلیون کو توڑ کر ہووین رہا
کب تلک کنج قفس مین پھر کرین فریاد ہم

زلف مین دلکو پھنسا پایا تو یہ کہنے لگے
دام گیسو خال دانے سے بنے صیاد ہم

ہار پہناتا ہی غیرونکے گلے مین لطف سے
خانہ برباد چمن کچھ بھی ہین تجکو یاد ہم

خاک کوے یار کی لاکر بنائین کعبہ اور
عالم ایجاد مین کچھ تو کرین ایجاد ہم

لطف وہ اپنی سپہ مستی کا سب جاتا رہا
ہجر ساقی مین رہے مدت تلک ناشاد ہم

ٹکڑے ہوتا ہی جگر دل ہی پہ بنجاتی ہی بس
ای احد فرقت مین کرتے ہین اوسے جب یاد ہم

لو دیے دیتے ہین جان تمکو نہین گریاد ہم
سختیان کب تک اوٹھائین ای ستم ایجاد ہم

پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو بتو
یہ نہ سمجھے تھے کہ ہونگے عشق مین برباد ہم

خواب مین وہ جلوہ فرما کرکے یون کہنے لگے
کرتے ہین ویران سرا دلکو بس آباد ہم

ذبح کرنا پیچھے آ پہلے گلے لگجا مرے
عید قربان ہی ذرا دے لین مبارکباد ہم

کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا
بعد اس میکش کے دیکھو ہوگئے برباد ہم

منہ پہ باتین بوسہ لب کی جو لائے تو کہا
منہ لگانیکے عجب آخر ہوے ناشاد ہم

بے ثبات تیرے جہانکو دیکھتے جاتے ہین پر
دیکھنے پر بھی ہین اندھے مثل مادرزاد ہم

عشق کے دیوانے کو تجویز کرتا ہی جو فصد
تو ہی دیوانہ کہین دیوانے ای فصاد ہم

چار دن بھی سیر گلشن تھی نہ قسمت مین لکھی
عمر بھر دیکھا کیے بس خانۂ صیاد ہم

طائرِ جان نے تو یہ پرواز کرتے ہی کہا
اس قفس کو تو کیے جاتے ہین اب برباد ہم

اتنی فرصت دے ہمین جلدی نکر تو قتل مین
دیکھلین دم بھر نظر بھر کر اوسے جلاد ہم

پانوٗن وان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے
رات بھر کرتے رہے یان نالۂ و فریاد ہم

قید کرتا ہی عبث تو ہم نہین رہنے کے بند
بیڑیون کو توڑ ڈالین گے تری حداد ہم

تو تو تھا مخلوق خالق بنگیا کیون کر بھلا
پوچھتے ہوتا اگر اس عہد مین شداد ہم

یاد آیا شب کو گلشن مین جو وہ سروِ سہی
رات بھر رویا کیے بیٹھے تہِ شمشاد ہم

ناشکیبائی سے اپنی عشق مین ہرگز کبھی
جان شیرین کو نہ دیتے صورتِ فرہاد ہم

خانۂ دلمین ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
رکھتے ہین مضمون نو کو صورتِ اولاد

باغ مین بھی ہم سمجھتے ہین ترے قامت کا یار
سرو کو شمشاد کو بھی بندۂ آزا

جب اوٹھائین سختیان بھی صورتِ فرہاد و قیس
عشق بازی مین ہوے مشہور تب اُستا

ہین وہ دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمین
بے ستون پر ڈھونڈھتے ہین تربتِ فرہا

مانگتے ہین ای شبِ فرقت خدا سے ہم امان
سختیان کرتے ہین تیری جب کبھی پھر

پھونکدین ہم ایکدم مین گنج قارون بھی ہو گر
ممسکون کے یا الٰہی ہون اگر داماد

بوسۂ لب لے لیا باتون مین تو کہنے لگے
مانتے ہین تمکو بھی اِی حضرتِ اُستاد ہم

جب اثر دل مین کیا اون کے کہا یہ آہ نے
سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلعۂ فولاد ہم

وہ سوگورِ غریبان آکے یون کہنے لگے
رکھتے ہین کتنے شہیدِ خنجرِ بیداد ہم

لیکے دل میرا ملاؤ گے مجھے تم خاک مین
اسطرح سمجھے نہ تھے پہلے تمھین اُستاد ہم

عشق سے باز آؤ کہتے ہین وگرنہ ای احد
کرتے جائین گے تمھارے ساتھ اک بیداد ہم

پہلے اپنے وقت سے بس ناسخ وسودا گئے
کس سے مانگین ای احد اپنی غزل کی داد ہم

ردیف نون

مبتلاے رنج وغم مجسا کوئی انسان نہین
آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہین

دلمین حرمان کے سبب باقی کوئی ارمان نہین
قابلِ حسرت ہماری جان بھی ایجان نہین

چاہتا ہون جب علاجِ علتِ خود رفتگی
بیخودی کہتی ہی غفلت کے لیے درمان نہین

نازکی کو ناز ہی دم سے ترے ای جانِ جان
نازنین تجسا زمانے مین کوئی انسان نہین

لوے الفت جسمین ہو بس اوس سے ملنا چاہیے
جسکو ہو الفت نہ انسا نکی وہ کچھ انسان نہین

میری صحت کی طبیبون کو عبث تاب فکر ہی
درد وہ رکھتا ہون مین جو لائقِ درمان نہین

تیرگیِ بخت سے کیا خوب پائی ہی سزا
کب سیہ رو تیرا ای شامِ شبِ ہجران نہین

خانۂ دل کو مرے ویران نہ سمجھو ای بتو
وحشت آبادِ جنون ہی خانۂ ویران نہین

بال کو سلجھا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے
آجکل اس سرزمین پر ابر ہی باران نہین

سوزِ الفت بزمِ عالم مین ہر اک کے دل مین ہی
کون پروانہ ترا ای شمعِ رخِ جانان نہین

دردہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی
خانۂ دل مین کوئی انکے سوا مہمان نہین

سب ہین گریان قطرۂ شبنم یہ سارے اشک ہین
گلشنِ ایجاد مین کوئی بھی گل خندان نہین

زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تو ہنسیے بھی ضرور
لطف ہی کیا ابر کا گر برق بھی خندان نہین

چار دن تھے زندگی کے کٹ گئے سب رنج مین
جز مرے انسان لقبِ خضر کوئی انسان نہین

چھوڑ کر بتخانہ کعبہ کیون نہ جائین ای احد
ہا اپنے پہلو مین وہ بت غارتگرِ ایمان نہین

خالِ رخ کو کب خیالِ چہرۂ جانان نہین
کون کہتا ہی کہ ہندو حافظِ قرآن نہین

وصل کی شب حالِ دل کچھ آپ پر پنہان نہین
اب نہین سنتے کہ کچھ ایجانِ جان ہم ہان نہین

وحشتِ دل رکھتی ہی قیدِ تعلق سے جدا
کب برنگِ بوے گل جامے سے ہم عریان نہین

روتے ہین دن رات ہم یادِ رخِ دلدار مین
تر ہمارا اشک سے کب گوشۂ دامان نہین

یاس ہی اسد رہ جب پوچھتے ہین حال دل
نامرادی کتنی ہو دلمین کوئی ارمان نہین

دیکھتا ہی جو مجھے حیران وہ ہو جاتا ہی خود
او خیالِ یار مجسا دوسرا حیران نہین

آپ تو اوٹھکر چلے جاتے ہین پہلو سے مرے
پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی ای جان نہین

کب نہین پیشِ نظر ہی جلوۂ رنگِ بہار
دامنِ نظارہ مین کب وہ گلِ خندان نہین

دیکھیے گر غور سے تو مرقدِ عشاق پر
یاس و حسرت کے سوا کوئی بھی وان گریان نہین

کب نہین جامہ دری سے دستِ وحشت کو ہی شوق
چاک کب اپنا گریبان دیکھو تا دامان نہین

شور ماتم رہتا ہی برپا دلِ عشاق مین
کب یہان ہلچل ترے باعث صفِ مژگان نہین

پھنس گیا کمبخت خود دامِ بلا مین جا کے آپ
تجسا دنیا مین دلِ نادان کوئی نادان نہین

صورتِ پروانہ جلتے ہین دلِ عشاق یان
یہ ہنسی اچھی تری ای شمعِ رخِ جانان نہین

اپنے کوٹھے پر وہ مہرو جسطرح ہی جلوہ گر
اسطرح بامِ فلک پر اخترِ تابان نہین

ہو کے عریان تو لپٹتا ہی تو لگجاتی ہی آگ
شعلۂ جوالہ ہی ایجان تنِ عریان نہین

صدقے تیرے ناز کے قربان ترے انداز کے
بے ترے اب چین دم بھر بھی مجھے ایجان نہین

حسرتِ دیدار رہی گر سنگ چھاتی پر پڑی
ہم بھی کیا دھونی رمائے ہی درِ جانان نہین

دیکھیے گر غور سے تو ماتم عشاق ہین
کب سیہ پوش ای احمد شامِ شب ہجران نہین

بہار آئی ہی سب وحشت کے سامان ہوتے جاتے ہین
بلائے جانِ شور عندلیبان ہوتے جاتے ہین

رخِ رنگین کے جانب گیسو پیچان ہوتے جاتے ہین
ہزارون گبر کعبے مین مسلمان ہوتے جاتے ہین

تری اٹکھیلیون سے خونِ ایمان ہوتے جاتے ہین
اسی رفتار مین پامالِ انسان ہوتے جاتے ہین

ستارے کفش کے تیری دمِ رفتار گر گر کے
فروغِ حسن سے مہرِ درخشان ہوتے جاتے ہین

بتِ پردہ نشین سے وصل اب نزات رہتا ہی
دلِ پر ہوس سے باہر ارمان ہوتے جاتے ہین

محبت کی نظر سے دیکھتے ہو دمبدم مجکو
تمھارے عاشقِ شیدا پشیمان ہوتے جاتے ہین

نکلکر سبزۂ خط ہر طرف سے روئے رنگین پر
ترے سیبِ زنخدان کے نگہبان ہوتے جاتے ہین

سنو ای حضرتِ دل تم خیالِ زلف جانے دو
تمھارے ساتھ اب ہم بھی پریشان ہوتے جاتے ہین

مٹانا نقشِ ہستی کا ہی منظورِ نظر شاید
جو ہم پر روز ظلم ای چرخِ گردان ہوتے جاتے ہین

پریشان آپ شانے سے وہان کرتے ہین گیسو کو
یہان مجموعۂ خاطر پریشان ہوتے جاتے ہین

مریضِ غم کے حق میں وصل او نکا زندگانی ہی
لبِ شیرین کے بوسے آبِ حیوان ہوتے جاتے ہین

ہمارے پاس لاتی ہی اوڑا کر نکہتِ گیسو
صبا کے آج ہم ممنونِ احسان ہوتے جاتے ہین

تری رنگت کے آگے ای بہارِ عارضِ جانان
پشیمان لالۂ و نسرین و ریحان ہوتے جاتے ہین

ہزارون نیم بسمل سیکڑون بیجان عالم مین
لگاوٹ سے ترے ای تیغ بران ہوتے جاتے ہین

نہ کیونکر خارِ حسرت کی جگہ ہو غنچۂ دل مین
خزان چھوٹے سے پہلے کیا گلستان ہوتے جاتے ہین

نہین حسرت ہائی کی کوئی ای جوششِ وحشت
مقفل خانۂ زنجیر زندان ہوتے جاتے ہین

سواری اوس گلِ رعنا کی سوئے گلشن آتی ہی
ترے مطلب تو ای مرغِ خوش الحان ہوتے جاتے ہین

کہا لوگون نے جب جا کر احد بھی مٹتے ہین تم پر
تو فرمایا کہ کہدو ایسے ناوان ہوتے جاتے ہین

ترے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہین
مہ و مہر مثلِ کتان ہو گئے ہین

بجز رنج کے منہ نہ دیکھا خوشی کا
جدا جب سے ریحانِ جان ہو گئے ہین

سمائی ہی الفت تری اسطرح پر
جدا پوست سے استخوان ہو گئے ہین

نہ موئے میان کا کھلا ایک عقدہ
اسی فکر مین بے نشان ہو گئے ہین

تصور ترے تیر مژگان کے قاتل مرے دل مین نوک سنان ہوگئے ہین

یہ کہتے ہین وہ حالت غم کو سنکر یہ قصے تو پہلے بیان ہوگئے ہین

دکھایا ان آنکھون نے سیلاب گریا یہ آنسو بھی آب روان ہوگئے ہین

یہ کہتی ہی خاقان وکسرا سے قسمت تم ایسے بہت خاک یان ہوگئے ہین

تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا کہ کمظرف بھی شعرخوان ہوگئے ہین

ہوا رشک تاتار وتبت کو جب سے ترے بال عنبر فشان ہوگئے ہین

خدا کے لیے اونکو مت چھوڑ قاتل تہِ تیغ جو نیم جان ہوگئے ہین

کسیکو نہین چین فرقت مین انکی یہ دلبر اذیت رسان ہوگئے ہین

کہا کرتی ہی خاک سے روح اپنی کسیکے لیے بے نشان ہوگئے ہین

جنھین کجکلاہی کا تھا اپنے غرّا تہِ خاک وہ بھی نہان ہوگئے ہین

رقیبون نے کیا جانیے کیا کہا ہی کہ بیطرح وہ بدگمان ہوگئے ہین

دکھائین نہ کیون رنج بدلے خوشی کے کہ دشمن مرے آسمان ہوگئے ہین

احمد مجھسے کہتا ہی وہ شوخ ہنسکر

بہت آپ تو ناتوان ہو گئے ہین

لطف مے ہو باغ ہو کالی گھٹا ہو مین نہون — وائے قسمت ساقی معجز نما ہو مین نہون

روح کہتی ہے وہ پابندِ بلا ہو مین نہون — دل فقط زلفِ بتان کا مبتلا ہو مین نہون

اوسکے کوچے مین نجاؤن یہ بھی ممکن ہے بھلا — جس جگہ پر میرا حاصل مدعا ہو مین نہون

ہے دعا یہ حشر تک دیکھون نہ روے آسمان — جس زمین پر ایخدا ایسی کج ادا ہو مین نہون

کیون نہو شوقِ شہادت بدنصیبی سے گلا — مستعد جب قتل پر قاتل ہوا ہو مین نہون

مرغ دل کہتا ہے تیرے بام پر اے شاہ حسن — بلبلِ سدرہ ہو عنقا ہو ہما ہو مین نہون

سختیِ فرقت نہین اوٹھتی دلِ بیتاب سے — ہجر مین بس روح قالب سے جدا ہو مین نہون

بلبلِ نالان گلستان مین دعا کرتی ہے یہ — یا الٰہی جب خزان کی ابتدا ہو مین نہون

وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے حیف ہے — کھڑکیون کا جب ترے پردہ اوٹھا ہو مین نہون

تو جو بھیجے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو — اے مسیحا درد دل کی جب دوا ہو مین نہون

اے خداوندِ دو عالم روح بھی نکلے مری — وہ بتِ کافر اگر مجھسے جدا ہو مین نہون

یہ دعا ہے جب زمینِ کوچۂ جانان پھٹے — میرے سر پر آسمانِ غم گرا ہو مین نہون

ای احمد شرمِ گنہ وان تک مجھے جانے نہ دے
جب سرِ تختِ عدالت کبریا ہو مین نہون

سہ و خورشید جسکو دیکھکر شرمندہ ہوتے ہین
اوسی کافر کی الفت مین ہم اپنی جان کھوتے ہین

بھر آتا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے
فراقِ یار مین وہ دوپہر چھپ چھپ کے روتے ہین

ہوے ہین قتل جو دستِ نگارین سے ترے قاتل
شہید وہ نہین وہ داخل ہوکے زیرِ خاک سوتے ہین

گمان ہوتا ہی اک عالم کو اکثر شاخِ مرجان کا
وہ جسدم پنجۂ نازک کو دریا مین ڈبوتے ہین

دکھاتے ہین گلِ رخسار کو اپنے جو خوش ہو کر
دلِ نادان ترے حق مین وہ کانٹے آج بوتے ہین

عجب عالم ہی ہر فردِ بشر کا تیری محفل مین
بسانِ شمع جلتے ہین مثالِ ابر روتے ہین

نہین رہتے ہین اکسان ایک دو دن صاف دل ہوکر
کبھی ہوتے ہین خوش ہمسے کبھی آزردہ ہوتے ہین

گذر ہوتا ہی اونکا قبرِ عاشق پر تو یون کہتے ہین
ذرا پوچھو تو اونسے آج یہ کسطرح سوتے ہین

شبِ فرقت کے سونے والون کا یہ حال ہوتا ہی
سحر کو اوٹھ کے اشکِ تر سے اپنے منہ کو دھوتے ہین

گلاب و عطر کی پانی مین بو معلوم ہوتی ہی
بدن کو جسگھڑی دریا مین وہ مل مل کے دھوتے ہین

نہ اوٹھینگے زمین سے صور کے پھکنے تلک شاید
قیامت کے لحد مین سونیوالے لوگ سوتے ہین

شبِ فرقت مین دیکھو آکے کیفیت تڑپنے کی | کبھی سر کو پٹکتے ہین کبھی اٹھ اٹھکے روتے ہین
صدا آتی ہی یہ ہر دم لبِ گورِ غریبان سے | اسی منزل مین سر پر ہاتھ رکھکر لوگ روتے ہین
شکایت بیوفائی کی نہ تم میری کبھی کرنا | کہ دیتے ہین جانسے لوگ اہین ہاتھ دھوتے ہین
نہ تھا جز فرشِ گل دنیا مین بستر جیتے جی جسکا | وہ زیرِ خاک فرشِ خاک پر کسطرح سوتے ہین
نہالِ عشق مین کہتے ہین پھل لگتے نہین دیکھا | عبث تخمِ محبت مزرعِ دل مین یہ بوتے ہین
نہ سمجھو میرے رونے کو عبث اے ہمدمو ہرگز | ہم اپنی چشم تر سے جامۂ ہستی کو دھوتے ہین
نظر آتا ہی عالم چشمۂ حیوان مین ناکن کا | لبِ لعلین پہ مرتے ہین جب اوسکے بال ہوتے ہین
وہ مثلِ موج لہراتے ہین زلفونکو جو دریا مین | یہ گردابِ بلا مین دیکھین کس کسکو ڈبوتے ہین
پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اوسکے کوچے مین | ق | سسکتے ہین بلکتے ہین تڑپکر جان کھوتے ہین
جہان یہ دیکھنا پھر اوس جگہ یہ بھی نظر کرنا | نمایان وزنِ دیوار مین بھی کوئی ہوتے ہین
نظر آئین جو روزن مین تو جھک کر بندگی کرنا | جو پوچھین تم کہانسے آئے حاضر کہنا ہوتے ہین
ہمارے خط کو دیکر یہ زبانی اونسے کہدینا | کوئی دم مین وہ رخصت عالمِ فانی سے ہوتے ہین
جو پوچھین اسکا باعث کیا ہی تو پھر اونسے کہدینا | تمھارا نام لے لیکر کے وہ ہر لحظہ روتے ہین

تصور میں وہ رہتے ہیں عجب حالت ہی اونکی / نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ کوئی لحظہ سوتے ہیں

جو کچھ ہوں نرم ان بات تو نسے تو پھر صاف کہدینا / تمہاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہیں

کہا دیکھوا احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہیں
خدا جانے کہ وہ ہر لحظہ کیوں چھپ چھپکے روتے ہیں

عجب حال اگرچہ بہت خراب ہوں میں / جو غور کیجے زمانے میں انتخاب ہوں میں

گناہگار ہوں گرچہ بہت خراب ہوں میں / نظر کرے جو تو محشر میں بیحساب ہوں میں

جہاں میں کہنے کو گو بندہ شراب ہوں میں / نظر جو کیجے تو بس طالب ثواب ہوں میں

دکھا کے چہرۂ پر نور کو وہ کہتے ہیں / زمین پر مہ و خورشید کا جواب ہوں میں

یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہی دونوں کو / جو برق ہنسنے میں وہ رونے میں سحاب ہوں میں

یہی تمہاری عدالت کا مقتضا ہی بس / ہوں غیر لطف کے خاطر عتاب ہوں میں

بجای بوسۂ لب پر سزا ملی مجھکو / گناہگار ہوں اور قابل عتاب ہوں میں

نہیں غرض ترے دم تک کسی سے ای ساقی / جہاں میں یار خم و ساغر شراب ہوں میں

کرے جو ذبح کوئی لوٹنے وہی لگجاے / عجیب صید ہوں کیسا پر اضطراب ہوں میں

نمود صورت فرہاد و قیس ہین دونون | جو کوہ و دشت مین پھر کر خراب ہوئین
جلایا آتش ہجران نے اسقدر مجکو | برشتہ سینہ و دل صورت کباب ہوئین
زمین کو ہی تزلزل عجیب حالت ہی | پس فنا یہ لحد مین پر اضطراب ہوئین
مری فنا سے ہزارون ہون موج زن دریا | دکھائے رنگ طلسمات وہ حباب ہوئین
بوقت نزع یہ عزم مکان بیجا ہی | نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہوئین
رقیب حال سے کیونکر مرے پتا پائین | خیال یار مین رہتا مثال خواب ہوئین
کسیکے مصحف رخ کا یہ صاف ایما ہی | جو آسمان پہ سے اوتری وہی کتاب ہوئین
سوائے دوست کے گر لاکھ سر پٹک ماری | نہ آون ذہن مین غیرونکے ایسا خواب ہوئین
اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سبب سے اب | کسیکی بزم کی نسبت خیال و خواب ہوئین
نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہی | زمانہ کھاتا ہی چکر وہ انقلاب ہوئین
زبانسے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا | بچشم دیکھو تو بس چشمہ پر آب ہوئین
بتو نہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم | تمھارے ملنے سے ابتک پر اجتناب ہوئین
تمنا صاف یہ روح القدس کے دلمین تھی | براق کے شب معراج ہم رکاب ہوئین

یہ خاک پائے بت خوش خصال کہتی ہے
فروغ دیدۂ خورشید و ماہتاب ہوئین

وہان وہ برق کے مانند ہنستے رہتے ہین
مثال ابر یہان دیدۂ پر آب ہوئین

احمد مدینہ ہو مدفن مرا پس مردن
رہے نصیب کہ خاک در جناب ہوئین

شرارے میرے نالون سے جواب اکثر نکلتے ہین
وہی شب کو فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہین

مقابل مین ترے جب کبھی دلبر نکلتے ہین
گرے اپنی نظر سے خود مہ و اختر نکلتے ہین

چھپی بالون مین پر افشان جبین وہ یاد آتی ہے
شب مین فلک پہ جسگھڑی اختر نکلتے ہین

جو جاتے شبکو ہو تم بام پر یہ ٹوٹے پڑتے ہین
تمھی پر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہین

شب ہجران مین وہ دل کا ایسا چھا گیا عالم
سیاہی کچھ لیے گردون پہ اب اختر نکلتے ہین

نہین افشان جبین کی اونکی چھپ جاتی ہے زلفون مین
گھٹا گھنگھور مین چھپ چھپ کے یہ اختر نکلتے ہین

شب مہ ہو ذرا سا بام پر آجا کہ ہم اکثر
تجھی کو دیکھنے اے غیرت اختر نکلتے ہین

تجلی پر ہو دندان کی ایسے اپنے نازان ہین
چڑھاتے ہین وہ منہ اختر کو جب اختر نکلتے ہین

جو زلفون سے کے تصور مین خیال آتا ہے دندان کا
تو کیا اس رات کے پردے مین بھی اختر نکلتے ہین

ارادہ شام سے اونکا ہو میرے پاس آنے کا
کدھر سے طالعِ خفتہ مرے اختر نکلتے ہین

ہجومِ دلبران اونکے نکلتے مین یہ ہوتا ہی
کہ جیسے گردِ مہ کے سیکڑون اختر نکلتے ہین

رخ و دندان کو تیرے دیکھکر ہر شب ہی سیکر
بہم شرمندہ اور نادم مہ و اختر نکلتے ہین

چڑھے تھے حسن کے زورون پہ یار سب دیکھا ہی
نگاہِ خلق سے اوترے ہوے اختر نکلتے ہین

بھٹک جاتا ہون جس شب کو مین راہِ وادیِ الفت
تو اوس شب کو فلک پر بھی نہین اختر نکلتے ہین

مقابل مین رخ و دندانکے دونونکو جو آتا ہی
بہم اک جان دو قالب مہ و اختر نکلتے ہین

چمک بالونمین پر افشان جبین کی دیکھکر تیری
لباسِ شب مین کیا ماتم زدہ اختر نکلتے ہین

نہین ممکن مہ خورشید رو کے سامنے آئین
اوترتے جب ہین وہ کوٹھے سے تب اختر نکلتے ہین

چمک مین تیرے دندانکی چمک کو جو نہین پاتے
کفِ افسوس کو ملتے ہوے اختر نکلتے ہین

مقابل میرے گلرو کے کوئی گلرو نہین ہوتا
کہ جیسے شمس کے آگے نہین اختر نکلتے ہین

فلک کا رتبہ حاصل ہی زمین شعر کو اپنی
نکلتے ہین جو مضمون بنکے وہ اختر نکلتے ہین

جنون اجلوہ گاہِ ناز شاید کچھ ہی باقی ہی
پھپھولے پاؤنمین جو صورتِ اختر نکلتے ہین

ترے توسن کے سم سے جو اوڑے تھے خاک کے ذرے
وہی ذرے فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہین

پھپھولے پانو مین آنکھونمین آنسو داغ سینے مین
مرے طالع کے کیا کیا دیکھو تو اختر نکلتے ہین

پرافشان تھی جبین بکھرا کے زلف اپنی لگے کہنے
ذرا دیکھو تو کیا اس رات مین اختر نکلتے ہین

جو ثابت ہین ستارے وہ عدو کو آج ثابت ہین
جو سیارے ہین میرے بخت کے اختر نکلتے ہین

شب فرقت کا عالم چھا گیا ہی روز ہجران پر
سیہ بختی سے میری دن کو بھی اختر نکلتے ہین

احد کچھ غم نہین ہمکو کہ وہ خوش یا کہ ناخوش ہین
عدو تک دوست ہوتے ہین جو نیک اختر نکلتے ہین

دُر دندان جانان کے احد لکھے ہین جو مضمون
مرے دیوان مین جو نقطے ہین وہ اختر نکلتے ہین

جو ممکن بحر ہستی مین کبھی خود سر نکلتے ہین
حبابونکی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہین

بگڑنے پر بھی ہمکو مرتبہ بننے کا حاصل ہی
صبا کے دوش پر اخاک اُڑنے پر نکلتے ہین

نکالے سے نہ نکلینگے نکالین لاکھ گر انکو
کب اندر رہے یہ غمہاے دل باہر نکلتے ہین

دم تقریر تنگی دہن سے وہ ہین تنگی مین
دہن سے حرف تک بھی اونکے دبکر نکلتے ہین

چھپی ہی شان آرایش مین کیا صورت خرابی کی
بگڑتے لاکھون ہین جسوقت وہ بنکر نکلتے ہین

جگہ رہنے کو دی تھی مین نے انکو اپنی آنکھون مین
عبث یہ طفلہاے اشک اب باہر نکلتے ہین

صدا آتی ہی یہ فرہاد اور مجنونکی تربت سے — عجب یہ خاک کے پتلے بھی غارتگر نکلتے ہین

قدم لیتی ہی آرایش بھی جھک جھک کر ادا اونکا — عجب انداز سے وہ آج بنکر ٹھنکر نکلتے ہین

شرارت کر نہ بیٹھین یہ کسی سے ڈرتا رہتا ہون — کبھی جو طفلہاے اشک تا باہر نکلتے ہین

مجھے وہ دیکھکر بولے یہ شیداے عشق ہین دیکھو — ہجوم یاس و حسرت کا لیے لشکر نکلتے ہین

اشارا ہی یہی اوس ترک کی ابرو کی چتونکا — اجل سے کہدو آئے لیکے ہم خنجر نکلتے ہین

صفت مین نے جو کی ہی روے رنگین کی ترے اے جان — مرے ہر شعر مین مضمون پری پیکر نکلتے ہین

ہواے شوق گر جلوے دکھائے روے رنگین کے — تعجب کیا ہوا پر تو پری پیکر نکلتے ہین

نظر بھر بھر کے تجکو دیکھتے ہین یہ سسکتے ہین — ترے بسمل کے یون ارمان تہ خنجر نکلتے ہین

اونھین بھولین نہین ہے باکیان دست تمنا کی — مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکر نکلتے ہین

جو رکھتا ہون تخیل انکے اونکے روے رنگین کا — یہی سب خواب مین بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تصور تیرے مژگان اور خنجر کے بھی اے قاتل — جو وہ نشتر نکلتے ہین تو یہ خنجر نکلتے ہین

رہائی کی نہ رکھ امید اونکی زلف مشکین سے — شکار اس دام سے اے دل کہین پھنسکر نکلتے ہین

تصور رہی مہ تابانکی شرمندہ جو کرنے کا — تو ہر شب بام پر بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تمنا ہی کسی پازیب کی جھنکار بجانے مین
تو نالے پُر اثر دیکھین نہین کیونکر نکلتے ہین

تصور جو رہا کرتا ہی اونکے روے رنگین کا
مرے مضمون بھی ازروزِ نو ہی سکر نکلتے ہین

دمِ تقریر دیکھو تو یہ کیا شیرین بیانی ہو
نبات اسکو سمجھیے پارۂ شکر نکلتے ہین

شبِ وصلت گلے مل کے فرمانے لگے مجھسے
احد بتلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہین

مسخر چشم سے کرنے کو جب دلبر نکلتے ہین
غضب کے مردمِ دیدہ بھی جادوگر نکلتے ہین

بڑھانی ہی گلون کے روبرو جو آبرو اپنی
بدنین موتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہین

خبر بس دے اب ای تسلی خانۂ دل کی
نہین معلوم طفلِ اشک کیون مضطر نکلتے ہین

جسے دلبر سمجھتے ہین وہی اس بزمِ رنگین مین
برنگِ مردمِ دیدہ جیا پرور نکلتے ہین

کسیکی زیب و زینت باعثِ توقیرِ زینت ہی
قدم لیتی ہی آرایش جو وہ بنکر نکلتے ہین

قریبِ مرگ سب ارمانِ دل سر پٹکر بولے
اب او دل تجسے ہم سب جدا ہوکر نکلتے ہین

ہوا ہون جیتے جی مٹی مین ای جوشِ جنون ایسا
رگون سے خاک میری چاٹکر نشتر نکلتے ہین

مجھے رگھائے تہین تو گئے تھے شوق سے لیکن
یہ کیون روتے ہوئے آنکھون سے خون نشتر نکلتے ہین

قیامت مین بھی شہرت ہی تری شوخی کت کی عالم	دبا کر پانو انکو سب فتنۂ محشر نکلتے ہین
نہین معلوم صیادون نے کیا آفت مچائی ہی	چمن سے آج مرغانِ چمن مضطر نکلتے ہین
تصور تیری مژگان کے شب فرقت مین اے قاتل	رگ جان کے لیے ہر ایک نشتر نکلتے ہین
دل اپنا کوچۂ دلبر مین جسدم شور کرتا ہی	پکڑ کر ہاتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلتے ہین
بگڑ جاتے ہین حرفِ مدعا سنکر وہ قاصد سے	ہمارے دلکے ارمان دیکھین اب کیونکر نکلتے ہین
کہان یہ شوخیان عشوہ کرشمہ ناز غیرون مین	بتانِ ہند اکثر فتنۂ محشر نکلتے ہین
پتا ملتا نہین فرقت مین دلپر مرے کیا گذری	جو اشک آنکھون سے اپنی آج کچھ مضطر نکلتے ہین
گلے پر پھیر کر خنجر یہ کہتا ہی وہ قاتل	چڑھا دیتا ہون خون اب اسکے کچھ جوہر نکلتے ہین
گلے مین ڈالکر باہین یہ بولے وصل کی شب وہ	بتاؤ دلکے ارمان ہمسے تم کیونکر نکلتے ہین
خدا جانے ٹھکانے کب لگیگی اپنی محنت یہ	تلاشِ یار مین ہر سمت ہم مضطر نکلتے ہین

احد پاؤن احد اونکو تو پھر جانے نہ دون ہرگز
مگر مجبور رہون اکثر مین وہ اکثر نکلتے ہین

بہر حالت شریکِ بزم خیر و شر نکلتے ہین	برُون مین ہم برُے اچھون مین ہم بہتر نکلتے ہین

شگفتہ ہوتی ہی ہر شی جدھر دم بھر نکلتے ہین
بہار باغ فصل گل مین وہ ہو کر نکلتے ہین

جگر بھی اور دل بھی خون ہین دو پی خرابی کے
مرے دشمن یہ میرا ہی لہو پیکر نکلتے ہین

دوپٹا اوڑھکر کہتا ہون کیون نکلے تو کہتے ہین
حیا ہین پردۂ غیرت مین ہم چھپکے نکلتے ہین

اثر بھی کچھ نکچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
خدا کی شان ہی میری طرح مضطر نکلتے ہین

کسیکی شوخی دست حنائی کے تصور مین
مری آنکھون سے لخت دل لہو ہوکر نکلتے ہین

شفق بھی منہ چھپا لیتی ہی اپنا پردۂ شب مین
جو مہندی شام کو وہ ہاتھ مین ملکر نکلتے ہین

جو جی مین آتا ہی کہتے ہین ہم رندونکو جل جلکر
کبھی جو حضرت ناصح سوی منبر نکلتے ہین

قضا کا ہی بہانا پڑنگاہین جان لیتی ہین
اجل سے بھی زیادہ یہ پری پیکر نکلتے ہین

جو کہتا ہون نہ نکلے ایک بھی ارمان مرے ابتک
تو وہ کس بھولے پن سے کہتے ہین کیون نکر نکلتے ہین

اثر دکھلایا گلرویونکی الفت نے پس مردن
چڑھانے پھول تربت پر مرے دلبر نکلتے ہین

دم گلگشت گلشن کہتے ہین مرغان گلشن سے
چمن مین آج موج بوی گل بنکر نکلتے ہین

تلاش یار مین اکثر جو سر کے بل مین چلتا ہون
پھپھولے پانونکے بدلے مرے سر پر نکلتے ہین

وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو اب تکتے ہین پہلو مین
جنھین باخبر سمجھے تھے وہی باشر نکلتے ہین

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوقِ شہادت ہے
کہ رکھکر جامۂ ہستی کو ہم سر پر نکلتے ہین

غبار اپنے پڑے دامن پہ اونکے اوڑکے تو بولے
کسیکے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکلتے ہین

پلٹ جاتا ہی پانونسے پسِ مردن غبار اپنا
مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکے نکلتے ہین

جدا سب سے نگہ نیچی خرام آہستہ آہستہ
پشیمان قتلِ ناحق سے وہ یون ہوکر نکلتے ہین

بناوٹ سے ہماری قبر پر آتے ہین ماتم کو
نکھر کر سوگ کے پردے مین بھی ہمسے نکلتے ہین

غبار ونمین جو باقی تھی تمنا کچھ لپٹنے کی
بگولے کی طرح سے باندھکر چکر نکلتے ہین

کہا کرتا ہی دل اپنا احد کو کوئی دیکھو تو
سنا ہی وہ دوپٹا ڈالکر منھ پر نکلتے ہین

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
جو اوسکے گھر مین جاتے ہین وہ بس رو کر نکلتے ہین

بتائین حال کیا کیون ای بتِ غافل تڑپتے ہین
ہمین تھا ناز جس دل پر لیے وہ دل تڑپتے ہین

پڑے ہین خاک پر حالت یہ اپنی اب ہوی قاتل
بدقت سانس لیتے ہین بصد مشکل تڑپتے ہین

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی
نہ دیکھا مڑکے تو نے کسطرح بسمل تڑپتے ہین

نہین ہون فرقتِ جانا نہین خالی ایک مین مضطر
جگر بھی اور یہ دل بھی یہان میرے شامل تڑپتے ہین

لگا بہر خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان
کلیجہ منہ کو آتا ہی جب ای قاتل تڑپتے ہین

شب مہ مین زمین پر دیکھکر چلتے ہوے تجکو
ستارے آسمان پر ای مہ کامل تڑپتے ہین

مری بیتابی کو وہ دیکھکر لوگونسے یہ بولے
حصول مدعا مشکل ہی لاحاصل تڑپتے ہین

غضب کی دی خدا نے بسملان ناز کو طاقت
زمین ہلجاتی ہی جسوقت ای قاتل تڑپتے ہین

رہا کرتی ہی صحبت گرم وان دن رات غیرونسے
یہان ہم بستر غم پر عبث ای دل تڑپتے ہین

گذرتے جاتے ہین سب آشنا اس بحر فانی سے
ہمین بیٹھے ہوے بس اک لب ساحل تڑپتے ہین

اجازت جانیکی اندر نہین ملتی تو باہر سے
کسیکی دیکھکر آرایش محفل تڑپتے ہین

ادہر غیرون کے ملنے سے تجھے فرصت اگر ہو تو
ادہر بھی بوسہ لب کے ترے سائل تڑپتے ہین

عجب حالت ہی اپنی آج کل بس صورت بسمل
تجھے ہم دیکھکر ای رونق محفل تڑپتے ہین

تو وہ لیلی ہی جسکا شور اک عالم مین ہی برپا
ہزارون صورت مجنون پس محمل تڑپتے ہین

ستارے رات بھر گنتے ہین نیند آتی نہین ہمکو
تجھے ہم یاد کر کرکے بس ای غافل تڑپتے ہین

تماشا ہی عجب اک آج اوس قاتل کے کوچے مین
کہین نادان تڑپتے ہین کہین عاقل تڑپتے ہین

نہ پڑجائے کہین تا داغ خون پھر تیرے دامن تک
ذرا ہشیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہین

مسافر وہ ہین منزل تک پہونچنا جنکا مشکل ہی
قدم اوٹھتا نہین بس دیکھکر منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ مجکو ہنس کے قاتل مجھسے یون بولا
سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہین عاقل تڑپتے ہین

عجب اوس بُت کے کوچے مین تماشا دیکھتے ہین ہم
کہین عاقل تڑپتے ہین کہین کامل تڑپتے ہین

سنا یارون کا آگے قافلہ منزل تلک پونہچا
ہمین پیچھے فقط ای حسرتِ منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ لوگون کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا
تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قابل تڑپتے ہین

وہ آغوش تمنا مین نہ آئینگے کبھی اپنی
عبث ہم جان کو دیتے ہین لاحاصل تڑپتے ہین

نہ سر پٹکو نہ تڑپو تم احد کہنا مرا مانو
تعشق لاکھ ہو لیکن کہین عاقل تڑپتے ہین

مرتے ہین جسکے عشق مین اوسکو خبر نہین
آہِ جگر خراش مین بالکل اثر نہین

ہم بھی طریق مہر و مروت سے بچکتے ہین
دل مین تمھارے جا ہے محبت اگر نہین

خال سیاہ یار کی الفت مین زاہدا
کافر ہوے ہین سجدۂ بُت سے حذر نہین

پوچھو نہ ابتدائے شب غم کا ماجرا
وہ شام ہی کہ جسکو امیدِ سحر نہین

درپیش راہ منزلِ معدوم سبکو ہی
وہ کونسی ہی روح کہ جسکو سفر نہین

حامل کوئی نہین ہی خط اشتیاق کا
ای مرغ دل سوای ترے نامہ بر نہین

کعبہ سمجھکے توڑتے ہین دل کو اوربھی
سچ تو یہ ہی بتون کو خدا کا بھی ڈر نہین

ہم تو احد ہین خوف قیامت سے بدحواس
آرام سے وہ ہین جنھین محشر کا ڈر نہین

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہانے مین

ہزارون پیچ ہین زلفون سے دل پھنسانے مین
کہ بال بال ہی تکلیف غم کے کھانے مین

پیا ہی خون جگر غم کو ہمنے کھایا ہی
اثر دیا تھا یہی میرے آب و دانے مین

دل و جگر کی طرف دیکھکر وہ کہتے ہین
اڑاتے دونون کو ہین ایک ہی نشانے مین

ستاتے دل ہو تبو تم عبث غریبون کا
مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے مین

جو آئے پاس ہو میرے تو پھر برائے خدا
کرو نہ شرم و حیا مجسے منہ دکھانے مین

کہان وہ قند مکرر مین لطف ای دلبر
ملا مزا جو ہمین منہ سے منہ ملانے مین

گئے جو شوق سے مقتل مین تو یہ باعث ہی
ہم اپنی زیست سمجھتے ہین سر کٹانے مین

پھڑک کے طائر جان بس نکل ہی جائیگا
جو آج بھی کہین تاخیر کی پھر آنے مین

وہ مرغ ہون کہ مین صیاد کے فقط ڈر سے
رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے مین

ہر اک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم
ملیگا آپ کو نظرون سے کیا گرانے مین

شب وصال نہ آؤ تو پھر ہمین آئین
نہو جو خوف و خطر کچھ ہمارے آنے مین

پھلا نہ پھل کوئی جز یاس و حسرت و حرمان
ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے مین

تمھین بتاؤ کہ تمکو ملا بھلا کچھ بھی
ہمارے کعبۂ دل کے بتو یہ ڈھانے مین

اوڑایا خاک کو کوے صنم سے جو تو نے
ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوڑانے مین

اونھین کے تیر نگہ کا ہون مین بھی اب زخمی
جو قتل کرتے ہین عالم کو آنکھ اوٹھانے مین

جو قتل کرنا ہی ہے کیجے گلا یہ حاضر ہی
کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے مین

وہین بھی جانب ملکِ عدم روانہ ہون
تمھین نہین جو توقف یہانسے جانے مین

بگڑتے روز ہو اور گالیان بھی دیتے ہو
بتایئے تو ہی کیا فائدہ ستانے مین

ہر ایک بات مین لوگونسے جو بگڑتے ہو
بگڑ ہی جایگا مُنہ تیوریان چڑھانے مین

یہ کالے آئے ہین پینے کو سمجھو آبِ حیات
دہن پہ زلف نہین آئی ہی نہانے مین

نہ توڑو اسکو وگرنہ پڑیگی پھر دقت
ہمارے شیشۂ دل کے بتو بنانے مین

جو پاس آنا ہمارے ہی تو چلے آؤ	کرو نہ بہر خدا عذر آج آنے مین
کہا کسی نے جو عاشق کو کیون ستاتے ہو	تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے مین
جنون نے ساتھ نچھوڑا جو مرتے مرتے تک	تمام عمر کٹی خاک ہی اوڑانے مین

تمام خلق مین بدنام اور ذلیل ہوے
احد ملا یہی بس ہمکو دل لگانے مین

بہارِ گل چمن مین آئی ہی بلبل چہکتے ہین	بُرا صیاد کا ہو ہم قفس مین سر پٹکتے ہین
شہادت کی ہوس ہی صورتِ بسمل پھڑکتے ہین	ازل سے ہم میانِ کوچہ قاتل سسکتے ہین
جو وہ گل رو کبھی گلشن مین جاتا ہی تو پھر گل	سراپا چشم حسرت بنکے کس حسرت سے تکتے ہین
زمین پر عکس اوس خورشید رو کا جبکہ پڑتا ہی	شعاعِ مہر کی صورت ہر اک ذرے چمکتے ہین
ہوا ثابت یہ یعنی نصائح سے مجھے ناصح	بڑے بیہودہ گو ہین آپ کیا بیہودہ بکتے ہین
چُرا لیجائیگا شاید ارادہ آج ہی اونکا	جو پہلو مین وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو تکتے ہین
پسِ مردن بھی میری خاک سے شاید مکدر ہین	جو تربت پر مری آتے ہوے دامن جھٹکتے ہین
جواب بد دماغی وون دماغ اپنا کہان ایسا	دماغِ حضرت ناصح پھرا ہی کچھ وہ بکتے ہین

خیال تنگ آغوشی مرا جب اونکو آتا ہی
تو اکثر تنگیِ جامہ سے وہ اپنی جھجکتے ہین

جو پوچھا گالیان دیکر ہوے کیون تم دل کو لے
لگا کر آگ دل مین ہم یونہین پانی چھڑکتے ہین

بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل
تہِ شمشیرِ قاتل اور ہم دم بھر سسکتے ہین

ہوے ہین جبسے ہم اونکی کمر کے چاہنے والے
عدم والے عدم مین تبسے میری راہ تکتے ہین

خیالِ روے تابان مین جو مین بیہوش ہوتا ہون
پسینا پونچھکر اپنا مرے منہ پر چھڑکتے ہین

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
پڑے سوتے ہو تم اللہ رے ہم تمکو تکتے ہین

نکلکر مانگ کی الفت سے عشقِ زلف کر بیٹھے
چلے جو راہ سیدھی چھوڑ کر تو اب بھٹکتے ہین

نزاکت کے سبب سے وہ قدم چلنا بھی مشکل ہی
جو بل کھاتی ہی زلف اونکی تو وہ خود بھی لچکتے ہین

نہین اسمین قصورِ شعلۂ رخسارِ تابان کچھ
جھلک اوس شمع رو کی دیکھکر ہم خود لپکتے ہین

نہین بھولے ابھی تک شوخ بیباکیان تیری
تجھے دستِ تمنا یاد کر کے وہ جھجکتے ہین

وہی نامِ خدا سے ہی ابھی عالم لڑکپن کا
پکڑتا ہون جو مین دامن تو وہ ابتک جھجکتے ہین

گریبان چاک اپنے جامۂ ہستی کا ہوتا ہی
پہنکر جب قباے چست وہ سینہ مسکتے ہین

دمِ رفتار سو بچھا ہی اونھین انداز کیا طرفہ
نزاکت بھی قدم لیتی ہی جبدم وہ [illegible] ہین

کہا لوگون نے حالِ زار کو میرے تو فرمایا
کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیون وے بلکتے ہین

خدا حافظ ہی بس اب زندگیِ چند روزہ کا
تپِ فرقت کی حالت پڑ بھگی اعضا دہکتے ہین

بنے ہین دستِ قدرت سے سراپا نور کی صورت
ہیولے مثلِ موجِ شمعِ محفل مین لچکتے ہین

احمد اس گلشنِ ایجاد مین گر غور سے دیکھو
تو بس ہنستے ہین اس ہستی پہ جو غنچے چٹکتے ہین

تجھسے ملے تو خوب شُد ورنہ تو جان گنوائے ہین
در پہ ترے تو دل مین یہ سوچ سمجھ کے آئے ہین

بزم سے اوسکی اوٹھکے ہم گھر مین جب اپنے آئے ہین
حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ مین اپنے لائے ہین

ہاتھ مین تیغ لیکے تو رک گیا کیون بتا تو سچ
قتل جو کرنا ہی تو کر سر کو تو ہم جھکائے ہین

وصل ہو تجھسے دیکھین کب شوق یہی ہے دل مین اب
ہجر مین تیرے بارِ غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہین

قصد تھے کبھے جانے کا جانے نہ دونگا ہو جو ہو
شکر خدا مرے یہان بھولے سے آپ آئے ہین

چھپنے کا حال یہ نہین سچ کہو کام کیا کیا
ہاتھ مین اپنے کسکا دل آپ بھلا چرائے ہین

عذر بہانے کا ہی یہ آپ مین آؤن گا وہان
مہندی لگا کے آج وہ رنگ نیا جو لائے ہین

شوق سے آکے کوئی دم آنکھون مین مرے بیٹھیے
غیر کی بزم سے جواب ہو کے خفا اوٹھ آئے ہین

اپنی کمان ابرو کو کھینچکے ان بتون نے پھر
دلمین جگر مین سینے مین تیر نگہ لگائے ہین

جانیے اونکا آنا جب آئین جو پاس ملا
جلوہ ہزار بارون خواب مین تو دکھائے ہین

ناز کو اونکے دیکھیے آئے جو خواب مین کبھی
آنکھون مین ورک کے ایکدم خانۂ دلمین آئے ہین

آنا ہمارے پاس جو مدنظر نہین ہی آج
مہندی بہانے کے لیے سنتے ہین وہ لگائے ہین

وہ جو گئے ہین باغ مین زلف کو رخ پہ چھوڑ کر
پھولونکے دلمین آج وہ بو کسطرح سمائے ہین

اپنا کہین یہ حال کیا جوش جنونکے فیض سے
داغ کہن پہ داغ نو فصل مین گل کے کھائے ہین

آتے بھلا وہ کیون یہان بعد فنا ہے نصیب
جذبۂ دل ترے سبب قبر تلک وہ آئے ہین

تجھسے بتائین حال کیا ہونا تھا جو وہ ہو گیا
ہجر مین تیرے خون دل آنکھون سے ہم بہائے ہین

دنیا کے لوگون کو احمد دوست سمجھو تم کبھی
کوئی نہین ہی اپنا یہان جتنے ہین سب پرائے ہین

پھنسا کر دام گیسو مین دل ایمان جہان برسون
اندھیری راتین لوٹے ہین تو نے کاروان برسون

گلے ملکے غیرون نے مزے لوٹے وہان برسون
تڑپتے رہ گئے ہم بستر غم پر یہان برسون

فراق یار نے مثل کمان خم کر دیا مجھکو
رہا تقدیر کی صورت کبھی پر آسمان برسون

نہ عرضِ حال اپنا پاکے موقع کرسکے آخر
رہی بس نام کے خاطر سے منہ مین زبان برسون

وہ کچھ سنکر کے حالِ درد و غم کہنے لگے ہنسکر
نہو گی ختم شاید آپکی یہ داستان برسون

اجازت کوچہ جاناں کی حاصل ہو گی تب اسکو
پڑھے گر بلبلِ نالان گلستان بوستان برسون

ہوئی حالت مری ای ترک شوقِ شہادت مین
پڑی مین مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہی جان برسون

کہا ہی خواب مین اکدم کہین تب جلوہ فرمائے
رہا ہی نام اوس غافل کا جب وردِ زبان برسون

اجازت دی ہی تب پیرِ مغان نے مے پرستی کی
کیا ہی لغزشِ پا کا مرے جب امتحان برسون

تپ ہجرِ صنم کی آتش افروزی ذرا دیکھو
جلین بعدِ فنا بھی قبر مین یہ ہڈیان برسون

مری دیوانگی سے شور زندان مین رہا برپا
نہ سوئین چین سے اکدم بھی پڑکر بیڑیان برسون

پھنسی جب دام مین بلبل لگی رو رو کے یون کہنے
قفس مین خون رولائے گا خیالِ آشیان برسون

قصورِ بوسۂ لب پر بس اب موقوف بدخوئی
سنائین گالیان تو نے مجھے او بدزبان برسون

شفیعِ حشر فرمائینگے محشر مین اوسے لاؤ
گھسا جسنے جبین سے میر اسنگِ آستان برسون

نرکھ امید ای دل اوسے جلدی وصل ہونیکی
ابھی تو منتظر رکھیگا کہنا اون کا ہان برسون

چھپاؤ کچھ نہ باتین ہمسے کہنا ہو جو کچھ کہدو
تمھارے تو رہے ہین ای بتو ہم رازدان برسون

کٹے جاتے ہین دن فرقت کے وصلت کے آئے ہیز
نہ گھبرا ای دل مضطر رہے گا شادمان برسون

خدا کالا کرے منہ دشمنون کا جنکے باعث سے
رہے شکوے گلے کچھ اونکے میرے درمیان برسون

نہ جائیگا ہمارے دل سے لطف وصل مدت تک
رہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسون

پھنسو مت عشق کے پھندے مین کہتے ہین ابھی ہم سے
کنوئین جھکوائیگا تمکو خیال نوخطان برسون

رہا محبوس زندان مین مگر شکر خدا پھر بھی
صبا لائی اوڑا کر بوے زلف یاریان برسون

نہ پڑ ای دل تو اسکی چاہ مین ورنہ سمجھ لے تو
زنخدان کی محبت بھی جھکائیگی کنوان برسون

ہین وہ مردود درگاہ خداوند دو عالم ہون
نہ کھائیگا سگ جانان بھی میری ہڈیان برسون

ہوا حاصل یہی بس ہمکو اس دل کے لگانے سے
تپ ہجر صنم نے مجکو رکھا ناتوان برسون

احمد بعد فنا یہ اپنے یارون کا ہوا عالم
ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشان برسون

نہ ڈھونڈھے سے ملا اپنا کہین اصلا نشان برسون
تو نکے عشق مین ایسے رہے ہم لامکان برسون

شریک دم رہا آخر یہ سودائے گران برسون
خیال زلف جانانین رہے آشفتہ جان برسون

اوٹھائے لطف کر کے ہمنے سیر بوستان برسون
رہے گلشن ترا پھولا پھلا ای باغبان برسون

یہ باعث ہو رہے غم سے جو ہم آشفتہ جان برسون
خم زلف دوتا مین دل رہا اپنا نہان برسون

نہ ڈھاؤ خانۂ دل کو ہمارے ای بتو ہرگز
اُٹھانے سے نہین اُٹھنے کا گر یہ مکان برسون

کٹین راتین بہت آرام سے جبتک بھلے دن تھے
بغل مین آکے سویا اپنے وہ آرام جان برسون

اونھین موقع نہین اکدن پاکے بیخوف خطر ہوکر
کہا مینے ابھی ترساؤگے بوسے کو ہان برسون

تصور رات دن رہنے لگا ان شعلہ رویونکا
جلائیگی ہمین پھر آتش عشق بتان برسون

مین وہ مقتول ہون جسکے لہو کے ذائقے سے پھر
تری تلوار چاٹیگی بس ای قاتل زبان برسون

سگ جانان کے منہ تک اُڑکے تب یہ جا کے پونچی ہین
پسی ہین آسیائے چرخ مین جب ہڈیان برسون

تپ ہجر صنم نے کی ہی ایسی آتش افروزی
جلے ہین شمع کے مانند مغز استخوان برسون

حقیقت تب کھلے تمکو مرے دل کے ستانیکی
کرو تم بھی کسیکو پیار جب ای مہربان برسون

نہین ملتی کہین مجکو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
ابھی شاید پھرائیگا یہ دور آسمان برسون

صفت مینے جو کی ہی گیسوئے خمدار جانانکی
رہا الجھا ہوا اپنا کچھ انداز بیان برسون

گیا دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانانکا
شریک دم رہا ہو کرکے یہ تکلیف جان برسون

رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندان مین بھی باقی
صبا لائی اوڑا کر لچھے زلف یاران برسون

خدا کے واسطے باز آ تو ان ظلمون سے ای ظالم
ترے تیرِ نگہ نے مجکو دکھا نیجان برسون

جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے مین ٹھہر جانا
تو فرقت مین مجھے آئی ہین پیہم ہچکیان برسون

مجھے بھی شش جہت مین جستجو جسکی وہی دیکھو
نظر کی طرح آنکھون مین رہا اپنی نہان برسون

مرا ہون آتشِ فرقت مین جلکر جسکے باعث سے
ہما بھی کھا کے پچتایگا میری ہڈیان برسون

ہماری ناتوانی دیکھکر لوگون سے وہ بولے
احد بیمار تھے شاید نصیبِ دشمنان برسون

نالے دو چار دلِ افگار کرون یا نکرون
شور محشر مین بپا یار کرون یا نکرون

ترک الفت مین دلِ زار کرون یا نکرون
زندگی بھر مین اوسے پیار کرون یا نکرون

قبر کو میری یہ ٹھکرا کے لگا کہنے وہ شوخ
فتنۂ حشر کو بیدار کرون یا نکرون

مرغ دلکو یہ لگا دیکھکے کہنے صیاد
دام گیسو مین گرفتار کرون یا نکرون

دل تڑپتا ہی جگا سینگے تو ایذا ہوگی
جی مین آتا ہی کہ بیدار کرون یا نکرون

تیغ ابرو کا اشارہ صفِ مژگان سے یہی
کشتۂ چشم سے تلوار کرون یا نکرون

تجھسے بیتابیِ دل پوچھتا ہون آجکی رات
نالہ کوئی بھی دلِ افگار کرون یا نکرون

اونکی آنکھونکا اشارہ مری آنکھونسے ہی	مردم دیدہ کو بیمار کرون یا نکرون
وعدۂ وصل مین دیکھو تو تردد یہ احمد	سوچ مین بیٹھے ہین اقرار کرون یا نکرون

ردیف واو

نئے انداز کی شوخی سے کیون زینت کے خواہان ہو
اودھر آئینہ حیران ہی ادھر تم آپ حیران ہو

وہ فرماتے ہین جیسے عاشق گیسوے پیچان ہو
اوداس ایسے احمد کیون صورت شام غریبان ہو

دوئی ظاہر مین ہی باطن مین وحدت کا سامان ہو
مثل مشہور ہی الفت مین دو قالب ہون اک جان ہو

وہی مومن ہی کامل الفت رخ مین جو نالان ہو
اذان دے جو کوئی کعبے مین وہ اچھا مسلمان ہو

کبھی تشریف فرما خانۂ دیدہ مین ای جان ہو
تماشا پتلیون کا دیکھو گر اس گھر مین مہمان ہو

جو تو صحن چمن مین ناز سے ای گل خرامان ہو
قدم لینے کو تیرے فتنۂ محشر نمایان ہو

صدا آتی ہی کیون غفلت مین تم ای اہل بستان ہو
برنگ بوے گل اس باغ مین دو دن کے مہمان ہو

دم گریہ تصور گر خرام ناز کا جان ہو
قیامت ہو بپا لیکن غریق بحر طوفان ہو

برنگ بوے گل ہی راز چھپ سکتا نہین ہمسے
دہن کا اونکے مضمون گرچہ غنچے مین بھی پنہان ہو

عجب بازار الفت کا بھی او لٹا پلٹا لیکھا ہی
نگاہو نہین تلے جو جنس وہ قیمت مین ارزان ہو

سوئے مسجد چلا ہین تو کہا یہ ہنسکے اوس بت نے
رہو بندے بتون کے کہنے سننے کو مسلمان ہو

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پنہان ہو

وہان اغیار سے ہو گرم صحبت ہم یہان تڑپین
مٹے لوٹے کوئی یون اور کسیکا خاک ارمان ہو

یہی مطلب عیان ہی صاف خالِ روئے جانانسے
بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو

نشان ملتا نہین ملکِ عدم کے جانیوالونکا
خدارا چپ یہ کیون ای ساکنِ شہرِ خموشان ہو

گزندِ چشمِ نرگس سے خدا محفوظ بس رکھے
مبارک جاتے ہو جاؤ تمھین سیرِ گلستان ہو

مقابل ابرِ تر کے چشمِ تر ہی لطف ہو جسدم
زمین پر تو ہو خندان آسمان پہ برق خندان ہو

زمانہ تک بھی تابع آپکی نیرنگیون کا ہی
طلسمِ دہر تم اس عالمِ امکان مین ایجان ہو

عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ بتلاؤ تو ہم کیا ہین
سرورِ دل ہو تسکینِ جگر ہو راحتِ جان ہو

زمین پر سے چڑھایا آسمان پر کی خطا ہمنے
گھٹے کیون غم سے جب ہمنے کہا تم ماہِ تابان ہو

احد جو رات بھر بیچین رہتے ہو تو بتلاؤ
خیالِ گیسوئے شبرنگ مین کسکے پریشان ہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو
یہ کیا غضب ہی کہ میری طرف نظر بھی نہو

اثر رہا ہی یہی عاشقی مین کیا یارب — تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو

جو پاس آکے کہین ایک دم ٹھہر جاؤ — تو پھر مجھے کبھی دردِ دل و جگر بھی نہو

برا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا — جو جائین محفلِ جانان مین تو گذر بھی نہو

جو خود وہ آتے نہین ہین تو کیا غضب ہی بھلا — ہمارے نالۂ جانسوز کا اثر بھی نہو

وہ کام حضرت دل تمکو چاہیے کرنا — نہو جو نفع تو کچھ اوسمین پھر ضرر بھی نہو

نہین وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یہ یارب — شبِ فراق کا منھ کالا ہو سحر بھی نہو

جو شب کو کہیے ٹھہرنے کو تو بگڑتے ہو — تمام رات نکیونکر پھر وقتِ سحر بھی نہو

بشر ہین وہ بھی شکایت احد یہ بیجا ہی — بشر ہین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

یہ شہادت ہی تھی کیا مجھ خستہ تن کی آرزو — تھی مری تقدیر شاید تیغ زن کی آرزو

کاٹا خود اپنے گلے کو جب نہ اوس سے کٹ سکا — پڑ گئی اپنے گلے اوس تیغ زن کی آرزو

زندۂ جاوید مجکو کردیا اک وار مین — زندگی آئی تھی بنکر تیغ زن کی آرزو

یہ سمجھکر کسکے سر چلینگے میری لاش سے — رو دی ہو کیا کیا لپٹکر تیغ زن کی آرزو

عشقِ ابروے سبب دلمین نہین اپنے ہوا
بنکے آئی ہی قضا اوس تیغزن کی آرزو

سر کے جب تک سر نجائیگی نہو گی مخلصی
ہی گلے کا ہار اپنے تیغزن کی آرزو

اسقدر شوقِ شہادت ہی کرے گر قتل وہ
روح بنجائے ابھی اوس تیغزن کی آرزو

خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہون مین
دلسے حسرت خوب نکلی تیغزن کی آرزو

مین نہ آتا بھولکر بھی جانبِ ہستی کبھی
کھینچ لائی ہی عدم سے تیغزن کی آرزو

سرفروشی کا مجھی پر خاتمہ ہی سو چلے
رخ کریگی پھر کدھر اوس تیغزن کی آرزو

پھر مین زندہ ہون کرے وہ قتل یہ ہو انتظار
تکتی ہی حسرت سے مجکو تیغزن کی آرزو

جب چلا مقتل کی جانب مین تو اسدری خوشی
آئی لینے کو مرے اوس تیغزن کی آرزو

قتل اکدن ہونگا اب بیشک مین اوسکے ہاتھ سے
بنگئی قسمت مری اوس تیغزن کی آرزو

ابروِ قاتل کا اب رہنے لگا مجکو خیال
گھر لگی کرنے ہی دلمین تیغزن کی آرزو

دم نہ نکلے راتدن تڑپا کرون مین خاک پر
اب یہی شاید کہ ہی اوس تیغزن کی آرزو

قتل ہونے پر مین آمادہ ہون اوسکو ہی گریز
کم ہی میری آرزو سے تیغزن کی آرزو

ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو برباد اسکی مٹی ہو
باقی ہی کیا کیا ابھی تک تیغزن کی آرزو

وہ قتیلِ ابروئے خمدار ہون مین ای احمد
مدتون روئیگی مجھکو تیغزن کی آرزو

ای جنون نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو
رہگئی غربت مین رو رو کر وطن کی آرزو

مرگیا مین اسکی گردش کا مزا جاتا رہا
ملگئی سب خاک مین چرخِ کہن کی آرزو

پھل لگا تلوار کا نخلِ تمنا مین مرے
خوب نکلی بوسۂ سیبِ ذقن کی آرزو

پانی دیتا مین رہون یہ پانؤنکو رگڑ کر
مرتے مرتے تک تھی یہ زخمِ کہن کی آرزو

اس سمجھ پر تیری ای پیرِ فلک پتھر پڑین
خاک مین تونے ملائی کوہکن کی آرزو

نامرادی کہتی ہی کیا ہو شبِ وصلت اگر
مین کہین بنجاؤن اوس پیمانشکن کی آرزو

شمع رو کو حال سوزِ دل جو لکھنا ہی مجھے
ہی سوادِ دودِ شمعِ انجمن کی آرزو

باغ مین جائے تو دھو دھو پانؤنکو تیرے پیئیں
مدتون سے ہی یہ مرغانِ چمن کی آرزو

ای جنون دشتِ جنون مین ہی مری مٹی عزیز
مجکو غربت مین نہین غسل و کفن کی آرزو

نکہتِ زلفِ معنبر بس گئی پھولونمین آج
خوب بر آئی عروسانِ چمن کی آرزو

سر سے پا تک آتشِ فرقت نے پھونکا ہی مجھے
بنگیا ہون آج شمعِ انجمن کی آرزو

بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی آکر کیجیے
توبہ توبہ یہ ہی اوس توبہ شکن کی آرزو

دشتِ غربت مین مَ امین گر کہین تو ای جنون
خاک اوڑایگی یہان بسوءِ وطن کی آرزو

زلف کے سودے مین ای دل یہ پریشان خاطری
ہی خطا یہ ہی جو تا تار و ختن کی آرزو

وصل ہوگا خاک اب حسرت بھلا نکلیگی کیا
نامرادی بنگئی پیمان شکن کی آرزو

وادیِ غربت مین بھی اسنے نچھوڑا اپنا ساتھ
بیکسی بنکر کے آئی ہی وطن کی آرزو

وصلِ شیرین ہو نہین تو جان ہی فرقت مین جائے
جان پر کھیلی ہوئی ہی کوہکن کی آرزو

دربدر کرنا پریشان کرکے میری خاک کو
باقی ہی اتنی ابھی چرخِ کہن کی آرزو

جب یہی ہی حکم ہو دروازۂ زندان بھی بند
خاک نکلیگی اسیرانِ کہن کی آرزو

وادیِ غربت مین اپنی بیکسی سے ای احمد
روئی ہی کیا کیا لپٹکر کے وطن کی آرزو

خواہشِ رخ ہون نہ زلفِ پرشکن کی آرزو
دیر و کعبے مین ہون شیخ و برہمن کی آرزو

بیکسی و نامرادی ساتھ اب چھوڑینگی کیا
شامِ غربت بنگئی صبحِ وطن کی آرزو

کون کہتا ہی کہ آنکھین اوسکی صید افگن نہین
اوس نگاہِ آہو کُش کو ہی ہرن کی آرزو

باغمین اکدن وہ گل بھولے سے آجائے کہین
ہی یہ مدت سے عروسانِ چمن کی آرزو

خاک ہونا ہی مآلِ کار ہی جب ای فلک
کسلیے آخر کرین تجھسے کفن کی آرزو

بیکسی نے مجکو غربت مین یہ بیکس کر دیا
رو رہی ہی اپنی قسمت کو وطن کی آرزو

سوز و گریہ مثل میرے چاہیے عاشق مین ہو
ہی یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو

نکہتِ گیسو اڑا کر کے کہین لائے صبا
ایک مدت سے ہی یہ مشکِ ختن کی آرزو

کیون نہ غربت مین رہے ہر دم وطن کا اب خیال
بنگئی یادِ وطن اہلِ وطن کی آرزو

تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
آنکھ فرشِ راہ ہو ہی یہ ہرن کی آرزو

جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک مین ملجائینگے
خاک پھر مخمل کی ہو یا گلبدن کی آرزو

نامرادی لے مُرادین تیری سب پوری ہوئین
قبر مین ہی پانون لٹکائے کفن کی آرزو

تو وہ شیرین ہی کہ تیرے شوق مین بعدِ فنا
سر کو اپنے پھوڑتی ہی کوہکن کی آرزو

وعدہ کرکے وصل کا خود منحرف وہ ہوگیا
بنگئی قسمت مری پیمان شکن کی آرزو

ہی بہارِ باغ کی بھی آنکھ فرشِ راہ آج
جانے کس گل کو ہی سیرِ چمن کی آرزو

دفن ہون گلشن مین ای صیاد ہم بعدِ فنا
ہی فقط اتنی اسیرانِ چمن کی آرزو

بوسۂ رخسار مانگا تو لگا کہنے وہ شوخ	پہلے منہ بنوا تو نکلے دہن کی آرزو
ایکدن بھولے سے جا نکلا جو سیر باغ کو	بوے گل مین بس گئی اوس گلبدن کی آرزو
آج زاہد بھی ہوے بدست پی پیکر شراب	خوب نکلی ساقی توبہ شکن کی آرزو
قدردانان سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے	کیا کرین اب اے احمد ہم کسب فن کی آرزو

ردیف ہای ہوز

دیکھتا ہی آج کل وہ شوخ اکثر آینہ	ہو رہا ہی وقت کا اپنے سکندر آینہ
خوب حیران صورت اصلی کو ہوتا دیکھکر	کاش لیجاتا لحد مین بھی سکندر آینہ
دیکھکر کے جلوہاے صانع روز ازل	ہو نکیون حیران نبکر اے سکندر آینہ
نیک و بد کے واسطے مقصود خود بینی نہین	ہم ہین سمجھے اپنے دلکو اے سکندر آینہ
ہونگے انسان دیکھکر خود بین اگر ہوتی خبر	توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے سکندر آینہ
دیکھتے ہین غور سے کیا آپ اب اسکی طرف	بادشاہ وقت ہو اور ہی سکندر آینہ
کاش ملجاتا تو کہدیتا ہون کو تونے کیون	کردیا خود بین بناکر اے سکندر آینہ
قبر مین اک آینہ رکھدینا تھا اسکی ضرور	دیکھ لیتا بعد مردن بھی سکندر آینہ

اسطرح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا
کر دیا ہمنے دکھا کر کے سکندر آینہ

رکھدیا ہوتا کسی نے تو لحد مین بعدِ مرگ
دیکھ لیتا چشم حسرت سے سکندر آینہ

ای تبو خودبینی پر اتراتا یہ اچھا نہین
لیگیا آخر بنا کر کے سکندر آینہ

تو وہ شاہنشاہِ ملکِ حُسن ہی ہوتا اگر
ہاتھ مین لیکر کے دکھلاتا سکندر آینہ

دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورت بعدِ مرگ
لیگیا ہوتا کفن مین گر سکندر آینہ

صورتِ خالق ہو ہمین دیکھین صورت خلق کی
صورتِ دل ہو نہین سکتا سکندر آینہ

ای احمد رہتا ہی ہر دم روبروے روے یار
اندنون رکھتا ہی کیا بختِ سکندر آینہ

نیک ہو یا بد نہین ہی کینہ پرور آینہ
روبرو ہو کر کے کہدیتا ہی منہ پر آینہ

مہربان وہ گلبدن ہی اب تو تجھپر آینہ
دامنِ نظارہ مین بھرے گلِ تر آینہ

اس ادا سے تو نے دیکھا او فسونگر آینہ
رہگیا ہی چشمِ شوقِ دیدہ بنکر آینہ

لیگیا تھا خط مرا وان پرتوِ رخسار سے
بنکے آیا سایۂ بالِ کبوتر آینہ

یہ نہین ہی جلوۂ دلدار دل مین جلوہ گر
ہوگیا ہی پرتوِ رخ سے منور آینہ

انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہی یا نہین
دیکھیے گا کب تک آخر بندہ پرور آئینہ

بے سبب زلفِ سیاہِ یار چہرے پر نہین
دیکھنے کو آئی ہی زلفِ معنبر آئینہ

سختگوئی سے ترا دل توڑتا ہی دل مرا
آئینے کو مارتا ہی دیکھو پتھر آئینہ

سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھین اُنکو آپ
ایک جا ہین مجمع خورشید و اختر آئینہ

تو وہ ہی خورشید رو گر دیکھنے کا شوق ہو
آسمان سے مہر و مہ آ جائین بنکر آئینہ

بدنصیب ایسا ہون نہین چاہون جو آرائش کبھی
مُنہ چھپائے مجھسے خود پردے مین ہوکر آئینہ

یار کی آٹھون پہر تجھسے لڑی رہتی ہی آنکھ
لڑ رہا ہی آج کل تیرا اسقدر آئینہ

دیکھنے کو کسکو دیکھے کون اوسکی شان ہی
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ پتھر آئینہ

سنگدل ہونا کسیکا لیکے دل اچھا نہین
آپ لیتے ہین تو لین اُسکو سمجھکر آئینہ

بے تردد صورتِ اعمال کو سب دیکھلین
دل کا میرے گر بنائین اہلِ محشر آئینہ

سبزۂ خط یہ نہ سمجھو روئے تابان کے ہی گرد
کر لیا ہی ایک طوطی نے مسخر آئینہ

وہ صفائی ہی بیانمین میرے دیوانکو احمد
شاہدِ معنی کا سمجھینگے سخنور آئینہ

وصل مین ٹوٹے نہ لڑکر سینہ ہو گر آئینہ
دل سے رکھیے گا ذرا پہلو بچا کر آئینہ

تیرے رخ کے آگے جب ہوتا ہو ششدر آئینہ
دل چرا لیتا ہو کچھ پہلو بچا کر آئینہ

ناز سے دیکھا ہو کسنے آج رکھکر آئینہ
بنگیا ہو دید کی صورت سراسر آئینہ

جسطرف رخ آپکا ہو اوسطرف ہوجائے یہ
دل کا میرے گر بنے ای بندہ پرور آئینہ

ہاتھ سے اوسکے جوابِ خط جو بازو پر بندھا
ہوگیا از خود ہی بازو سے کبوتر آئینہ

سقف ہو دیوار ہو در ہو زمینِ صحن ہو
کرتی ہو ہر شی کو وہ چشمِ فسونگر آئینہ

تونے دیکھا ہو نگاہِ تیز سے جو اسکو آج
کانپتا ہو رعب سے محفل مین تھرتھر آئینہ

دیکھکے جلوۂ رخسار کو حیران ہی نہین
ہوگیا ہو محوِ حیرت کیون سراسر آئینہ

ہو تمھارے روبرو منہ کے بھلا یہ منہ کہان
لیکے منہ تو دیکھلے خورشیدِ محشر آئینہ

دیکھتے ہی دیکھتے خود ہمنے خود بین کر دیا
ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آئینہ

عشق کس آئینہ رو سے اسکو ہی حیران ہنوز
جستجو مین پھر رہا ہی کسکی گھر گھر آئینہ

اسقدر خود بینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے
دیکھنا اچھا نہین ہر دم سنگر آئینہ

جب نہوا وسمین صفائی صورتِ دلدار
منہ کی کیون کھائے نہ پیشِ روے دلبر آئینہ

سبزۂ خط کا نمو ہی چہرۂ پر نور پر
اب تو طوطی دیکھے گا ای بندہ پرور آینہ

کچھ زمانہ ہی عجب جو ملنے والے اپنے ہین
زنگ ہین یہ پیٹھ پیچھے اور منہ پر آینہ

رشک سے ابسات کے یہ ہو مقابل مین ہون
کر رہا ہی اب پر و کارِ خنجر آینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہین
عکسِ ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آینہ

دیکھکر کے آینہ کہنے لگے دیکھو احد
ٹوٹتا ہی کیا مزے اوپر ہی اوپر آینہ

دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آینہ
صورتِ غنچہ ابھی مٹھی مین لے زر آینہ

دل سے میرے آپ بخشش کا اگر پوچھین سبب
تو کدورت رو برو ہو جائے بنکر آینہ

صاف طینت وہ ہین گر آئے کدورت بھی یہان
بنکے جائے ایک دم مین یانسے جوہر آینہ

تو وہ مستِ ناز ہی مے پینے کی خواہش ہو گر
ہاتھ مین بنجائے تیرے آپ ساغر آینہ

دیکھکر کے عکس ابرو آینے مین کہتے ہین
خوب باندھی تو نے شمشیرِ دو پیکر آینہ

تو وہ بحرِ حسن ہی کہتی ہین موجین زلف کی
آگئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آینہ

تو وہ مستِ ناز ہی رکھدے کہین گر ناز سے
شیشہ بنجائے ابھی دستِ سبو پر آینہ

دیکھنے سے میرے اونکے دلمین آیا ہی غبار
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آئینہ

عشق ہی مجکو جو اوسکے سینۂ شفاف سے
خواب مین مین دیکھتا رہتا ہون شب بھر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہو کیونکر
عکس ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

اس صفائی بیان پر کیون نہ سمجھین ای احمد
صفحۂ دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ

تھی دلمین جو یاد ابروِ خمدار ہمیشہ
پہلو مین چلا کی مرے تلوار ہمیشہ

خون ریزی پہ قاتل کی جو مائل طبیعت تھی
باندھے رہا طفلی مین بھی تلوار ہمیشہ

گردن نہین یہ سنگ فسان ہی جو لگائے
قاتل رہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ

ابرو کا تصور کبھی جاتا نہین مجھسے
رکھتا ہون مین دلمین تری تلوار ہمیشہ

حسرت زدہ وہ ہون جو کہین قتل کریگا
منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

تیغ نگہ ناز سے کشتہ نہ ہوا مین
رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ

وہ گرم طبیعت ہون کیا قتل جو قاتل
خون تھوکے گی منہ سے تری تلوار ہمیشہ

ابرو کو بنا کرتے حلال نے کہا خود
خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہو کہ دمِ قتل عزیزو
مُنہ پھیر لیا کرتی ہی تلوار ہمیشہ

مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل
بس خاک ہی چاٹا کی یہ تلوار ہمیشہ

وہ گریاں ہو مقتل مین اگر قتل کرے گا
خون رویگی قاتل تری تلوار ہمیشہ

کیا جانیے کیا ہی کہ گلوے رگِ جان سے
رکھتی ہی لگاوٹ تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہی کہ نہین قتل جو ہوتا
کھا جاتی ہی مُنہ کی تری تلوار ہمیشہ

خون گرم رگِ جان کا بہت ہی مری قاتل
ڈر ہی کہ نہ تڑپے کہین تلوار ہمیشہ

انداز سپاہانہ جو مرغوب ہی اونکو
باندھے ہوے رہتے ہین وہ تلوار ہمیشہ

ویران جہان کرکے فقط گنج شہیدان
آباد کریگی تری تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے شرمندہ ہوئی ہی
سر نیچے کیے رہتی ہی تلوار ہمیشہ

قاتل ہی مرے مردم دیدہ کی یہ خواہش
آنکھون مین رہے آکے یہ تلوار ہمیشہ

حسرت رہی مجکو نہ کیا اسنے کبھی قتل
غیرون پہ رہی تیز یہ تلوار ہمیشہ

جسپر پڑی وہ ملک عدم کو ہوا راہی
ہی برقِ اجل آپکی تلوار ہمیشہ

چڑھ جاتا ہی مقتل مین دم اسکا بھی دمِ قتل
چلتی ہی جو رُک رُک کے یہ تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے ملا پھل یہی قاتل
مقتل مین پشیمان رہی تلوار ہمیشہ

مقتل مین جو مین دیکھتا ہون چلتی ہی قاتل
رفتار بدل کر تری تلوار ہمیشہ

مقتول مرا پیشہ تھا الفت کا ہماری
دم بھرتی ہی قاتل تری تلوار ہمیشہ

قاتل کے نہین ہاتھ مین ہی دست اجل مین
قبضے مین قضا کے ہی یہ تلوار ہمیشہ

وہ سیف زبان ہون نہین کم میدان سخن مین
چلتی ہی احد اپنی یہ تلوار ہمیشہ

وہ کشتہ احد ہون کہ عوض پھولون کے قاتل
تربت پہ چڑھا جاتے ہین تلوار ہمیشہ

پردے مین رہا جلوۂ رخسار ہمیشہ
جان لیتی رہی حسرتِ دیدار ہمیشہ

اللہ رے جاہِ حرمِ روئے منور
کعبہ اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ

ایمان رخِ صاف یہ ہی خال کی جانب
کافر اسے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ

منہ دیکھنے کہتا ہون تو کہتے ہین وہ ہنسکر
ملتی نہین یون دولتِ دیدار ہمیشہ

اللہ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا
باقی رہے یہ گرمیِ بازار ہمیشہ

وہ غیرتِ یوسف تو ہی بازارِ جہان مین
بکتے ہین ترے ہاتھ خریدار ہمیشہ

ہو حسن ترا رونقِ بازار کبھی گر
سو جان سے یوسف ہو خریدار ہمیشہ

اس خرمنِ ہستی کے جلانے کو ہمارے
بجلی ہی رہی ہے نگہِ یار ہمیشہ

اللہ ری تاثیرِ نظر تا دمِ مردن
آنکھون مین پھرا کی نگہِ یار ہمیشہ

حالت ہوئی افتادگی مین ضعف سے ایسی
سمجھا کیے وہ سایۂ دیوار ہمیشہ

عالم مین جدھر دیکھو بس اک فتنۂ محشر
کرتی ہے بپا آپکی رفتار ہمیشہ

پانون مین جو ملنے کا حنا کے تھا اونھین شوق
خون کرتی رہی شوخیِ رفتار ہمیشہ

عالم مین بپا شور نہ کیونکر ہو مری جان
ہے فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ

آمد کی خبر او گلِ رعنا تری سنکر
آغوشِ تمنا رہا گلزار ہمیشہ

اللہ ری وحشت مین مری دستِ درازی
پھٹ پھٹ گئے ہین دامنِ کہسار ہمیشہ

دنیا مین جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے
ہین خاک نشین سایۂ دیوار ہمیشہ

سرمے کا نہ دنبالہ ہو کیون آنکھونمین انکی
رکھتے ہین عصا مردمِ بیمار ہمیشہ

معشوق احد خوبیِ قسمت سے جو دیکھو
ملتے ہی سے ہے مجکو ستمگار ہمیشہ

ہے فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ
دل لیتی ہے پازیب کی جھنکار ہمیشہ

دیکھو تو ذرا خفتگی بخت دمِ وصل
سو جاتے ہیں یہ دیدۂ بیدار ہمیشہ

جو کوئی گیا بادشہِ وقت ہوا وہ
ہے ظلِّ ہما سایۂ دیوار ہمیشہ

سونگھا نہ کبھی ہڈی کو آ کر مری اوسنے
نفرت ہی رہا کرتا سگِ یار ہمیشہ

نالے یونہیں کرتے ہیں ترے عاشقِ کاکل
کہتی ہے یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ

وہ وحشی ہوں فرقت میں جو روتا ہوں تو منہ پہ
رکھ لیتا ہوں میں دامنِ کہسار ہمیشہ

تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوسجا
جس جا پہ رہے سایۂ دیوار ہمیشہ

وحشت زدہ وہ تھا میں کہ بھاگا کیا مجھسے
وحشی کی طرح سایۂ دیوار ہمیشہ

ملجائے کہیں مجھکو تو یہ پوچھوں میں اوس سے
رہتا ہے کہاں او بتِ عیار ہمیشہ

ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہیں نہ کہنا
ایذا میں رہے او بتِ عیار ہمیشہ

تا عمر رہا سلسلۂ حسن پرستی
ڈھونڈھا کیے معشوق طرحدار ہمیشہ

کچھ فرق نہیں حاضر و غائب میں سمجھا
ہے پیشِ نظر صورتِ دلدار ہمیشہ

ہے وصل کی شب بوسۂ لب دیجیے مجھکو
لِلّٰہ نہ یوں کیجیے انکار ہمیشہ

کس منہ سے زبانسے مین کرون شکوۂ بیداد
پہلو مین دل اونکا ہو طرفدار ہمیشہ

پتھرا گئین یان روتے ہی روتے مری آنکھین
لیکن رہا پتھر ہی دل یار ہمیشہ

ہم نیک کرین جان جہان یا کہ کرین بد
پر آپ کے آگے ہین گنہگار ہمیشہ

ہی آسرا یان اور وہان آپہی کا حضرت
چھوڑیگا نہ دامن یہ گنہگار ہمیشہ

فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جاکر
سنتا ہون کہ رہتے ہین وہ بیمار ہمیشہ

حسرت دنیا رہی دنیا کے ساتھ
ہم ہوئے اعمال او رعقبا کے ساتھ

مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہین
جا کے بھی ہین ساتھ اور بیجا کے ساتھ

گھر مین وہ اپنے گئے یان رہ گئی
آرزوے دید نقش پا کے ساتھ

جب کہا لینگے بلاے زلف کو
بولے بکجاؤ گے اس سودا کے ساتھ

اسقدر رویا فراق یار مین
بہ چلے آنسو مرے دریا کے ساتھ

بل نہین پڑتا ذرا اوس مین کبھی
کام ہوتا ہی جو کچھ شورا کے ساتھ

زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہی
جان بکجاتی ہی اس سودا کے ساتھ

جب نہ ساتھ اوس بت کے ہین کچھ چل سکا
رہگیا بس چھٹ کے نقشِ پا کے ساتھ

دل ہر اک سبزہ سے لیتا ہی آج
یہ خدا کا فیض ہی صحرا کے ساتھ

تم نہ سر تک بک بھرا ؤ واعظو
جان جائیگی بتِ ترسا کے ساتھ

چھوڑ اب سے ماہ کا بھی دیکھنا
عشق ہی جب سے رخِ زیبا کے ساتھ

ہی ابھی نامِ خدا نادان مگر
دانا بنجاتا ہی وہ دانا کے ساتھ

چھوڑ کر کعبے کو بس اب اے احمد
چلیے تبخانے بتِ ترسا کے ساتھ

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہی تمنے تیغ
کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہی تمنے تیغ

ابروِ خمدار کو دکھلا کے وہ کہتے ہین آج
اسطرح کا بھی کہین دیکھا ہی تمنے تیغ

قتل کر ڈالو جسے چاہو نگاہِ ناز سے
پایا او ابرو کمان اچھا ہی تمنے تیغ

دیکھتے ہی موت کو بھی موت آخر آگئی
کس ادا سے یار یہ باندھا ہی تمنے تیغ

قتل کس بیجرم کا ہی آج پھر مدِ نظر
سچ کہو کسکے لیے باندھا ہی تمنے تیغ

یہ اشارا ہی گلے کو کاٹکر مر جائیے
خط کے بدلے اسلیے بھیجا ہی تمنے تیغ

کسقدر چھوٹی سمجھ ہی صدقے مین اس فہم کے
تیغ ابرو کو احد سمجھا ہی تمنے نیمچہ

ردیف یای تحتانی

صدا ہی دردناک ایسی ہمارے شور و شیون کی
بیانِ دوست کیا چھاتی پھٹی جاتی ہی دشمن کی

عیان ہو ویسے گر ہووے تجلی روے روشن کی
نگاہِ دید مین صورت کھنچے بیساختہ پن کی

غضب کرتی ہی یہ اولٹی شکایت شوخ پرفن کی
نکی اک بات بھی ای مشفقِ من آپنے من کی

مری تربت پر آکر بولے کس بیدل کی تربت ہی
اداسی چھا رہی ہی روشنی پر شمع مدفن کی

نہین ہو جا از روزن جھجک اوٹھتے ہین وہ از خود
کچھین پردہ اونکے چٹکیان لیتی ہین جوبن کی

کسیکی حسرتِ دل دیکھیے اب یون نکلتی ہی
یہ فرماتے ہین سن سنکر صدا او شور و شیون کی

تو وہ گل ہی اگر گلشن مین بھولے سے قدم رکھے
بہارِ خلد سے آئے ناز برداری کو گلشن کی

جہانتک بے زبانی وہ کرین شکوہ نہین اسکا
وہ خود مجبور ہین جاتی نہین عادت لڑکپن کی

گلے مین لیکے انگڑائی وہ باہین ڈالدیتے ہین
زیادہ عمر یا رب اور ہو بیساختہ پن کی

پیامِ مرگ جسکو دیکھے تو اوسکو نہ کیون آئے
قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہی تیری چتون کی

جو تو دکھلاکے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب
[illegible] پاس مین سونپی تصویر چتون کی

میں وہ دیوانہ ہوں پا میں جسکے نہیں پاتی
بنا کر ڈال دیجاتی ہے اک زنجیر سوسن کی

یہ جذب عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بولے
خدارا اب نہ غمزہ سے کہیے کہہ بھیجے من کی

سوال بوسہ پر جھنجھلا کے جو آتا ہے کہتے ہیں
ابھی نام خدا خو بھی نہیں چھوٹی لڑکپن کی

اسی سے مرنے والے اونکے جی اوٹھتے ہیں حیرت ہے
یہ روح مردگان ہے یا ہوا یارب ہے اون کی

جو مرجاتے ہیں ٹھوکر سے جلا دیتی ہے یہ اونکو
دم اعجاز رکھتی ہے ہوا کیا تیرے دامن کی

کبھی بل بے یہ ہے شانے سے بل اسکا نہیں جاتا
تمہاری زلف جب دیکھو لیا کرتی ہے الجھن کی

وہ بولے آکے تبلاؤ احمد یہ ماجرا کیا ہے
کہ جیسے آمد آمد ہو کسیکے گھر میں دولہن کی

بھلا طبع رسا کیا باندھ لائے خاک مضمون کو
زمین شعر ہے جب ہاتھ نہ اپنے ای احمد من کی

احمد بزم سخن میں فیض آتش سے جو جاتے ہیں
دکھا دیتے ہیں اکثر روشنی ہم طبع روشن کی

سحر کو گھر میں تیرے روشنی سے روئے روشن کی
سراپا مطلع خورشید کی صورت ہے روزن کی

جہاں میں کیوں بھلا شہرت نہو اوس جلوہ افگن کی
بیاض صبح محشر ہے تجلی سے روئے روشن کی

برآئیگی تمنا یا رہیگی من ہی میں من کی
نگہ دیکھیں اودھر پھرتی ہے کبتک تیری چتون کی

تجلی بخش دلمین شکل ہی اوس جلوہ افگن کی ۔ عجب کیا خانۂ کعبہ مین ہمنے شمع روشن کی

تہ خنجر سسکنے کی یہ حسرت دلمین ہی قاتل ۔ ازل سے ہچکیان لیتی ہی رگ تک اپنی گردن کی

لب گور فریدونسے صدا آتی ہی کانونمین ۔ لحد مین دھجیان اوڑتی ہین کیا پیراہن تن کی

دم آخر ہوئی حاصل ندامت سخت جانی سے ۔ کٹی شمشیر قاتل سے نہ رگ جب اپنی گردن کی

برنگ حضرت موسی مجھے آتا ہی غش اس سے ۔ تجلی طور کی ہی کیا تجلی روے روشن کی

حرم مین چشم بد دور آہوین زخمی ترٹپتے ہین ۔ نگہ دیکھو تو آہو کش ہی کیا اوس صید افگن کی

تمھارے روے انور پر نہین عالم یہ بینی کا ۔ چراغ طور نے پائی ہی تھی صبح روشن کی

غبار دامن وحشت تمنا بعد مردن ہون ۔ کرےگی جستجو سرگشتہ کیا کیا شوخ پرفن کی

رقیب اونکو ادبھارے پھرتا ہی سیر گلستانکو ۔ نصیب دوستان افسوس یون بن آئی ہی دشمن کی

جدھر دیکھو صفین باندھے کھڑے آہو ہین صحرا مین ۔ نہین معلوم آمد آج ہی کس صید افگن کی

مقام نیستی عبرت کی جا ہی ہوشیار و نکو ۔ خبر بعد فنا ہوتی نہین آسایش تن کی

وہ بلبل ہون چمن سے جب کبھی مین ڈھکر نکلا ۔ سنانے کے لیے میرے بہار آئی ہی گلشن کی

ہمارے خرمن ہستی پر اک بجلی گری آخر ۔ دم گریہ جو یاد آئی ہنسی اوس شوخ پرفن کی

بناوٹ تک تصدق آپ کی اس سادگی پہ ہی
تکلف بھی بلائین لیتا ہو بیساختہ پن کی

پس مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کہتی ہی
غضب کی خانہ بربادی ہوئی ہی خانۂ تن کی

کہا لوگون نے دیوانے احمد بھی ہین تو فرمایا
حقیقت مین اگر مجنون ہین تو لین راہ بھی بن کی

احمد وہ رحم دل ہی ہو نہین کچھ ذکرِ دوستان کیا ہی
گوارا قلب کو ہوتی نہین تکلیف دشمن کی

دیکھتے ہین پیار مین جب مجکو لجاتے ہوے
ڈالدیتے ہین گلے مین ہاتھ شرماتے ہوے

دیکھکر مدت سے مجکو رنج و غم کھاتے ہوے
نالہاے دل بھی نکلے دلمین پچھتاتے ہوے

بڑھکے ہشیاری سے غفلت مین نہ ما حاصل ہوا
جی چراتا ہون مین اپنے مین بھی آتے ہوے

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہی انھین
خواب مین بھی وہ جھجکتے ہین یہان آتے ہوے

دل ہی مجروح جان پر بنگئی دم چڑھ گیا
او نگاہِ ناز یہ سفاکیان آتے ہوے

اے جنون لیچل مجھے خارِ مغیلان کی طرف
ایک مدت ہوگئی تلوون کو سہلاتے ہوے

ہالے آخر کیون تہ و بالا کیا کرتے ہو تم
بجلیان کانونکی کیون چلتے ہو تڑپاتے ہوے

خواب مین وہ دیکھتے ہین جب مری بیباکیان
منہ دوپٹے سے چھپا لیتے ہین شرماتے ہوے

غم نہین اسکا کرم درکار ہو ہر حال مین
بگڑی کو لگتی نہین کچھ دیر بنجاتے ہوے

انتہاے ظلم بھی ہو آخر اے جانِ جہان
ایک مدت ہو گئی ہے ستم ڈھاتے ہوے

مرحبا ای طالعِ خفتہ ہمارے مرحبا
صبح اونکو پاس میرے ہو گئی آتے ہوے

دل نہ باز آیا سرِ زلفِ بتان سے ای احمد
ایک مدت ہو گئی ہے اسکو سمجھاتے ہوے

اسقدر آلودہ عصیان ہوا ہون ای احمد
پاس آینگے فرشتے میرے شرماتے ہوے

رخِ تابان سے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے
جلوہ عارضِ پرنور دکھاتے چلیے

باغ مین چلیے رقیبون کو رولاتے چلیے
غنچۂ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے

تا شہادت کی نہ جانبازو نہین حسرت رہ جاے
تیغ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے

آپ چلتے ہین مرے گھر مین نہ ہے بخت مگر
کوئی بتا بھی رقیبون کو ستاتے چلیے

مجکو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے
قصۂ درد و الم اپنا سناتے چلیے

آپ سے کرتے ہین اغیار تمسخر بیجا
گالیان اونکو بھی دو چار سناتے چلیے

اب ہوا جاتا ہے پامال زمانہ صاحب
ناز سے یون نہ قدم اپنا اوٹھاتے چلیے

گر مسیحاے زمان آپ ہوے ہین صاحب
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے چلیے

رونق افروز مرے گھر ہو جو آئے ہو ادھر
بخت خوابیدہ کو میرے بھی جگاتے چلیے

جب کبھی مین ترے کوچے کی طرف جاتا ہون
دل یہ کہتا ہی ذرا پانون اوٹھاتے چلیے

بوسۂ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلیے
تھوڑی باتون پہ نہ یون آنکھ چراتے چلیے

آئے وہ میری عیادت کو لگا کہنے یہ ناز
دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلیے

باغ مین آئے ہو دکھلا کے بہار عارض
گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی چکاتے چلیے

یہ اشارہ ہی نزاکت سے بوقت رفتار
ہاتھ بازو مین ذرا آپ لگاتے چلیے

ضعف سے منزل ہستی پہ پڑے ہین کبسے
قافلہ والو ہمین بھی تو اوٹھاتے چلیے

آئے ہو قبر پہ عاشق کی تو لازم ہی تمہین
اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلیے

بیٹھے محفل مین ہین جی مین یہی ہی اونکے
دل جو ملجائے کسیکا تو چراتے چلیے

فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
ہڈیان بھی سگ جانانکو کھلاتے چلیے

پیسکر دانت مرینگے یہ ادا پر عاشق
لب لعلین کو نہ دانتونسے دباتے چلیے

چشم بد دور نظر اونکو نہ لگ جائے کہین
باغ مین آنکھ نہ نرگس کو دکھاتے چلیے

نازاوسنے یہی کہتا ہی بوقتِ رفتار
چال وہ چلیے کہ نظروںمین سماتے چلیے

مرگیا حسرت پامالی ابھی باقی ہی
میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے

خاکِ پا کو یہی جی مین ہی اوٹھا کراونکی
سرمے کی طرح سے آنکھوںمین لگاتے چلیے

دشت غربت سے پھر آنا جو سمجھتے ہو محال
تو درِ یار سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے

خوش ہوے راہ مین وہ مجسے تو بولے ہنسکر
اپنے سینے سے احمد مجکو لگاتے چلیے

چاہنے ہے سے کہا مین نے تو بھلا ملتا ہی
کہا مین تو نہین سنتا ہون خدا ملتا ہی

مسکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو
انھین باتون مین تو ملنے کا مزا ملتا ہی

راہ مین بوسۂ لب مانگا تو بولے ہنسکر
مال ایسا کہین رستے مین پڑا ملتا ہی

مسکرا کرکے دکھاتے ہین وہ آنکھین ہمکو
اس بگڑنے مین تو بننے کا مزا ملتا ہی

منہ چھپا لیتے ہو تو صاف مین مرجاتا ہون
منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزا ملتا ہی

بات کچھ بھی نہوئی یار جو خدمت سے ملا
بندگی کرنے سے بندون کو خدا ملتا ہی

مجکو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد مین کبھی
ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیا ملتا ہی

مانگا اک بوسہ وہ دو دیکے یہ بولے ہنسکر
خوش جو مالک ہو تو مانگے سے سوا ملتا ہی

اب عدم مین کہین ڈھونڈھینگے یہ سنتے ہین ہان
کمر یار کا عنقا سے پتا ملتا ہی

جو کوئی جاتا ہی یانسے طرفِ ملکِ عدم
نہ نشان ملتا ہی اوسکا نہ پتا ملتا ہی

لطف نظارہ اوٹھائین ترے عاشق کیونکر
آنکھ ملتی ہی تو پیغام قضا ملتا ہی

چاندنی رات مین چھپ چھپ کے تو آکر ہمسے
سچ بتا کس سے تو ای ماہ لقا ملتا ہی

ہوے مجسے جو پریشان تو اوبھکر بولے
جو کوئی ملتا ہی گیسو مین پھنسا ملتا ہی

اونکو لپٹا کے جو بوسہ لب شیرین کا لیا
بولے ان باتونمین کیوجی تمہین کیا ملتا ہی

مرگیا عاشقِ دلگیر ہوا قصہ تمام
دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہی

خونِ دل پیتے ہین پانی کی جگہ ہم جو مدام
غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہی

بوے گیسو سے پریشان جو کرتی ہی تو دل
تجکو ان باتونمین کیا بادِ صبا ملتا ہی

حسن عارض مین خطِ سبز ہی اونکا ملفوف
خط کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہی

تیرے گیسو مین پھنسا تھا نہین معلوم یہ کیا
دلِ نادان مرا پابند بلا ملتا ہی

حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتادے ہمسے
سیر اگر و کبھی تجھے بادِ صبا ملتا ہی

مجکو ہر حال مین خورش پاکے یہ بولے ہنسکر
یہ مرا بندہ ہی مجسے برضا ملتا ہی

زلف کو چہرے پہ وہ چھوڑ کے بولے ہنسکر
ابر مین چاند ہی نظر وئین چھپا ملتا ہی

غم غلط اپنا کیا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے
شعر گوئی مین بھی اک لطف نیا ملتا ہی

آج ہنکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہی
نو عروسون سے کچھ انداز حیا ملتا ہی

پاس وہ جاکے رقیبون کے نہ بیٹھینگے احد
سایۂ جغد سے کب ظلِّ ہما ملتا ہی

کسیکو ہو نہ یارب الفت اوس گیسوئے پیچان کی
نہین رہتی ہی باقی عشق مین توقیر انسان کی

عجب رنگت ہی دیکھو تو لب گلرنگ جانان کی
اوڑی رہتی ہی سرخی اُنسے لعلِ بدخشان کی

نہ پوچھو اندنون حالت مریضِ درد ہجران کی
جدائی وہ ہمدم اب رہی ہی جسم سے جان کی

کوئی پوچھے تو جاکر اونسے کیا جی ہی کے خواہان ہین
خبر لیتے نہین آکر جواب بھی وہ مری جان کی

نکیرین آئینگے مرقد مین تو دیوانہ کر دونگا
لیے آئے ہین اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی

تلاشِ یار مین ہم کھو گئے ہین آپ ہی ایسے
خبر دل کی نہ جانکو ہی نہ کچھ ہی دلکو بھی جان کی

کھلے جاتے ہین خود مجموعۂ خاطر کے شیرازے
خبر لائی ہی کیا بادِ صبا زلفِ پریشان کی

اثر پھیلا تمہارے مصحفِ رخ کی یہ الفت کا
خدا کی شان ہے کافر قسم کھاتے ہین قرآن کی

ترقی اور ہوتی ہے مری وحشت مزاجی کو
صدا آتی ہے جسدم کانین مرغِ خوش الحان کی

عبث نشتر سے چھیڑا تو نے میرے عضوِ ظاہر کو
تجھے فصّا دلینی فصد تھی میری رگِ جان کی

ہر اک عضوِ بدن سے انکے بوے عشق آتی ہے
اسیرانِ چمن مین بات باقی ہے گلستان کی

یقین آئے نہ تمکو گر مری وحشت مزاجی کا
حقیقت پوچھ لو دستِ جنون سے جیب و دامان کی

یوہین فرقت مین ورد کر زلیخا صاف کہتی تھی
گئے کیا قید مین یوسف کھلی تقدیر زندان کی

بھلا ہم پوچھتے ہین تمسے یہ کیسے مسیحا ہو
خبر لیتے نہین اب بھی جو تم بیمار ہجران کی

بوقتِ نزع وہ تشریف لاکر جاتے ہین لیکن
نہ نکلی ہاے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی

جو آنا ہو تو آجا ورنہ مہمان ہے کوئی دم کا
ستمگر اب یہ ہے حالت ترے بیمار ہجران کی

تجھے منظور گر ہے قتل عالم کا تو اے قاتل
جگہ تجویز کرلے پہلے ہی گنجِ شہیدان کی

خدا کے واسطے باتین شریعت کی نکر زاہد
محبت مین نہین ہے یاد کچھ بھی دین و ایمان کی

وہ کہتے ہین یہ کسکی زلف کے ہو چاہنے والے
بنائے رہتے ہو صورت جو تم صورت پریشان کی

تماشا دیکھنا ہے تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر
نکلتی کسطرح ہے جان ترے بیمار ہجران کی

کس کے گیسوئے شبگون کے ہونگے چاہنے والے
یہی تعبیر ہے شاید مرے خواب پریشان کی

نہ ہو مضطر احد شب کو تمہارے پاس آئینگے
قسم کھا کر کے جاتے ہین تمہارے چشم گریان کی

لِلّٰہ خبر لے مرے دل اور جگر کی
قاتل تری آنکھین ہین دہائی ہے نظر کی

کچھ راز نہین کھلتا چڑھائی ہے کدھر کی
بگڑی ہوئی چتون نظر آتی ہے نظر کی

قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدۂ تر کی
آنکھونمین جگہ رکھتے ہین اوس نور نظر کی

بیطرح مزاج آپکی آنکھون کا ہے بگڑا
کسنے نگہ گرم سے آنکھون پہ نظر کی

تکتے ہین وہ پہلو کو تو کہتا ہے مرا دل
اللہ بچائے مجھے برچھی سے نظر کی

جلوے کو ترے دیکھکے جب سے کہ ہے آئی
حالت تری ایجان ہے آنکھونمین نظر کی

چلمن کے پس پشت یہ سنتا ہون مین اکثر
کہتی ہے قضا بھی کہ دہائی ہے نظر کی

وہ غمزدہ اس بزم جہانمین ہو نہین ایجان
گریان ہوا جسنے مری حالت پہ نظر کی

پوچھا نہ کبھی حال دل عاشق محزون
اک روز بھی تمنے نہ عنایت سے نظر کی

برباد کیا عشق مین قسمت نے پھنسا کر
کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہے نظر کی

کہتے ہوئے محشر مین لحد سے یہ اوٹھینگے — مارا تری آنکھون نے دوہائی ہے نظر کی

مجروح ہین پریان مہن ملایک ہون کہ انسان — کس کسکے ہے سینے مین جگہ تیری نظر کی

اسد رے تیری نگہ ناز کی تاثیر — بجلی گری جس سمت کو بھولے سے نظر کی

جز سوز نہین شعلہ رخونسے ہین حاصل — پروانہ پہ کب شمع نے الفت سے نظر کی

پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ایجان — گلشن مین جو پھولون پہ کبھی جا کے نظر کی

رکھتے ہین جگہ تیرے لیے مردم دیدہ — جسطرح جگہ آنکھونمین رکھتے ہین نظر کی

میت پہ مری آکے قضا کہتی ہے مجھسے — یہ کارروائی تو ادا کی ہے نظر کی

تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے — لو چاہیے کیا اور بن آئی ہے نظر کی

کس قہر کی چتون ہے بس اسد بچائے — مارا اوسے بے موت جسپر تو نے نظر کی

تصویر کو آنکھونسے لگا لیتے ہین تیری — آنکھونمین کمی پاتے ہین جب نور نظر کی

بجلی کیطرح رہتا ہے بیتاب مرا دل — کسنے نگہ ناز سے پہلو پہ نظر کی

جبسے کہ تو اوگل چمن دہر مین آیا — بلبل نے کبھی گل پہ نہ بھولے سے نظر کی

تیغ نگہ ناز نے کشتہ کیا سبکو — عالم مین جدھر دیکھو دوہائی ہے نظر کی

پامال ہوا کوچۂ کاکل مین مراد دل
تونے کبھی بھولے سے بھی اسیر نہ نظر کی

جیتے رہے اب تک نہ مرے بیچ گئے کیونکر
در پردہ یہی مجھسے شکایت ہو نظر کی

جب صانع قدرت نے ترا نقشہ بنایا
حسرت نے اوسے دیکھکے حسرت سے نظر کی

پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق محزون
تونے کبھی بیتابی دلبر بھی نظر کی

بے صید کیے دل نہ حرم والون کا چھوڑا
اللہ ری رسائی بت کافر کی نظر کی

مارا اوسے بہت تمنا کو کیا ہم
تونے جو ادا تیر کی ستم گار نظر کی

دنیا کے مرقع مین جو پایا تجھے یکتا
تو دیدۂ حیرت نے بھی حیرت سے نظر کی

دل کو کیا بیتاب مرے یا کہ جگر کو
ایجان جہان سب یہ عنایت ہو نظر کی

مرنے پہ جو جی جانے کا وعدہ کہا اوسے کچھ
قاتل نے پس مرگ بھی مڑ مڑ کے نظر کی

ادراک معانی بھی سخن سنج ہین رکھتے
ہم دیکھتے ہین آج نظر اہل نظر کی

تحسین ہو نا فہم کی کب لائق تحسین
تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احد فیض سے فیاض سخن کے
تا حیز امکان رسائی ہو نظر کی

پھر کوچۂ کاکل مین سنا اسنے نظر کی
مٹی نہو برباد کہین باد سحر کی

مت پوچھو کہ کیونکر شب فرقت مین بسر کی
شبنم کی طرح ہمنے بھی رو رو کے سحر کی

کہتا ہون ملو مجھسے تو فرماتے ہین جاؤ
کہتا ہو نہین شب کی تو وہ کہتے ہین سحر کی

کچھ حال کہون اس سے تو کیا خاک کہونمین
سنتا ہون کہ سنتے نہین کچھ باد سحر کی

دکھلاکے رخ و زلف یہ فرماتے ہین مجھسے
یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی

کھوکر کے جوانی کو یہ پیری مین بھی غفلت
شب کا ہی نہین خواب یہ ہی نیند سحر کی

کہتا ہون شب وصل یہ گھبراکے مین ہر دم
آواز سنائے نہ خدا مرغ سحر کی

خود بھی جلی پروانے کو بھی تو نے جلایا
کیا بات ہی اے شمع جو یون تو نے سحر کی

بالو مین چھپا کر رخ روشن کو یہ بولے
صورت ہی چھپی رات کے گھونگٹ مین سحر کی

خوشبوئے گیسو کی اوڑا لائی یہانتک
ہو عمر فزون اور خدا باد سحر کی

در پردہ شب وصل اسے مجھسے تھی رنجش
بیوقت مؤذن نے اذان دی جو سحر کی

اللہ رے غرور اوسنے کبھی یہ بھی نہ پوچھا
بیمار شب ہجر نے کس طرح سحر کی

اے شمع جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا
ماتم مین جو پروانے کے رو رو کے سحر کی

برباد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
غارت کہین مٹی ہو خدا باد سحر کی

کس شوخ نے روزن سے سحر ہوتے ہی جھانکا
پیدا ہی تجلی جو قیامت کی سحر کی

سجدہ کرینگے صبح کو پیش رخ جانان
کعبے مین نماز ابتو ادا ہوگی سحر کی

کہتا ہی مرے عشق سے یہ حسن کسی کا
پروانے سے رخصت ہی بس اب شمع سحر کی

ہنستے ہوے اوس گل کو ضرور اسنے ہی دیکھا
بجلی کی سی جو چال ہی اب باد سحر کی

کیا قہر گلے ملکے تھا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہی اب مرغ سحر کی

فرقت مین دعا ہی مرے دل اور جگر کی
آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی

آنکھونسے لگاتا ہون تو کہتی ہی یہ تصویر
دیکھو تو یہ تصویر ہی تصویر بشر کی

لازم ہی بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
عاشق جو بشر پہ ہو تو شامت ہی بشر کی

پہلے تو فقط نام تھا انسان مین ہمارا
حق تو یہ ہی انسان بنے الفت مین بشر کی

ملتے نہین گر وہ تو شکایت نہین اسکی
خلقت تو جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی

الفت سے جو دیکھا اونھین تو بولے کہ دیکھو
جاتی ہی انھین باتون مین بس جان بشر کی

ناصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہی اب کیا — آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہی بشر کی
ہی مصلحت وقت ہر اک کام مین تیرے — منہ کھولے کسی بات مین طاقت ہی بشر کی
گھبرانے سے ہوتا ہی بھلا کیا دل مضطر — ہوتا ہی وہی جو کہ ہی قسمت مین بشر کی
لازم ہی حسینون کو ستمگار بھی ہونا — الفت جو کرے انسے حماقت ہی بشر کی
ہم تڑپے یہان اور مزے لوٹے کوئی وان — قسمت بھی جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی
ملکر کے گلے وصل مین فرمانے لگے وہ — بڑھ جاتی ہی آخر کو محبت بھی بشر کی
انسان کو لازم ہی نہو عاشق انسان — الفت مین نہین رہتی ہی توقیر بشر کی
تا عرش گئی فکر تو یہ بولے فرشتے — دیکھو تو پہونچتی ہی کہان فکر بشر کی
پڑھتا ہون جو اشعار تو کہتے ہین فرشتے — دیکھو تو خداداد لیاقت یہ بشر کی

شرمندہ احمد حورونکو جنت مین کرینگے
تصویر لیے جائینگے ہم ایک بشر کی

جیسے کہ تمھارے رخ روشن پہ نظر کی — او تری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی
ہر سمت نظر آتا ہی اک جلوہ خورشید — آمد ہی مرے گھر مین یہ کس رشک قمر کی

دیکھا ہی ترے جلوۂ رخسار کو جب سے / غم سے گھٹا جاتا ہی یہ حالت ہی قمر کی

جلکے سیہ داغ ہو خورشید فلک پر / صورت کبھی دیکھے جو مرے رشک قمر کی

راتون کو سوا بام پہ پھر نکلے نہین شوق / عادت جو مرے ماہ نے پائی ہی قمر کی

اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دور / حسرت نہین کچھ دلمین اب اوس رشک قمر کی

دیکھا ہی تجھے بام پہ چڑھتے ہوے جبسے / او تری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی

ای چارہ گرو بدلے مین اس چارہ گری کے / تصویر دکھادو مجھے اوس رشک قمر کی

کھاتا ہی یہ کیون منہ کی اوسے دیکھکے اکثر / اعلی تو بہت شان تھی ای چرخ قمر کی

تیرے رخ روشن کے مقابل مین پریرو / توقیر نگاہون مین نہین اب ہی قمر کی

فرماتے ہین آئینے مین منہ دیکھکے اپنا / ہو میرے مقابل کہین طاقت ہی قمر کی

دنیا کے مرقع مین جواب اسکا نہین ہی / تصویر ہی بے مثل مرے رشک قمر کی

ای اشک مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو / تصویر ہی آنکھون مین کسی رشک قمر کی

او غیرت خورشید تجھے دیکھکے اکثر / شب بھر رہا کرتی ہی نگہ نیچی قمر کی

پھرتے ہین احمد رات کو ہمراہ کسیکے

گردش مین ہی تقدیر کسی رشکِ قمر کی

جب سوے کمر زلف تری سر سے ہی سرکی
عالم مین ہوا شور کہ ہو خیر کمر کی

کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہین کھنچ جائے
پر سے کھنچے عنقا کے جو تصویر کمر کی

ہون بعد فنا بوسۂ لب کا ترے خواہان
حسرت ہی جو مرنیکے لیے عمر دگر کی

ڈرتا ہون کہ ہو خون تمنا کی نہ چھوٹے
ای دل بری حالت ہی جدائی مین جگر کی

چھوڑیگی نہ بے خانۂ تن کے یہ جلائے
بیطرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہی جگر کی

بیتاب ہین دونو نہین اک حال پہ دونو
ہی برق کی حالت مرے دل اور جگر کی

توقیر ہو درگاہ شہ ملک عدم مین
ہو بال ہی بھرا ور رسائی جو کمر کی

غنچے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا
در پردہ مگر بادِ صبا نے یہ خبر کی

یہ ضعف سے حالت مری ای جانِ جہان ہی
لیکر کے چلی مجکو ہوا آئی جدھر کی

کوچے سے نکلوائے گئے طرہ ہی او سپر
شہرت ہی رقیبون کے لیے شہر بدر کی

بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا مجکو
نالے مین ہی کمبخت کے کیا چیز اثر کی

کعبے نہ گیا چھوڑ کے مین کوچۂ جانان
قسمت مین نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی

نالے بھی نکلتے نہین دل سے مرے باہر
کہتے ہین کہ ہوگی ہمین تکلیف سفر کی

اب سوے عدم روح مری ہوگی روانہ
دیتی ہی شب ہجر خبر آج سفر کی

ای روح روان اس تن خاکی کو نہ تو چھوڑ
مٹی ہوا یہ گھر جو کہین تو نے سفر کی

ہستی سے سوے ملک عدم جانا ہی اکدن
او دل تجھے کچھ فکر بھی ہی زاد سفر کی

برہم نہون گیسو کی طرح خوف ہی مجکو
ایمان کیطرح دل مین جگہ رکھتے ہین ڈر کی

اسطرح احمد راز دل اپنا ہوا مشہور
جسطرح کہ شہرت ہو زبانون پہ خبر کی

طفلی مین گھٹنیون چلے پھر اوٹھ کھڑے ہوے
ایام زیست کم ہوئے جیون جیون بڑے ہوے

وہ تیغزن جہان مین جو سب سے بڑے ہوے
شکر خدا کہ دلکے تو ہم بھی کڑے سے ہوے

ہم خاک مین ملینگے اوٹھانے سے اور بھی
چھیڑو نہ نقش پا کیطرح ہین پڑے ہوے

لب کو دبا یا دانتو نسے اوسنے گمان ہوا
موتی ہین گویا لعل ہین پہ جڑے ہوے

دے ہمکو اپنا جلوۂ دیدار شاہ حسن
در پر ترے گدا کیطرح ہین پڑے ہوے

دیکھا جو مجھ غریب کو پھر سائل وصال
بولے ہو اسلیے مرے در پر اڑے ہوے

دنیا مین قاعدہ یہی سنگین دلون کا ہے / دیکھا جسے ہی نرم زیادہ کڑے ہوے

دیکھا جو تیری قامت موزون کی چال کو / مارے ادب کے سرو گلستان کھڑے ہوے

ہوگا خدا کے سامنے اوس بت سے سامنا / جسدن اوٹھینگے قبر سے مردے گڑے ہوے

بوٹے شکستگی طبیعت کو دیکھکر / فوجِ الم سے خوب ہین یہ بھی لڑے ہوے

اللہ رے رعبِ شوکتِ حسنِ جمالِ یار / دم بھر نہ پاس بیٹھ سکے اوٹھ کھڑے ہوے

پوچھا کسی نے مجکو تو ہنسکر دیا جواب / مدت ہوئی اونھین تو گلے اور سڑے ہوے

جسکو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو / ہمکو تو اپنی جان کے ہین لالے پڑے ہوے

ہم بزم یار مین رہے در پئے نشست کے / آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوے

ہین تو تڑپ تڑپ کے مرا شوقِ دید مین / بالین پہ وقت نزع نہ آکر کھڑے ہوے

دیکھو بچشم غور تو عبرت کی ہے یہ جا / کیا کیا حسین ہین خاک کے اندر گڑے ہوے

ہمسے گریز کرکے تو جائیگا اب کہان / سایے کیطرح ساتھ ہین ہم بھی پڑے ہوے

رنجِ فراق حسرتِ دنیا خیالِ حشر / کیا کیا نگین ہین خاتمِ دل پر جڑے ہوے

موجود جسمین ساز تھے عیش و نشاط کے / دیکھا تو وہ مکان ہین اوجڑے پڑے ہوے

اوراق تھے دلیل جو فصلِ بہار کے
دو دو نکے بعد دیکھا تو سب ہین جھڑے ہوے

صحرا مین وہ غزالون کو بوٹے یہ دیکھکر
آنکھونکے یہ شکار ہین اپنے تڑے ہوے

بل بے غرور حسن کہ دیکھا نہ مڑکے پھر
مشتاق دید کتنے ہین پیچھے کھڑے ہوے

اغیار بزم یار مین بیٹھے مزا نکیے
مانند شمع جلتے رہے ہم کھڑے ہوے

ہین قید وہ بھی میری طرح فرق پر یہ ہی
بیڑی کے بدلے پانؤن مین اونکے کڑے ہوے

بیمارِ عشق سنکے وہ لوگو نسے بول اوٹھے
دیکھو میان احمد کو کہ کیون ہین پڑے ہوے

کب پاے جنون بستۂ زنجیر نہین ہی
کب مجھکو سرِ زلف گرہ گیر نہین ہی

کچھ کارگر اے دل تری تدبیر نہین ہی
سنتا ہون کہ مٹتا خطِ تقدیر نہین ہی

باتو نمین کیا کرتے ہین مُردونکو وہ زندہ
اعجاز مسیحا ہی یہ تقریر نہین ہی

سن سنکے مرے نالونکو فرماتے ہین اکثر
کیونکر کہون اب اسمین کہ تاثیر نہین ہی

ہون نقش کتابی کا ترے محو تماشا
عالم ہی طلسمات کا تحریر نہین ہی

لو مین بھی روانہ طرفِ ملکِ عدم ہون
گر آپ کے اب جانے مین تاخیر نہین ہی

کچھ سوزِ جگر پیدا کر ای بلبلِ نالان
نالونمین ابھی تک ترے تاثیر نہین ہی

عالم ہی ابھی زلف کا چہرے کیطرح سے
گردون ہی جوان رات بھی کچھ پیر نہین ہی

لوگونکو بنا دیتے ہین بت بات سنا کر
گویا ہی طلسمات یہ تقریر نہین ہی

کب خاک مین تونے نہ جوانونکو ملایا
کاوش تجھے کب ای فلکِ پیر نہین ہی

بل بے شبِ فرقت یہ تری جانگدازی
تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہین ہی

کسدن مری آنکھونکو نہین شوقِ تماشا
کب پیشِ نظر یار کی تصویر نہین ہی

فرماتے ہین دکھلاکے یہی حلقۂ گیسو
کیون دامِ بلا حلقۂ تسخیر نہین ہی

کیا بزم مین آئین ترے ای شوخِ ستمگر
غیرونکے مقابل مری توقیر نہین ہی

پھانسی ملے الفت مین تری زلف کی مجکو
اب نعش کی کچھ حاجت تشہیر نہین ہی

کسدن مجھے ابرو کا تصور نہین رہتا
کب اپنا گلا بھی تہِ شمشیر نہین ہی

شکوہ نہین ای جان جہان عشق مین تمسے
اپنا ہی قصور آپکی تقصیر نہین ہی

ہم کہتے ابھی سے ہین نہو عاشق کاکل
پھر دیکھو نہ کہنا مری توقیر نہین ہی

جب قتل کیا تیغ ادا سے تو یہ بولے
کچھ ہاتھ مین دیکھو مرے شمشیر نہین ہی

اب مجکو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا
باقی کوئی خواہش فلک پر نہین ہی

کب کشتۂ نظارۂ سفاک نہین ہون
کب پار مرے سینے کے یہ تیر نہین ہی

عالم ہی جوانی کا لڑکپن کی ہین چالین
اسدرے تلوّن ابھی تاخیر نہین ہی

ابرو کی ادا مجکو وہ دکھلاکے یہ بولے
او صاف ہین سب نام کو شمشیر نہین ہی

ہی لاش کو کوچہ مین پھرانے کا ارادہ
کیا قتل مرا یہ سپے تعزیر نہین ہی

جو صید ہی ہی صید ترے دام بلا کا
باقی کوئی اب ڈھونڈھیے نخچیر نہین ہی

کیون وعدۂ وصلت پہ اسد نازان ہو اس سے
یہ یار کا خط ہی خطِ تقدیر نہین ہی

بحرِ ہستی مین حباب آکر چلے
زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے

وہ جو ہین پہلو سے دل لیکے چلے
کہدو اونسے کوئی یہ کیا کر چلے

جانبِ ہستی جو تم دلبر چلے
ساتھ لیکر فتنۂ محشر چلے

اب جینگے کسطرح سے ہم بھلا
دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے

گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے
کوچۂ کاکل مین جو شب چلے

تیر مژگان کا تصور جو رہا
رات بھر سینے پہ یان خنجر چلے

چھوڑ کر دنیا کو عقبے کی طرف
تیرے دم پر ساقیِ کوثر چلے

فصل گل آئی ہوا جوشِ جنون
پھر رگِ جان پر مرے نشتر چلے

آئیے تشریف رکھیے کوئی دم
بے سبب یہ کیون خفا ہو کر چلے

ابر باران دیکھکر نادم ہوا
اسقدر آنکھون سے اشک تر چلے

تیرے ہاتھون سے بتِ سفاک اب
ہم قضا سے پہلے ہی بس مر چلے

آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم
لیکے اک اعمال کا دفتر چلے

تیرِ مژگان کا نشانہ کرکے وہ
تیغ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے

قتل کس مجرم کا ہے مدِ نظر
سچ کہو کس کر کمر کسپر چلے

طے نہ راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی
گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے

مین وہ دیوانہ تھا میری خاک سے
جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے

رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا
ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے

تین دن کی زندگی مین ہمدمو
حسرت و رنج و الم لیکر چلے

آئے مثلِ برق باغِ دہر مین
ابر کی صورت بچشمِ تر چلے

سیرِ گلشن ہو مبارک جائیے
بگڑے کیون ہمسے جو تم تنگ چلے

حق سے اب میرے گنہ بخشائیے
تیرے در پر شافعِ محشر چلے

مدعائے وصل جب مین نے کہا
پھیر کر وہ مجھسے منہ ہنسکر چلے

تیرے میخانے کے جانب ساقیا
دور سے ہم دیکھکر ساغر چلے

ہین خفا کچھ آپ شاید آجکل
بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھکر چلے

چھوڑکر عشقِ بتان کو ای احد
کعبے کو بتخانے سے کیونکر چلے

کہونگا حشر کے دن یہ خدا سے
بتون نے پہلے ہی مارا قضا سے

ملو ہر چند تم جور و جفا سے
نہ باز آئینگے ہم مہر و وفا سے

جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے
جلادو تم لبِ معجز نما سے

بچوگے حضرتِ دل اس بلا سے
خطا کی اولجھے جو زلفِ دوتا سے

کیا بدنام مجکو مارا تو نے
قضا رو کر یہ کہتی ہے ادا سے

بچو اے حضرتِ دل کہنا مانو
نہ اولجھو اونکی تم زلفِ دوتا سے

ملو اب شوق سے تم دستِ پا مین
ہمارا خون مشابہ ہے حنا سے

کسی نے حال جا کر میرا اونسے
کہا مرتا ہے بولے پھر بلا سے

ستم ڈھاتے تھے پہلے نازکے وان
گلے کٹتے ہین اب تیغِ ادا سے

خبر ملجائے اوس گل کی تو جانین
بہت پیغام بھیجا ہے صبا سے

دلا دیتے ہین روحِ کوہکن پر
منگا کر فاتحہ شیرین بتا سے

خدا کے واسطے ہے وصل کی شب
چھپاؤ مُنہ نہ اب شرم و حیا سے

نہ ڈھاؤ کعبۂ دل کو ہمارے
تم کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے

معطر ہوگئے سب گل چمن مین
ہوئی زلف اونکی جب ہم ہوا سے

اوسکی چال سے پامال ہے دل
عیان شوخی ہے جسکے نقشِ پا سے

ہزارون جی اوٹھے قبرونسے مردے
بپا محشر ہے گھنگرو کی صدا سے

خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ
رہا کرتے ہو کیون مجھسے خفا سے

اوڑا کر زلف کی بو لاتی ہے یہ
ہماری زیست ہے بادِ صبا سے

ملے ملنے سے غیروں کے جو فرصت
ادھر بھی دیکھلو صاحب ادا سے

پھڑکتا مرغ دل ہی سر قفس مین
کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے

مریضِ غم سے یہ بولے اطبا
نہوگے اچھے تم ہرگز دوا سے

جو لیکر بوسہ مانگا اور بولے
بشر خالی نہین حرص و ہوا سے

نہو عاشق کوئی زلفِ دوتا کا
خدا سبکو بچائے اس بلا سے

دبا کر پاؤنسے دامن کو اپنے
جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے ق

لگے کہنے یہ ہنسکر ای احمد تم
بہت ہو شربتِ وصلت کے پیاسے

احمد یہ اپنے جی مین ہی کرین گے
بتون کا شکوہ محشر مین خدا سے

دل الجھا ہی تری زلفِ دوتا سے
نہو کیون سامنا شب بھر بلا سے

دکھاؤ بانکپن پھر خداوہ
قضا کو موت آئے جس ادا سے

ارادہ قتل کا کس جرم پر ہی
ہمارے خون کے تم کیون ہو پیاسے

نہ دیکھا جسنے اس ناز و ادا کو
نہین واقف زمانے مین قضا سے

مرے دیوانین گر دیکھو تو اکثر
بندھے مضمون تو فکرِ رسا سے

ہے تابان کسیکا اخترِ حسن
قیامت تک فقیرونکی دعا سے

مریضِ غم وہان ہوتے ہین اچھے
ترا گھر کم ہو کیا دار الشفا سے

سؤال بوسہ پر جھنجلا کے بولے
بہت تنگ آئے ہین ہم اس گدا سے

نپڑتے عشق کے پھندے مین اے دل
جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے

تمھارے حسن کے جلوے کا ایجان
اثر ہے دل پہ اپنے ابتدا سے

زبانی کہنا یون احوال قاصد
نہ واقف مدعی ہو مدعا سے

وہ شاہِ حسن ہین مین بینوا ہون
ملینگے کیون وہ مجھ ایسے گدا سے

زمانے مین وہ ہون برگشتہ طالع
نحوست آتی ہو ظلِ ہما سے

تنفر اونکو مجھسے اس قدر ہو
کہ آئے خواب مین نا آشنا سے

پھنسا کر زلف کے پھندے مین دلکو
یہ کافر اڑتے ہین بس دغا سے

نہ پوچھو میرے سوزِ دل کی حالت
بھڑکتے شعلے ہین یان ابتدا سے

مجھے ہر حال مین خوش پاکے بولے
جو بندے ہین وہ رہتے ہین رضا سے

خیال زلف تھا اب عشق رخ ہی
سے چلے کعبے کو ہم بھی کربلا سے

مجھے وہ دیکھکر لوگون سے بولے
نظر آتے ہین یہ بھی مبتلا سے

تامل ہو بتانے مین اوسے بھی
پتا گر پوچھیے میرا پتا سے

عبث یہ تیغ ابرو سے کھینچتے ہو
ہمارے خون کے ناحق ہو پیاسے

بہت پوچھا نہ پایا ہمنے لیکن
پتا اونکی کمر کا بھی پتا سے

مثال لالہ فرقت مین ہین دیکھو
یہان بھی داغ دلمین ابتدا سے

ق
شب فرقت مین ہاتھ اپنا اوٹھا کر
دعا یہ مانگتے ہین ہم خدا سے

وہ آئین یا کہ بس دم ہی نکلے
کسی صورت تو چھوٹین اس بلا سے

ق
احمد احوال ان روزون عجب ہی
نظر آتے ہین جو یہ آشنا سے

یہی کمبخت ہین در پردہ دشمن
نہین ڈرتے ہین کچھ روز جزا سے

احمد اپنا عقیدہ بس یہی ہی
محمد نور ہین نور خدا سے

دل پر داغ خیال رخ تابان سے ہے
یا الٰہی پر طاؤس یہ قرآن مین ہے

گل کی خواہش دلِ بلبل نالا نمین رہے
تو جو اوغیرتِ گل جاکے گلستا نمین رہے

جب تلک رنگ حنائی کفِ خوبا نمین رہے
پایمالی کی ہوس خونِ شہیدا نمین رہے

وقت امداد ہی ای زلفِ درازِ جانان
کبتلک یوسفِ دل چاہِ زنخدا نمین رہے

کیا درازی ہی تری ای کششِ دستِ جنون
تار باقی نکوئی اپنے گریبا نمین رہے

یوسفِ مصر کو پونہچاوے وطن مین یارب
فرش اب دیدۂ یعقوب کا کنعا نمین رہے

عارض و خط کے تصور مین ہوئی عمر بسر
یا و کافر مین رہے یا کہ مسلما نمین رہے

ہی یہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ
دل بھی اولجھا ہوا اوس گیسو پیچا نمین رہے

گوہرِ اشک کے دانونکی بنائی تسبیح
رات بھر ذکر خیالِ دُرِ دندا نمین رہے

چاہیے دل سے نہ نکلے کسی یوسف کی شبیہ
روح گو قالبِ خاکی کے نہ زندا نمین رہے

مے گلرنگ کا ساقی نہ کبھی دور تھمے
جب تلک ساغر و مے محفلِ رندا نمین رہے

پاکدامن کے لیے بھی ہی مصیبت لازم
کچھ دنون یوسفِ صدیق بھی زندا نمین رہے

شیفتہ ہوکے یہان اک بتِ کافر کے احمد
عمر بھر حلقۂ زنار پرستا نمین رہے

کاکلِ مشکین جانان صید افگن بن گئی
دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردن بن گئی

شہسواری کا گیا ای تُرک تو نے جب سے شوق
تب سے روحِ عاشقِ دلگیر توسن بن گئی

سینہ پر داغ پر جب ہاتھ رکھا یار نے
شاخِ مرجان بلبلِ دل کی نشیمن بن گئی

کام آیا عشق تیرا قبر مین ای روے یار
یاد تیری روشنیِ شمعِ مدفن بن گئی

صاف دیوارون پہ عکسِ نور آتا ہے نظر
چادرِ مہتاب اوسکی آج چلمن بن گئی

نکہتِ گل بس گئی بوے قبائے یار مین
بیٹھے گلرو کا بہارِ باغ دامن بن گئی

ہوگیا دورِ فلک سے حالِ دنیا کا خراب
جاے شادی جس جگہ تھی جاے شیون بن گئی

جان بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے
ہم غریبون کی نگاہِ یار دشمن بن گئی

زخمیِ تیغِ نگہ وہ ہوگیا دیکھا جسے
قاتلِ عالم تری ای تُرک چتون بن گئی

تیرے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پہ
دفعۃً سب آتشِ جلالہ گلشن بن گئی

حسن نے چمکائی ایسی آتشِ رخسار یار
بزم عالم مین یکایک شمع روشن بن گئی

وصف قامت مین ترے سب بول اُٹھے سروِ سہی
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن بن گئی

آج کل ہے سنگدل کچھ اسطرح سے خوے یار
شیشۂ دل توڑنے کو جیسے آہن بن گئی

روح جسدم قالبِ خاکی مین آئی ای احد
گلشنِ ایجاد مین مرغِ نوازن ہوگئی

آمدِ گلِ رعنا کی جو گلشن مین نہین ہی
سنتے ہین کہ بلبل بھی نشیمن مین نہین ہی

یوسف کو نہ دیکھا تو یہ کہتی تھی زلیخا
وہ نور مرے دیدۂ روشن مین نہین ہی

اسطرح سے وحشت نے ہی کی دست درازی
اک تار بھی باقی مرے دامن مین نہین ہی

دیوانہ ترا دونو طریقے سے ہی باہر
یہ سلسلۂ شیخ و برہمن مین نہین ہی

دیوانے کا تربت مین جو کرتا ہون تجسس
آواز یہ آتی ہی کہ مدفن مین نہین ہی

جب دونو کی خلقت ہوئی اک کن کی صدا سے
پھر شیخ مین ہی کیا جو برہمن مین نہین ہی

ہر بار احد دل کو پھنسا لیتے ہین گیسو
وہ کون ہی فن جو بت پرفن مین نہین ہی

آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھیے
ای شاہ حسن حور سی طلعت کو دیکھیے

برباد ہوگئے طمعِ مال و زر مین لوگ
قارون کے ساتھ کیا گیا دولت کو دیکھیے

بعدِ فنا ہی لاش مری دوشِ یار پر
بختِ ہمائے اوج کی ہمت کو دیکھیے

سودے مین اوسکی زلف کے جب سیر کیجیے
تاتار کو کبھی کبھی تبت کو دیکھیے

ہمسے شب وصال وہ چھپتے ہین کسطرح
اب آج اونکے پردۂ عفت کو دیکھیے

جوڑا جو کھل پڑا تو کمر تک لچک گئی
اوس ماہرو کے ناز و نزاکت کو دیکھیے

نہ بیٹھے بٹھائے عاشق کاکل مین ہو گیا
سو دیکھو دیکھیے مری وحشت کو دیکھیے

ارمان سبکے دلمین ہین دوزخمین جتنے ہین
اکبار چلکے صورت جنت کو دیکھیے

پونہچائیگی صبا تو کہین سے شمیم زلف
خاموش ہوکے رخنۂ تربت کو دیکھیے

دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے
ان قاتلونکی چشم عنایت کو دیکھیے

غیرت دہ مسیح تو ہی نام آپکا
چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھیے

مسکن جو ہمکو باغ ارم مین ملے احمد
طوبا کے بدلے یار کی قامت کو دیکھیے

نہ کیونکر آب خنجر گردن بسمل تلک آئے
تمنائے شہادت مین در قاتل تلک آئے

صبانے کردیا دم مین پریشان اوسے ناکامی
جو بوئے گل بھی ہوکر ہم تری محفل تلک آئے

ہوئے بیتاب دوڑے اسطرح شوق شہادت مین
ہتیلی پہ لیے سر کوچۂ قاتل تلک آئے

بچین گرداب عصیان سے الٰہی تا دمِ آخر
سلامت کشتی عمر روان ساحل تلک آئے

اگر مجنون سنے حالِ دروِ ناقۂ لیلی
تو دل ہاتھون سے پکڑے پردۂ محمل تلک آئے

ہزارون آفتین ہمنے اوٹھائین راہ الفت مین
گھٹے جب غم سے تب اوس ماہ کی منزل تلک آئے

تصور چھوڑدو کہتے تھے تمسے اونکی مژگان کا
احد آخر یہ خارِ غم تمھارے دل تلک آئے

اوس مسیحا نے اگر شکل دکھائی ہوتی
موت بھولے سے مرے پاس نہ آئی ہوتی

نقش پا پر ترے ہم سر کو رگڑتے ای بت
تیرے در تک جو کسیطرح رسائی ہوتی

پانونکو سر کہ عشق مین رکھتے نہ اگر
فوجِ غم کی مرے دل پر نہ چڑھائی ہوتی

آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے
روح کی خانۂ تن مین نہ سمائی ہوتی

دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ سودا ہوتا
کاش ایجان تری صورت نظر آئی ہوتی

شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما
بام پر ماہ کی انگشت نمائی ہوتی

شاخ مرجان نظر آجاتی ابھی سنبل مین
تیرے گیسو مین جو انگشت حنائی ہوتی

جلوہ فرما جو صنم تھا تو نہین ہوتا وہ بت
دیر مین جمع ابھی ساری خدائی ہوتی

دیکھتے جلوۂ خلاق دو عالم کو احد
دیر سے کعبے مین تقدیر جو لائی ہوتی

حسرت اپنے دلمین ای تقدیر آدھی رہگئی
وصل کی پوری جو تھی تدبیر آدھی رہگئی

نیم راضی ہو گیا منت سے میرے وہ صنم
ہاتھ جب جوڑے تو پھر تقصیر آدھی رہگئی

نیم جان تب سے تڑپتے ہین گلی مین ہم پڑی
جب سے تجکو خواہش نخچیر آدھی رہگئی

دل اولجھکر زلف پُر خم سے نکل آیا مرا
پانو ٹین پڑکر مرے زنجیر آدھی رہگئی

ساتھ غیروںکے جو دیکھا راہ مین کل یار کو
خواہش دل ہوکے دامن گیر آدھی رہگئی

خانۂ دل کو بسا کرکے مرے ویران کیا
اس مکان کی ای بتو تعمیر آدھی رہگئی

کیا کہین ہم کم نصیبی بخت کی اپنے ولا
وادی وحشت مین بھی جاگیر آدھی رہگئی

خطِ شوقِ یار مین یہ ہاتھ اپنا تھکگیا
لکھتے لکھتے اک قلم تحریر آدھی رہگئی

کیا غضب ہی جسکو دعوی اپنے تھا گفتار کا
سامنے اوس شوخ کے تقریر آدھی رہگئی

آئے وہ میرے جنازے پر جو پھر بعد الصلوۃ
تب لگے فرمانے کیا تکبیر آدھی رہگئی

سنکے حالِ مرگ بھکایا رقیبون نے اونھین
میرے مرنے کی و لے تشہیر آدھی رہگئی

ہی یہی باعث نہین آتا ہی جو تو گھر مے
تجکو الفت اہی بت بے پیر آدھی رہگئی

کھنچ سکی تیری کمر کی جب نہ مانی سے شبیہ
ہوکے حیران بول اوٹھا تصویر آدھی رہگئی

دلمین تھا یہ بارِ دوش اپنا اوتارینگے احد
کیا کہین پر تیزیِ شمشیر آدھی رہگئی

مجھے او شمع والفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تجھے او تند خو نفرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

سسکنا ہی وہی ہر دم وہی رونا بلکنا ہی
دلِ بیتاب کی حالت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی ہی ساقِ سیمین اور تنِ سیمین وہی اونکا
اونھین حاصل وہی دولت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی سر مین سمایا ہی خیالِ کجکلاہی بھی
بتونکو عادتِ نخوت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی فضل الہی ہی شریکِ مجرمان ہر دم
وہی بخشش وہی رحمت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی ہی کوچہ گردی اور وہی صحرا نوردی ہی
دلِ وحشی تجھے وحشت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

دکھاتے ہین اگر دش مین آنکھین گردشِ ساغر
وہی مستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

چمکتا ہی بدن جامے کے باہر صاف اوس بت کا
وہی کندن کی سی رنگت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہنسانا جز رولانیکے اونھین آتا نہین ابتک
دل آزاری کی بس عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی فضلِ خدا سے ہی شبابِ یار کا عالم
نہین لگتی ہی دم بھر آنکھ اوس گیسو کے سودے مین
وہی ابتک تمھارے حسن کا چرچا ہی عالم مین
تجھے ملنے سے میرے ہی اگر انکار ای ظالم
مزاجِ یار مین ابتک وہی دشمن نوازی ہی
شبِ وصلت گلے سے لگ کے میرے وہ یہ کہتے ہین
کرو توبہ ڈرو کہتے ہین تم اتنا ستانیسے

وہی شکل اور وہی صورت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
بلا ہے جان شبِ فرقت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
حسینو مین وہی شہرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
مجھے تو خواہشِ وصلت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
رقیبو نسے وہی صحبت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
ذرا بتلاؤ سچ الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
بتو اللہ مین قدرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بہت جاتے ہو گھر اونکے ذرا بتلاؤ تو ہمسے
تمھاری ای احمد عزت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مجھسے ہوئی ہی کون خطا منہ سے بولیے
ہمسے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے
تمکو اگر خیال مرا کچھ نہین رہا
بل بے غرور آنکھین بھی ملتین نہین کبھی

بیوجہ کیون خفا ہو ذرا منہ سے بولیے
کیجے نہ غمزہ بہر خدا منہ سے بولیے
دل کھو دیا کہان تو مرا منہ سے بولیے
جن ایک اور سر پہ چڑھا منہ سے بولیے

فرماتے ہین نہ آئے جو شب کو ہمارے پاس
دلکو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے

خنجر لگا کے سینے پہ بولے وہ ناز سے
جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے

حالت کو غیر دیکھکے کہنے لگا یہ شوخ
آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے

کہتے ہین وہ نہ کہتے تھے آغاز عشق مین
لائیگی پیچ زلف دوتا منہ سے بولیے

کیسے ہوے ہو عاشقِ رخسار یار کے
سودا یہ کیسے سر مین ہوا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال گلے ملکے کہتے ہین
بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے

بجلی گرائیے گا جو ہی زلف چہرے پر
چھائی ہے کسلیے یہ گھٹا منہ سے بولیے

ملتے ہین لطف ملنے کا ملتا نہین ہمین
کیون اب نہین ہے وہ مزا منہ سے بولیے

کہتے ہین کیون یہ عاشقِ زلفِ دوتا ہوے
بیٹھے بٹھائے کیا یہ کیا منہ سے بولیے

گل کان کھولے شائقِ سمعِ کلام ہین
چلیے جو باغ مین تو ذرا منہ سے بولیے

بس صدمۂ شب ہجران کو جانے دو
جو کچھ ہوا احد وہ ہوا منہ سے بولیے

نہ سمجھو وے انور اسکو مہرِ آسمانی ہی
نہین ہی فرق پر یہ مانگ خطِ کہکشانی ہی

اشارے کر رہی ہی یہ درازی دست وحشت کی
مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب دھجی اڑانی ہی

مقدر کھینچ لایا ہی عدم سے ملک ہستی مین
سوارِ توسنِ عمرِ روان نے خاک چھانی ہی

اِدھر تو شوق نظارہ سے دم آنکھون مین آیا ہی
اُدھر ہر دم وہ پابندِ صدائے لن ترانی ہی

رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کہتا ہی
ہمین پھر خرمنِ ہستی پر اب بجلی گرانی ہی

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روز کہتا ہی
شہیدِ ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہی

کبھی میرا بھی ذکر آتا ہی جو افسانہ گویون مین
تو وہ غصے سے کہتے ہین یہ سب جھوٹی کہانی ہی

خزان آکر چمن مین اسطرح سے روز کہتی ہی
مجھے اکدن گلون پر بلبلونکے خاک اڑانی ہی

کھڑا ہی تیغ کو کھینچے ہوے جو میرے لاشے پر
ابھی قاتل کو شاید طاقتِ بازو دکھانی ہی

اوسکی جستجو مین مہر کی صورت ہین سرگردان
کھنچی جسکے لیے ہر چادرے آسمانی ہی

غضب کیا ہو گیا ہی دیر کا جانا بھی اب کعبے
بتونکے عشق مین تو جان آفت سے بچانی ہی

پھرا ہمکو نہ ای ناصح سیہ کارونکے کوچے سے
ابھی سودائے گیسو بھی بلا سر پر چڑھانی ہی

کسیکے شعلۂ رخسار کی الفت مین بس اکدن
مثالِ طور آتش خانۂ تن مین لگانی ہی

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ ابروِ جانان

اگر شوق شہادت مین تمھین تلوار کھانی ہی

جیسے کہ پیش چشم رخ گلعذار ہی
نظارہ جلوہ گاہ شبیہ بہار ہی

بعد فنا بفیض رخ گلعذار ہی
اپنا غبار سرمۂ چشم بہار ہی

جیسے تصور رخ و گیسوے یار ہی
مسکن کبھی حلب تو کبھی پھر تتار ہی

ابرو کمان ہی اور ہی صیاد ترک چشم
مرغ چرخ تیر نگہ کا شکار ہی

صحرا مین گردباد کو چکر ہی بیطرح
شاید شریک اسمین ہمارا غبار ہی

آنکھین پس فنا بھی نہین ہوتین اپنی بند
ای شوق دید کسکا تجھے انتظار ہی

خالی خلش سے پایا نہ دنیا مین کوئی شجر
دیکھا تو گل کے ساتھ چمن مین بھی خار ہی

مانگا جو اونسے بوسۂ لب مینے پھر کبھی
بولے وہ ہنسکے آپ کی شامت سوار ہی

شاید پس فنا بھی کدورت ہی کچھ اونھین
پوچھو یون نہ اپنا مکدر غبار ہی

دم بھر کو ٹلجاتو ہی جو آتے نہین ہین وہ
ای انتظار کسکا تجھے انتظار ہی

ای بحر حسن اپنی یہ حالت ہی بعد مرگ
اک گوشۂ حباب ہمارا مزار ہی

نزدیک چشم سبزۂ خط کا نمو نہین
ان آہوؤن کے چرنے کو اک مرغزار ہی

صرصر کے جھونکے نسیمِ سحر کے ہین
وہ گل نہین تو گل بھی گلستان مین خار ہی

اللہ رے شوق یہ شبِ وصلِ یار کا
آنکھون مین انتظار کے بھی انتظار ہی

نادان نہین جو کوچۂ کاکل مین جا رہین
اندھیر پیچ اور وہان مار مار ہی

پھر خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے
مدت سے اپنے پہلو مین دل بیقرار ہی

بعدِ فنا بھی درپئے تخریب قبر ہی
اے گردشِ فلک نہین اب بھی قرار ہی

وہ ناتوان مرا ہون نکیرین کو پتا
ملتا نہین کفن مین کہان جسمِ زار ہی

دامن سے آنسو پونچھکے یہ پوچھتے تھے
اشکون کے ساتھ دل بھی یہان بیقرار ہی

سینے پہ رکھا ہاتھ تو کچھ ہنسکے بولے وہ
دیکھا یہ نخلِ حسن بھی کیا میوہ دار ہی

وہ ناتوان ہون ڈھونڈھون تو پایا نہین جو دیتا
مجھسے چھپا ہوا یہ مرا جسمِ زار ہی

دشتِ جنون مین آبلے یہ مثلِ چشم ہین
مژگان کی جا ہر ایک مغیلان کا خار ہی

عاشق ہون اوسکی مژگان کا صحرا مین دیکھیے
دل مین ہر ایک خار کے بھی مجھسے خار ہی

فرمایا دیکھ آؤ احد کو کہ سنتے ہین
جاری ہین اشک چشم سے دل بیقرار ہی

شاید دل اپنا عشق مین خون ہو گیا احد

جو قطرہ اپنے اشک کا ہی رنگدار ہی

چشم مستِ یار کی زندان مین تاثیر ہی — قلقلِ مینا سے مے ہر نالۂ زنجیر ہی

بعد مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہی — موجِ دودِ دل سے اپنے پانونمین زنجیر ہی

ضعف سے یہ حال زندان مین بت بے پیر ہی — جسم پر اپنے گمانِ نالۂ زنجیر ہی

موت کس دیوانیکی زندان مین دامنگیر ہی — آج ماتم خانہ ہر اک حلقۂ زنجیر ہی

سرمے کا دنبالہ ہی چشم سیاہِ یار مین — یا کوئی خوش چشم آہو بستۂ زنجیر ہی

جانتی ہو دم سے میرے رونقِ زندان جنون — پانون پڑتی اسلیے وحشت مین زنجیر ہی

ابتدا سے سلسلہ ہی زلف جانانسے مجھے — پانونمین روزِ ازل ہی سے پڑی زنجیر ہی

او نسیمِ صبح تو پھولونکو یون جھونکے نہ دے — موجِ بوے گل کسی کی پانونمین زنجیر ہی

جانیے کس شعروسے لو لگی ہی دل کو پھر — موجِ دودِ دل کی صورت پانونمین زنجیر ہی

پوچھنا لوگونسے یون قاصد نشان قصر یار — کسکے دروازےمین زلفِ حور کی زنجیر ہی

باندھ لاتے کیون نہین مضمون زلفِ یار کو — پانون او فکرِ رسا کیا بستۂ زنجیر ہی

ہوکے پردے مین انھین کے دل تڑپتا ہی مرا — اب گلوے مرغِ بسمل حلقۂ زنجیر ہی

یاد آجاتی ہی زلفِ یار اسکو دیکھکر
باعث وحشت ہمارے پانوٴنکی زنجیر ہی

واہ ری تاثیر خاموشی دل بے ضبطِ عشق
جو صدا دیتی نہین وہ پانوٴ نہین زنجیر ہی

عشق مین گیسو کے ہم زنجیر پر رکھتے ہین سر
اندنون وحشی کو تیرے بیعتِ زنجیر ہی

تیری فرقت مین مجھے زندانین او دریاے حسن
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ زنجیر ہی

سلسلہ ہی زلف جانانسے مرے دلکو احمد
ہاتھ مین از روزون اپنے عرش کی زنجیر ہی

مین وہ وحشی ہون مری وحشت مین یہ تاثیر ہی
جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہی

شکوہ کیا غیرونکے کھنچنے کا یہان کھینچیے
خود کھینچی مجسے ازل ہی سے مری تصویر ہی

اسکو تم نے کھینچکے نکلو مٹ نجائے یہ کہین
آنکھ کی پُتلی کے اندر یار کی تصویر ہی

بیخودی مین اسقدر محوِ جمالِ یار ہون
جسطرف مین دیکھتا ہون یار کی تصویر ہی

جبسے کی ہی جلوہ فرمائی تری صورت نے یار
شیشۂ دل اپنا اک آئینۂ تصویر ہی

جب لگاتا ہون تری تصویر کو آنکھونسے میز
کہتے ہین دیکھو کسی بیدل کی تصویر ہی

خاک کے پتلے کو دنیا مین نہین زیبا غرور
صورتِ انسان جہانمین اک گلی تصویر ہی

تو وہ گل ہی دیکھکر سکتے مین تجکو ہوگئی
آج بلبل بھی چمن مین بلبل تصویر ہی

گو جدا مجکو کیا جل جلکے تو نے ای فلک
شکر ہی دل مین ہمارے یار کی تصویر ہی

جب نکیرین آکے پوچھینگے تو کہدونگا یہ نیز
ہون اوسیکا بندہ جسکی دلمین یہ تصویر ہی

گر مرقع مین جہانکے غور سے دیکھو اسے
سر سے پا تک صورت مجنون میں تصویر ہی

دیکھتا ہی جو تری تصویر کو کہتا ہی یہ
کس بلا کی کس غضب کی شوخی تصویر ہی

کہتے ہین ذی فہم دیوان کو مرے یہ دیکھکر
سر سے پا تک اسمین معنی کی کھنچی تصویر ہی

گاہ آنکھون سے لگاتے ہو گہے سینے سے ہم
ہاتھ مین کسکی تمہارے [illegible] تصویر ہی

ہم تمھین سے پوچھتے ہین ای احمد سچ کہو
یہ غزل ہی یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہی

تشنہ لب ہون عشق ابرو اپنا دامنگیر ہی
باعث تسکین فقط آب دم شمشیر ہی

روکے جب مینے کہا اب موت دامنگیر ہی
سنکے فرمایا کہ یہ بھی خوبی تقدیر ہی

صید آہو کا ہوا ہی شوق پیدا یار کو
آنکھ اوس خوش چشم کی از روز آہو گیر ہی

ڈھونڈھتا پھرتا ہون خود مین خانۂ صیاد کو
اسقدر شوق اسیری مجکو دامنگیر ہی

آج مقتل مین اشارا تیغ قاتل کا یہ ہی | ای پیاسو اسطرف آب دمِ شمشیر ہی
اسقدر نادم مری قسمت کو لکھکے ہوا | خود کفِ افسوس ملتا کاتبِ تقدیر ہی
کیون نہ تڑپے رات دن پہلو مین وہ ابرو کمان | تیر مژگان کا ترے دل اندنون نخچیر ہی
اکطرف مشغول ہون تدبیرِ وصلِ یار مین | اکطرف تکتی مرا منہ خود مری تقدیر ہی
کیون رگِ گردن کو ہو الفت نہ قاتل تیغ سے | خود رگِ جان تشنۂ آبِ دمِ شمشیر ہی
ضبط نالہ جسقدر ممکن ہو ای دل چاہیے | فائدہ نالے سے کیا جب نالہ بے تاثیر ہی
لا کے کہتا ہی یہ مجھسے نامہ بر خط یار کا | دیکھلو نامہ نہین یہ نامۂ تقدیر ہی
کاٹ ڈالین لیکے قاتل خود گلے کو ہاتھ سے | تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہی
کیون نہو طبعِ رسا کو شوقِ مضمون بلند | اندنون ملکِ معانی مین مری جاگیر ہی
زخمیِ تیرِ نگہ ہو کر کے اُس ابرو کمان | دل مرا پہلو مین مضطر صورتِ نخچیر ہی
وصل کی شب اسقدر قاتل مؤذن ہی اذان | نعرۂ اللہ اکبر ذبح کی تکبیر ہی
گرد عارض سبزۂ خط دیکھکر کہتے ہین لوگ | مصحفِ رخ کی خطِ ریحان مین کیا تفسیر ہی
سو خلیل اللہ سے مت ڈھاؤ یہ اوٹھنے کا نہین | کعبۂ دل ای بتو اللہ کی تعمیر ہی

دیکھکر بیخود ہوا مین یا کہ ہی اوسکا قصور
کسکی آخر اوی ہجوم بیخودی تقصیر ہی

جب کبھی گھر کی طرف آتے ہین وہ میرے احمد
نالہ کرکے نالہ کہتا ہی مری تاثیر ہی

کون بدبختی مین مجسا ہوگا دنیا مین احمد
جسکی قسمت سے لکھکے نادم خامۂ تقدیر ہی

صدائے لبِ زخم بسمل یہی ہی
جگہ لوٹ جانے کی قاتل یہی ہی

نگہ کا ترے یار بسمل یہی ہی
ازل سے تڑپتا ہوا دل یہی ہی

جو نکلا وہ لیکر کے تیغِ ادا کو
مری جان تڑپی کہ قاتل یہی ہی

کشش سے کہو اب تعلق سے کہدے
نہین ملتے وہ دوری دل یہی ہی

ادا نے بھی یہ سکھائی ہی تمکو
بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہی

لبِ زخم سے مرحبا کی صدا ہو
اشارا ترا تیغِ قاتل یہی ہی

ہمین سے اب اولٹی چرّاتے ہو آنکھیں
ان آنکھونکے لٹنے کا حاصل یہی ہی

سنبھلکر قدم اپنا او ناز رکھنا
نہ لغزش نظر پر ہو مشکل یہی ہی

روان بحرِ خون آبِ شمشیر سے ہو
مرے غسل کا گھاٹ قاتل یہی ہی

نہ پونہچین تو مر جائین راہِ طلب مین
بہت قرب او بعد منزل یہی ہی

دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ
سنا ہوگا اُستاد کامل یہی ہی

نہ دیکھو حقارت سے اسکی طرف تم
کرے جو جگہ دلمین وہ دل یہی ہی

ستانے کا شکوہ جو کرتا ہون اونسے
تو کہتے ہین اب خواہشِ دل یہی ہی

رہِ عشق کی سختیان یہ سنی ہی
نہ چلنے سے طی ہو وہ منزل یہی ہی

سبب پوچھتے ہو مرے رنج کا تم
زبانسے نہ کچھ نکلے مشکل یہی ہی

رہِ کعبہ لین اب رہِ دیر چھوڑین
ارادہ مرا حضرتِ دل یہی ہی

غمِ یار کی عمر زیادہ ہو یارب
مرا اندنون مشفقِ دل یہی ہی

غزل گوئی آسان ہی لیکن کرین کیا
طبیعت نہین لگتی مشکل یہی ہی

مجھے دیکھکر اہلِ مرقد یہ بولے
ٹھہرئے احد پہلی منزل یہی ہی

عمر بھر مجھسے پھری میری جو قسمت ہی ہی
مجکو ملنے کی فقط یار سے حسرت ہی ہی

لاکھ کین ہمنے محبت کی بھی باتین لیکن
تمکو ایجان جہان ہمسے عداوت ہی ہی

نازِ بیجا بھی اوٹھائیے تمھارا ایجان
کیا کریں اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی رہی

لاکھ ہم انسے صفائی سے ملے بھی لیکن
آئینہ رویونکو جب نہ کبھو کدورت ہی رہی

بندہ ہوکر کے کسی بت کے خدا کو بھولے
منہ دکھانے کی نہ اب حشر میں صورت ہی رہی

لاکھ چاہا کہ بچا رہینگے کسیکو ای جان
اک نہ اک پر مری تاعمر طبیعت ہی رہی

عاشقِ گیسوئے پیچان ہوے جبسے ایجان
سر پر اک دن نہ مرے اک نہ اک آفت ہی رہی

آپنے گرچہ مجھے صدمۂ بیجا بھی دیے
اس جفا پر بھی مجھے آپسے الفت ہی رہی

آکے آغوش تمنا میں نہ بیٹھے وہ احمد
خوبی بخت سے تاعمر شکایت ہی رہی

کہتے ہیں وہ کہ میری بلا بھی نہ آئیگی
کیا وہ نہ آئینگے تو قضا بھی نہ آئیگی

سنتے ہیں راہ کوچۂ کاکل کی بند ہے
اب لیکے بوے زلف صبا بھی نہ آئیگی

اک روز اپنا شیشۂ دل سنگ جور سے
ٹوٹے گا اسطرح کہ صدا بھی نہ آئیگی

نامِ خدا شباب ہی اترائے جاتے ہیں
چھیڑونگا میں تو شرم و حیا بھی نہ آئیگی

قدغن یہ ہی کہ بادِ صبا کا نہو گذر
افسوس بوے زلفِ دوتا بھی نہ آئیگی

کچھ غم نہین ہی جان کے جانیکا غم ہی پر
ان ظالمون کو یاد جفا بھی نہ آئیگی

قاتل نگاہ لطف اگر ہمپہ ہی یہی
سر تک ہمارے تیغ ادا بھی نہ آئیگی

پچتائینگے وہ ہاتھ کو مل ملکے میرے بعد
کیا اونکو یاد میری وفا بھی نہ آئیگی

اونکی طرحسے روٹھ گئے یہ بھی ای احمد
پیغام لیکے باد صبا بھی نہ آئیگی

ہوا نکلی ہی عنبر بیز یہ اوس گل کے دامن سے
نسیم نوبہاری پھر گئی آ کر کے گلشن سے

گیا تھا مین پئے کسب بہت پر یہ شومی ہو
غبار خاطر فرحت مین نکلا بنکے گلشن سے

تمنا نکہت زلف دوتا کی تھی جو پھولون مین
نکل آئی ہی موج بوئے گل بنکر کے گلشن سے

چھری صیاد نے پھیری مگر حلقوم بلبل پر
صبا کیون خاک اوڑاتی آخرش نکلی ہی گلشن سے

اسیران قفس راہی سوے ملک عدم ہونگے
سلام آخری کہنا صبا یاران گلشن سے

مزا کیا ہی اگر تنہا جلی ای بلبل نالان
جلا دے آشیان بھی آتش گلہائے گلشن سے

تری زلف دوتا کے پیچ نے یہ گل کھلائے ہین
چلی آتی ہی موج بوئے گل بھی آج گلشن سے

تمہارے گیسوئے مشکین کی نکہت جسگھڑی پہنچی
چرا کر دم کو اپنے بوئے گل بھاگی ہی گلشن سے

اسیرانِ قفس کو پھر دوبارا زندگی بخشی — صبا بنکے آئی ہے مسیحا آج گلشن سے

جو گل کھائے ہین اوس گل کی محبت مین وہ کافی ہین — ہم اے سیرِ چمن باز آئے اس گلگشت گلشن سے

جدھر دیکھو اودھر اک قدرتِ صانع نمایان ہے — طلسم دیدۂ حیرت بنے ہین سیر گلشن سے

خزان آئی نہین تاہم یہ سب کھلائے جاتے ہین — خدا جانے صبا کیا کہگئی گلہائے گلشن سے

کہا صیاد سے بلبل نے رو رو کر یہ مرتے دم — رہے کونا ملا مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے

خزان آخر چلی آتی ہے لیکن کھولکر دل کو — بہارِ باغ مل لے اور بھی دو روز گلشن سے

وہ بلبل تھا قفس مین جسکے مرنیکی خبر سنکر — بہارِ باغ گھبرا کر نکل آئی ہے گلشن سے

نہ جب پاس وہ گل تو بھلا کیا لطف ہو حاصل — بہلتا ہے کہین اپنا احمد دل سیر گلشن سے

تمنائے اسیری گر ہے خواہش مرے تن سے — نکل آئے ابھی قمری کی صورت طوق گردن سے

جنون جسدم چھٹی ہے روح اپنی محبسِ تن سے — اسیرِ روئی ہے گیا کیا لپٹکر طوق گردن سے

نہ سمجھا عاشقِ جانباز پیدا دوسرا ہوگا — لگا کر تیغ پچتائیگا قاتل میری گردن سے

لگاوٹ روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب کھینچی — نکل آئی ہے آپ تیغ قاتل بنکے گردن سے

غضب کی سخت جانی ہے نہین جو قتل ہوتا ہنوز
لپٹ جاتا ہے جھلا کرکے قاتل میری گردن سے

بوقتِ قتل وحشت نے عجب وحشت دکھائی ہے
گریبانِ قضا کو پھاڑ کر نکلی ہے گردن سے

یہانتک روئے ہین اوس بحرِ خوبی کی محبت مین
ملا ہے حلقۂ گرداب دریا طوقِ گردن سے

جو کیفیت کبھی تھی ایکدن میخانے مین اپنی
صدا قلقل کی اتبک آتی ہے شیشے کی گردن سے

جھکے گرچہ ہو دشمن بھی تو جھک جاتے ہین ہم اوس سے
جو دیکھا تیغ مین خم تو لگایا اپنی گردن سے

رہائی پر جنون برسون رہا وحشّا اسیری کا
ہمین سمجھا کیے قیدی نشانِ طوق گردن سے

بوقتِ ذبح ہنستے ہین ہمارے زخم یہ ڈر ہے
نکل آئے نہ اُچھو بنکے آبِ تیغ گردن سے

نہین اونکو محبت تو احدؔ آخر یہ پھر کیا ہے
مین روتا ہون تو ہنسکر وہ لگا لیتے ہین گردن سے

نہ سمجھا دوست مجکو جا ملا اوس شوخ پرفن سے
خدا اس دل سے سمجھے ملگیا یہ کیسے دشمن سے

شبِ مہتاب مین ہنسکر کے یہ وہ شوخ کہتا ہے
تماشا دیکھیے کوندی ہے بجلی میرے خرمن سے

بسانِ آسیا دانہ ملا گردش ہوئی حاصل
مجھے آتا ہے چکر دانۂ رزقِ معین سے

نہین سنتے ہین جو دیتے گالیان ہم چھیڑ کر انکو
مزاجِ ناز کو ہم پوچھتے ہین اونکے جوبن سے

بوقتِ شانہ یہ رخ سے نہیں ہٹتی ہی زلف اوسکی
کنارہ کر رہی ہی ظلمتِ شب روزِ روشن سے

سمجھکر دامنِ نظارہ جنبش چاہیے ورنہ
چراغِ زندگی ہو جائیگا گل بادِ دامن سے

وہ ناکامِ تمنا باغِ عالم سے گیا ہوں میں
مری افسردگی ظاہر ہو میری شمعِ مدفن سے

جو ایذا غیر کی چاہے وہ خود گردش میں پڑتا ہی
یقین جسکو نہو وہ پوچھ لے سنگِ فلاخن سے

تواضع لاکھ دشمن سے ہو پر غافل نہو اے دل
خمِ شمشیر کو سمجھا ہی پیچ تسلیمِ دشمن سے

ہمارے پاس آنے میں یہ ڈر فرطِ حیا سے ہی
نہ جھانکا تھا کبھی مردم دیدہ کیونکر نگاہ کی چلمن سے

ضرور اوس شہسوارِ حسن کا ہوگا یہ دیوانہ
مہِ نو کا بنیگا طوق اکدن نعلِ توسن سے

کہانتک آخرش عصیان نمازِ آخری پڑھ لے
وضو کرکے دلِ نادان تو آبِ تیغِ آہن سے

غضب کی تیرہ بختی ہی جو کھینچوں آہ دم بھر کر
نکل آئے دھوان ایجان چراغِ روزِ روشن سے

سلامت کوچۂ کاکل سے پھر کر آگیا ای دل
خدا کا شکر اچھا بچا قابوے دشمن سے

برنگِ آسیا گھر بیٹھے روزی مجکو ملتی ہی
خدا بھر دیتا ہی منہ دانۂ رزقِ معین سے

چنان خانہ بربادی اسے تھا جو نکلتے دم
لپٹکر روح کیا کیا روئی ہی اس خانۂ تن سے

بس مردن بھی باقی ہی اثر یہ ناتوانی کا
پچھاڑ کھا کر بیٹھ جاتا ہی بگولا اپنے مدفن سے

وہ ہو نہین ہمدم دل احباب کا یان تذکرہ کیا ہی	احمد تکلیف ہوتی ہی مجھے تکلیف دشمن سے

غزل گوئی نہین اپنی احمد جادو بیانی ہی
تعشق دلکو میرے ہی جو چشم شوخ پرفن سے

کہین جھانکے جو تو آکر پرے پردہ اپنی چلمن سے	نکل آئے ابھی خورشید محشر تیرے روزن سے
نہ جاوے رہائی کی تمنا تا اسیر و نہین	بنایا ہی قفس صیاد نے شاخِ نشیمن سے
بکھیڑے قصر و ایوانکے لیے یان زندگی بھر مین	وہان اک نام کے نکلین گے ستر ایک مدفن سے
نکلکے پہلو سے ہوا ہی ہمنشین اوسکا	کبھی غفلت نہ ای دل چاہیے پہلوے دشمن سے
سوِ صحرا الٰہی کونسا خوش چشم آیا تھا	ہرن آنکھونکو ملتے ہین نشانِ نعل توسن سے
جو آتا ہی اوٹھا کر آنکھ کے پردے مین آجاو	چلے آؤ جھجکتے کیا ہو تم مژگانکی چلمن سے
کیا ممنون منت اسقدر شمشیر قاتل نے	صدائے مرحبا آتی ہی ابتک اپنے مدفن سے
صدا پازیب کی ہمکو جو یاد آتی ہی زندان مین	تو بہلاتے ہین دل کو نالۂ زنجیر آہن سے
نہین پھولے سماتے ہین خوشی سے اپنے جامے مین	بہت تنگ آگئے ہین اندنون اپنے جوبن سے
چھپاؤ لاکھ منہ دامن سے لیکن چھپ نہین سکتا	عیان ہی طور کا شعلہ چراغ زیر دامن سے

ہماری آرزو سے دل نہ نکلی وصل کی شب بھی
خدا شاہد ہے شک ہو پوچھ لو اس شوخ پرفن سے

خرابی کی مری ہر دم یہ دل باتیں سکھاتا ہے
خدا محفوظ رکھے مجکو اس پہلو کے دشمن سے

چھپے یہ خونِ ناحق حشر میں ممکن نہیں اپنا
نکل آوینگا خون بنکے میں قاتل کے دامن سے

نہیں ہٹکر کے رخ سے پشت پر یہ آگئے گیسو
تماشا ہے کہ بھاگی ظلمتِ شب روزِ روشن سے

مجھے تر دامنی پر بھی اے ناصح یہ رتبہ ہے
فرشتے آنکھ ملجاتے ہیں آکر میرے دامن سے

جو ہم زندانیوں کا امتحان اوسنے لیا آکر
کڑے نکلے کڑی سہسکے ہم زنجیرِ آہن سے

جو ہیں طامع اونھیں جز سوز و غم دولت سے کیا حاصل
فتیلے میں جلن ہوتی ہے زیادہ حرصِ روغن سے

تھی حسرت کچھ اوسے کچھ قتلِ ناحق کا تصور تھا
عجب حالت تھی جب قاتل چلا تھا میرے مدفن سے

گل و بلبل نہیں اشعار میں اپنے فقط مضمون
وہی سمجھے گا جو واقف احد ہو خوب اس فن سے

نہ کیونکر شاعری کو ناز ہو دم سے احد میرے
فصاحت اور بلاغت مجکو حاصل ہے لڑکپن سے

خط کو پھر پڑھیے گا پہلے حالِ مضطر دیکھیے
طائرِ سیماب ہے اپنا کبوتر دیکھیے

کسکے آغوشِ تمنا میں رہے ہو رات بھر
منہ تو اپنا آئینے میں بندہ پرور دیکھیے

پھنسکے دلِ زلفونمین لبونکے دیکھیے کہتا ہی کیا
سر چڑھا ہون کسکے مین میرا مقدر دیکھیے

چھوڑکر زلفِ دوتا کو رخپہ کہتا ہی وہ شوخ
شب کے پردے مین بیاضِ صبحِ محشر دیکھیے

بے سبب پھرتا نہین ہون خوبی قسمت ہی یہ
تنگئی ہی گردشِ تقدیر چکّر دیکھیے

گوش تک پونہچا حسینون کے بڑھا یہ تیز
گوشۂ تجرید مین رہکر کے گوہر دیکھیے

صاف دل ہر نیک و بد کو دلمین دیتے ہین جگہ
خانۂ آئینہ مین مہمان ہو کر دیکھیے

اسطرح چشمک ہی آنکھونمین طلائی رنگ سے
جسطرح لڑتے ہون دو مفلس پئے زر دیکھیے

جائیے گا نت بیٹھیے یہ آخری دیدار ہی
ہون حباب بحر کی صورت مین دم بھر دیکھیے

تو وہ ہی صیاد تیرے صید اکثر دھوپ مین
سایہ کر دیتے ہین اپنے پر سے تجپر دیکھیے

قیدیِ زلفِ دوتا شاید چلے سوئے عدم
خانۂ زنجیر مین ہی شورِ محشر دیکھیے

میرے مرنے سے رقیبونکو ہوئی ہی یہ خوشی
عید کا سامان نظر آتا ہی گھر گھر دیکھیے

نکہتِ زلفِ دوتا کب تک اوڑا لاتی ہی تو
اے صبا اسکا ہی سہرہ تیرے ہی سر دیکھیے

جنکو پاسِ آبرو ہی وہ اودھکتے ہین کہان
موج کب دیتا ہی آخر آب گوہر دیکھیے

اے احد جاتا نہین اکدم بھی اوس بت کا خیال

رات دن سینے پہ یہ رہتا ہی پتھر دیکھیے

کوچۂ کاکل مین جاتے ہو تو بہتر دیکھیے
حسرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے

ناتوانی کے سبب سے پانون بھی اوٹھتے نہین
حلقۂ نقشِ قدم ہی مجھکو لنگر دیکھیے

بیٹھکر پہلو سے اپنے اوٹھگئے تم روٹھکر
رہگئی تقدیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھیے

عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی
عمر دو روزہ مین ہین یہ بار سر پر دیکھیے

تھا وہ قیدی میرے دم تک تھی خوشی زنجیر بھی
حلقۂ ماتم ہی اب زنجیر کا گھر دیکھیے

لاکھ ڈھونڈھے آپکے مانند ملنے کا نہین
شمع لیکر ہاتھ مین خورشید محشر دیکھیے

مانا مین نے شوخیِ رفتار نے مارا مجھے
خون ناحق آخرش ہی کسکے سر پر دیکھیے

بل کی ہر دم عاشقِ جانباز سے لیتی ہی تیغ
سر چڑھی ہی آپکی زلفِ معنبر دیکھیے

مت اسے ڈھاؤ یہ پھر گرکے اوٹھنے کا نہین
کعبۂ دل ہی تو اسد کا گھر دیکھیے

کشتیِ دل ہی نہین گرداب غم مین بے سبب
دے رہی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

اغنیا ولین جگہ مفلس کو دین پر کیا حصول
تر نہین رشتے کو کرتا آب گوہر دیکھیے

خاک چھانی ہی جو اک مہرو کی اقمین اسد

پانوٗنکے چھالے ہین اپنے مثل اختر دیکھیے

یون نہین ممکن کہ تیرا روے انور دیکھلے	پہلے منہ آئینے مین خورشید محشر دیکھلے
تیرے دانتونکے مقابل ہوٗ کبے بازار مین	آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے
سرفروشی کے لیے حاضر ہین سارے سرفروش	تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے
پھر نہ تڑپے دم بخود ہو جائے اک سکتا سا ہو	بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھلے

ہی زمین شعر کو رتبہ فلک کا ای احد
اپنے دیوان مین ہر اک نقطے کو اختر دیکھلے

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزاپور رئیس شہر دہلی

احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفوا احد۔ والصلی علی حبیبہ الذی لاشبہ لہ ولاند۔ انسان عبید الاحسان کا اقتضا یہ ہی کہ جب کوئی احسان کرے تو ہم اوسکی خدمت کرین۔ ہمکو کوئی راحت دے تو ہم اوسکا شکریہ ادا کرین۔ مین بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا محمد عبدالاحد صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ مین تھی مین نے پوچھا کیا ہی مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ مین دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہی۔ مین نے اوسکو پڑھا اور مسرت حاصل ہوئی اوس مسرت کا شکریہ ادا نکرون تو کفران نعمت ہی۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوش آمد سے تھی۔ کلام ہی کہ ایک دریاے زخار کیطرح جوش مین روان ہی۔ ایک ایک زمین مین کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھکر۔ پھر مضامین آفرینی اور نازک خیالی سبحان اللہ۔ جودت ذہنی اور استعداد کا سرمایہ ظاہر ہوتا ہی۔ اگرچہ مولانا کی

علم تحصیل کمالات فنون عربیہ مین بسر ہوئی ہی اور منطق و فلسفہ و ریاضی و معانی و ادب و فقہ و طب خلاصہ یہ کہ معقول و منقول مین شہرت حاصل ہی لیکن نظم و نثر فارسی و اردو مین بھی وہ مرتبۂ عالی حاصل کیا ہی کہ حیرت ہوتی ہی تینتیس ۳۳ سال کی عمر مین ان کمالات کا جامع ہونا ہزارون بلکہ لاکھون مین سے کسی ایک کو نصیب نہین ہوتا ہی۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اب اگر مولانا کی شان مین یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنے زمانے مین یکتا ہین۔ تو امید ہی کہ یہ شاعرانہ مبالغہ تصور نکیا جائیگا۔ احد تخلص کتنا موزون ہی۔ اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پر دھیان کرکے اردو شاعری کو اس رتبۂ عالی پر پونہچانا بیشک عبدالاحد ہونے کی برکت ہی۔ نام یکتائی کے لیے کتنا شایان ہی۔ فقط

تقریظ جناب محمد عبدالرحمن خانصاحب فرخ متوطن حافظ آباد عرف پیلی بھیت حال کورٹ انسپکٹر شہر مرزاپور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا۔ و نظارگیان حسن و جمال صورت و معنی کو مژدہ ہو۔ کہ شاہد شوخ مزاج سراپا نازینی دیوان معجز بیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احد الہ آبادی کا بصد ادا و ناز بر سر جلوہ ہی۔ چشم ظاہر نازنینون کا تذکرہ۔ اور بحقیقت دستورالعمل شعرا۔ اس دلبر رعنا کو گلشن گلہاے راز و نیاز اگر کہیے تو بہت بجا ہی۔ یا میخانۂ صہباے ناز و انداز قرار دیجیے تو نہایت زیبا۔ گلزار سخن مین بلبلون کی زبانون پر ہر سو یہی صدا ہی ؎ این نخل کہ از چشمۂ جان رستہ کہ کشت ست ✤ وین خط کہ دہ یاد ز معجز کہ نوشت ست ✤ ہر سطر دلفریب ایک نخل ہی خیالات رنگین کا اور ہر صفحہ گلشن تازہ بہار ہی مضامین کا۔ ہر بیت مثل بیت ابروے مہ جبینان بلند مضمون۔ اور ہر مصرعہ بسان قد محبوبان موزون۔ سر سے پا تک ہر مقام پر ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فروشی۔ اور انداز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی ؎ ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ✤ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ✤ شوخی ترکیب و چستی بندش و خوبی بیان لطف و عتاب و ضع استعارہ و اسلوبی کنایہ ماشاءاللہ۔ اس شاہد طناز کے مشاہدے سے جناب سودا کا سودائی ہو جانا اور حضرت آتش کا آتش حسد سے جلجانا اگر موجود ہوتے تو بعید نہ تھا۔ میر و میرزا ہی جو موجد زبان ریختہ تھے اگر منصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فخر نظام کے مقابلے مین اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد مین اگر

شاہ ظفر سا قدردان ہوتا تو ذوق و غالب و مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا۔ جائے غور ہی کہ قطرے کو دریا اور ذرے کو آفتاب بنانا۔ ہر شخص کا کام نہین۔ سخن سنجان دانشمند اور دانشمندان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے ندین تو گو اعجاز مین گفتگو کرین لیکن سحر کے قرار دینے مین کچھ تامل نہین کر سکتے۔ خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سحبان کی زبان سے آشنا۔ اور ایسے حسان زمان کے بیان مین جلوہ نما ہی۔ جناب احمد کو اسم بامسمے شاعر یکتا قرار دینا کسیطرح شایان نہین بلکہ کسر شان ہی۔ یہ وہ وجود باجود ہی۔ کہ جہان فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہی۔ جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی ثنا و صفت کا کب خیال ہو۔ سچ ہی کہ ناقدردانی زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پردازی کو سزاوار گریہ و زاری بنا دیا ہی۔ تاہم یہ ساز ہزار آہنگ مژدہ ساز ہی۔ کہ بس ڈھنگ کا گوش دل و دماغ شنوا ہو۔ اوسکو ویسا ہی حظ و فائدہ ہو۔ جاننے والے جانینگے اور پہچاننے والے پہچانینگے کہ مولانا احمد کی توجہ نے اردوے معلی کی توقیر کو کسقدر بڑھایا۔ اور ریختے کی آبرو نے کیا پایہ پایا خواہش دل آرزو مند تو یہ ہی کہ یہ دلبر بیمثال دور از نظر غیر اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا۔ اور بخلاف اسکے شان معشوقی اور صفت دلربائی کو ہر دل عزیز اور ہرجائی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع ضدین سے ہین دم بخود کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینون کا فرمان نازبردارونکا ایمان ہوتا ہی اے فروغ ینا و کیش تجکو کہ مدت سے دلدادۂ سوجبا ایجاد ہی بجز تسلیم و رضا چارہ نہین۔ عرض کر کہ۔ رضاے ما ہمہ آنست کان رضاے شماست۔ لہذا دست بدعا ہون کہ یارب اس نازنین پریچہرہ کو مطبوع طبائع جہان و جہانیان اور مقبول خاطر دلدادگان و دلربایان کیجیو۔ اور حاسدون اور نکتہ چینونکی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھیو۔ بالنون والصاد فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزاپور شاگرد مصنف مدظلہ

حمد الممن ہو خلق البریہ۔ واقانر ہا علی الرتبۃ العالیہ۔ ورقاہا علی المدارج السنیۃ۔ ونا ہا ہا النجوی السرمدیہ۔ واداہا الی عقبی الدار التی لیس بامثہا للدنیۃ والعلیہ۔ واعطاہم عیشۃ رضیۃ۔ وصلوۃ لمن اسری مسری الہدایۃ المصطفیۃ

وسرح نظرہ علی مسارح الدعوۃ المرضیۃ۔ وسلاماً علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا العقود والدینیۃ۔ اما بعد شائقون کو مژدہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ۔ نظارگیان معنی کا جمال۔ از خود رفتگی کا تمغا۔ مضمون آفرینی کا قبالہ۔ صفائی کا جام جہان نما۔ معاملہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعۂ سخن کا شیرازہ۔ مجنون طبعون کا مذاق۔ فرہاد منشون کی چاشنی۔ دیدۂ یاران انجمن سخن کا نور۔ نزاکت کے دیدے کی تپلی۔ صفاہان کا سرمہ۔ یعنی دیوان مولانا واستاذنا مولوی محمد عبدالاحد صاحب مدظلہ کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نور دیدگان معانی آغوش الفاظ مین بازی کر رہے ہین۔ و پریزادان معانی بنگاہ وزدیدہ بھروکے سے نظم کے جھانک رہے ہین۔ شاہد نزاکت معنی کی کمر بار الفاظ سے جھکی جاتی ہین۔ مہوشان شوخی آبا زویدہ رفتہ ہو کر بندشون کی چلمن سے سر نکالکر گلبانگ سرفروشی کر رہے ہین۔ ایک ایک مصرعۂ پیچیدہ کی دقت مین ہزارون عرفی و خاقانی ایسے نان پیچ غیرت مین مبتلا ہو کر پیچا پیچی حیرت مین پیچ کھا رہے ہین۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق مین سیکڑون فردوسی و انوری ایسے گھر بھول گئے ہین۔ ہر ایک غزلون مین وہ تر و تازگی ہین کہ دماغ جن مین سے عطسہ ریزی کراتی ہین۔ آشنائے الفاظ پر طیور معانی کا باقرینہ بیٹھنا سکان ومکین کا ربط ہی۔ ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا۔ مولانا کا ادنی وصف یہ ہی۔ کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات ومنقولات و فن شاعری وکتابت ونیز دیگر علوم مین ایسا دسترس رکھتے ہین کہ اوسکے بیان کی سکوت ہی زری عین پایہ شناسی ہی۔ ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حداثت سن وعوائق زمان ان علوم مین ید طولی رکھنا طوق بشری سے بعید ہی۔ الا ماشاء اللہ ان باتون سے حساد کے شعلۂ حسد نے اشتعال پایا ہوگا۔ مگر امید ہی کہ حاسد ومحسود کی نسبت سمجھکر ناظرین حق وباطل مین تمیز کرینگے الحق مولانا صاحب اس زمانے مین اون تمیز یافتون سے ہین کہ اگر کوئی اونکی ہمسچگی کا دعوی کرے تو اوسکا ادعا محض ہی۔ وعلی ہذا دیوان مولانا ممدوح کا اردو دواوین کے مقابل مین یہی نسبت رکھتا ہی۔ مولانا ممدوح کے حق مین جو باتین کہی گئین ہین اونکو اطراد و اغراق پر محمول کرنا میری دانست مین بڑی نادانستگی کی بات ہی فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد امین الدین صاحب آگرہ آبادی برادر عزیز مصنف دام فیضہم

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شاخسار گلشن معنی پر شان مین اوس خالق اکبر کے زیبا ہو کہ جسنے ہماے اوج معانی کو دام فکر و خیال نکتہ سنجان دقیقہ رس وسعی پردازان عیسی نفس کے پھنسایا۔ اور ترانہ سنجی عندلیب.... گلزار ہمیشہ بہار سخن مین شاخ شجر گل مضمون پر حق مین اوس پیمبر کے روا ہو کہ جسنے چراغ ہدایت کو روشنی مین رتبہ شمع طور کا بخشا سبحان اللہ کیا کیا صنعتین اور قدرتین کاملہ اوسکی ہین کہ کہین قطرے کو دریا اور کہین ذرے کو آفتاب بنایا۔ اور ممکنات ہالکۃ الذات مین نوع بشر کو اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور حضیض نقصان سے اوج کمال پر ایسا پونہچایا کہ عقل اول کا مایۂ ادراک باوجود حصول کمالات بالفعل اور مرتبۂ قدیم بالزمان کے احصائے کمالات انسانی مین معترف بنارسائی ہو سچ ہو انسان ضعیف البنیان نے طبیعت خداداد پائی ہو۔ از انجملہ ذات بابرکات اخو المعظم و برادر مکرم ہو۔ کہ جسکے سبب سے بالفعل کمال انسانی کو صدگونہ مایہ ناز کا حاصل ہو۔ علوم معقول و منقول مین وہ ید طولی رکھتے ہین کہ اگر کوئی اونسے ہم پنجگی کا دعوی کرے تو سوائے خبط الفتنۃ و کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہو کہ مغتنمات روزگار سے شمار کیے جاتے ہین۔ مادر دہر کو اونکے سبب سے ہزار حصہ مایہ نازیدن کا حاصل ہو۔ کسی منصف مزاج کو اونکی یکتائی مین گفتگو نہین۔ لیکن اگر کوئی حاسد بے دین حسد اور رشک سے زبان کھولے اوسکا جواب کیا۔ قاعدے کی بات ہو کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے چلے آئے ہین۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہو۔ کہ جسپر خیال کیا جائے۔ علی ہذا القیاس فن طبابت مین بھی وہ مرتبۂ عالی پایا ہو کہ جالینوس و بقراط زمان ہین۔ دم مسیحائی رکھتے ہین نسخے مین تاثیر اعجاز ہو۔ فن شعر و سخن مین عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہو۔ کہ شاید متقدمین اور متاخرین مین سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔ یہ دیوان اردو جسکو محض بے توجہی اور عدیم الفرصتی کی حالت مین بپاس خاطر بعض احباب کے مرتب فرمایا ہو۔ دلیل ہو اسبات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چستی ابن

اور رمز و کنایہ اور چھیڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باتین شاعرونکے واسطے لائق ہین۔ وہ سب آئین موجود ہین جسطرف نگاہ اوٹھا کر دیکھیے۔ ایک جمگھٹ حسینان اور پریزادان معانی کا کس بیساختہ پنی اور بے تکلفی کے ساتھ نظر آتا ہو۔ کہ نظر نظارہ کرشمہ و عشوہ ہین ہین ایک کیفیت چکاچوند اور حیرت کی چھا جاتی ہو۔ اگر دامن نگاہ گرد کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت سلیمان کو باوجود تماشاے پریزادونکے کبھی جلوہ نظر آیا ہوگا۔ حوران جنتی کی شان مین گو حدیث صحیح مین یہ مضمون وارد ہی۔ وَلَوْ اَنَّ امرأۃً من نساء اہل الجنۃ اطلعت الی الارض لاضاءت ما بینہما ولنصیفہا علی راسہا خیر من الدنیا وما فیہا۔ لیکن مین یہان پر یہ ضرور کہونگا کہ اگر کوئی پریزادان معانی سے عالم فطانت اور زیرکی کی طرف جھانک لے۔ تو وہ روشنی اور جلوہ پیدا ہو۔ کہ کبھی خورشید حشر اور برق طور نے بھی نہ دیکھا ہو۔ جس شعر مین مضمون ادا ہی۔ وہان بیشک خون قضا ہی۔ جہان عشوہ و پردازی اور معاملہ نگاری ہی۔ وہان عالم اور طلسم سحر سامری ہی جہان چشم فسون پرداز کا بیان ہی۔ وہان خمخانۂ رقی الست بر بکم صرف صرف مستان بادۂ روز ازل ہی۔ جو مطلع ہی وہ جام جہان نما ہی۔ جو شعر ہی وہ ہیولائے شعری ظہور مین ظہور مضمون ظہوری خفاے راز و نیاز مین خفاے خفائی۔ عرفی اور خاقانی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا۔ کیونکہ اسوقت اگر ہوتے تو سوا منفعل اور نادم ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا۔ مین اہل بصیرت سے امید رکھتا ہون کہ یہ باتین میری مبالغے پر نہ محمول فرمائی جائین۔ البتہ اس مقام پر یہ مین ضرور کہونگا کہ یہ دیوان بیشک دیدۂ بدبین اور حاسد مین خار ہی اور منصف مزاج کی نگاہ مین گلزار۔ یا الٰہی جبتک دریاے سخن موج زن ہی یہ ورشاہوار ہمیشہ آویزۂ گوش حسینان جہان و سرمایۂ آبروے سخن سنجان رہے آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص بہ نکتہ شاگرد مصنف مد ظلہ

باین تمہید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہو — مدد ای خامۂ قدرت کہ طبع نکتہ پرور ہو
چراغ طور صرف شعلۂ نطق سخنور ہو — فضاے گردش خامہ مین رقص برق مضطر ہو

فلک کو رفعتِ شانِ سخندان سے یہ چکر ہی
تحیر کا ہی عالم عقلِ کل کی عقل ششدر ہی

کہان شائستگیِ مژدہ گوئی جسے ممکن ہو
مگر بسم اللہ یہ احسان ہر اک اہلِ سخن پر ہی

ہوا گلدستہ وہ دیوانِ جہان مین دستِ شہرت کا
رگِ گلہاے صفوت جسکا ہر اک تار مسطر ہی

مسرت خاطرِ دوران کو ہی ترتیبِ دیوان کی
دیا دلدادۂ مایوس کو پیغامِ دلبر ہی

زبانِ نطق سے گویا ہی منشی بلاغت یون
کہ بیشک وصفِ دیوان قدرتِ امکان سے باہر ہی

یہ جلوہ ہی خدایا حسنِ توشیحِ معانی کا
کہ خورشیدِ ضیاے طور کا ہر لفظ خاور ہی

بیاضِ صفحہ پر جوبن ہی سطحِ آبِ حیوان کا
دمِ نظارہ چشمِ دید مقصودِ سکندر ہی

تماشاے سوادِ سنبلِ سطرِ مسلسل سے
نمایان عالمِ سربستۂ زلفِ معنبر ہی

یہ کسکے رشحۂ ابرِ قلم نے دی بہار ایسی
کہ اسکی بستان مین ہر ہر کا خط رشکِ گلِ تر ہی

حسینونکی ادایا جیسی بندش کا جوبن ہی
سخندانِ عاشقِ مضمون کا دل جسمین مسخر ہی

حناے عشوۂ معشوق ہی شوخی عبارت کی
روانی جسکی رفتارِ بتانِ نازپرور ہی

عذوبت استعارونکی باعجازِ سخن پیدا
زلالِ خضر سے مملو کفِ عیسی مین ساغر ہی

درِ مکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانی
سزا ہے زینتِ تاجِ سرِ سلطانِ خاور ہی

شبِ خط مین یہ جلوہ چہرۂ پرنورِ معنی کا
دلِ ظلمات مین گویا فروغِ صبحِ محشر ہی

روان مصرع برنگِ جنبشِ ابروے خوبان سے
سرِ بدخواہ پیہم ارتسامِ زخمِ خنجر ہی

ہی اس دیوان کی خوبی منصفو ایمان کی کہنا
کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھا تو اکثر ہی

ہوا یہ مایۂ نغزِ سخن تقدیر سے حاصل
پر اس سے منحرف بختِ برگشتہ مقدر ہی

غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہی یہ مجموعہ
برنگِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہی

مگر حاسد کو کیا سوجھے یہ ہی کس رنگ کا دیوان
الف آغاز کا چشمِ حسد کو نوکِ نشتر ہی

ہمہ دانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت مین	مصنف حق تو یہ ہو آج اپنا آپ ہمسر ہو
کرے افسوس اسکا معترض اپنی حماقت پر	نہین سمجھا مصنف کا سخندان کون ہمسر ہو
ذریعہ نام استادِ احد ہو فخر و عزت کا	کہ شاگردی کا رتبہ مجکو ای نکتہ میسر ہو
بس اب خاموش ہو ماکے بعد ہو تاریخ بھی لکھنی	بیانِ وصف دیوان صرف ہمت سے فزون تر ہو
یہی ہو روضۂ دلکش خدایا اپنے جوبن پہ	گلِ خورشید سے گلزار جب تک چرخ اخضر ہو

تاریخ در فارسی

چو گلزارِ احد رنگین ترین ست	بہارش رشک فردوسِ برین ست
قضا گفتہ کہ نغزِ تر ز یدم	قدر سر بر زدہ فرمود این ست
بمضمونش معانی آرمیدہ	برائے صید دلہا در کمین ست
بباغِ نظم گلہائے فصاحت	چو خوشبوئے بزلفِ عنبرین ست
چو ہاتف دید کاین فرخ کتاب ست	بگفتا گوہرِ غلطان ہمین ست
سنہ ۱۳۱۴ھ	سنہ ۱۸۹۶ع

ایضاً در اردو

چشم تصنیف جسکی نگران تھی	نکتہ دیوان اب ہوا وہ نصیب
فکر تاریخ کی تو ہاتف نے	گوشِ دل مین کہا کلام غریب
	سنہ ۱۳۱۴ھ

تاریخ طبع از جناب محمد جان خانصاحب الہ آبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

چون مرتب گشت دیوانِ احد	پیش ما آورد و گفت اے یار من

انچہ کردم نالہاے دل خراش
گر پسند آید ترا تو هم بشنو
سال نظمش از من حیرت چه خواست

بشنو از من مونس و غمخوار من
نغمه سنج ای بلبل گلزار من
گفتمش گو گلشن بیخار من
۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

خیابان زار ہی یہ نظم رنگین
ہزارون ہی گل مضمون ہین اسمین
نگاہ شوق جو اسپر نڈالے
ہوا جسکو نہو اس بوستان کی
مناسب ہی کہ اسکا سال تاریخ
کہو حیرت بقطع فرق زائد

مگر کانٹا برائے چشم بد ہی
پئے اہل سخن یہ مستند ہی
سخنور وہ نہین اہل حسد ہی
مذاق شعر سے وہ نابلد ہی
لکھا جائے مصنف کو یہ کہدی
بہار باغ دیوان احد ہی
۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفار صاحب متخلص بضیا ساکن اعظم گڈھ تلمیذ مصنف مدظلہ

در عربی

یا غائصی بحر النہی یا طالبی درر الادب
ہذا کتاب لو رأی اہل الکمال بہاتہ
یا صاح شم اشعارہ شم المشوق حبیبہ
لا تلتفت قط الی من شک حسن مقالہ
تعسا علی من ضدہ سحقا علی من ندہ

شیموا الی افکار من قد صار خیر القائل
یرفل و یرقص قائلا للہ در القائل
واصغ الی اقوالہ وانظرہ نظر الکامل
وارغب الی ہذا لا تمش ممشی الغافل
واہا علی من ودہ بشری لکل العاقل

لمّا رایتُ کلامہ و ابصرتُ حُسن ختامہ	ملتُ الی تاریخہ فارخْتُ ارّخ الکامل
نادی بصوتٍ جھورٍ اُضمہ عدا ہاتف	فاعلم ضیا تاریخہ روضُ لاجلِ العاقل
	۱۳۰۳ھ

ایضاً در فارسی

مرتب کرد دیوان را چو اُستادِ احد یکتا
برائے داد بکشادند مرغانِ چمن لبہا

دفورِ حسنِ او غارتگرِ حسن بتان گشتہ
رخش پرنور خیرہ کرد چشمانِ حسود انرا

لباسِ فاخرہ در بر کشیدہ حسنِ تبیش
سراپا شد محلّے لفظ او از زیورِ معنی

وزد بادِ بہاری گرچہ لیکن جعدِ مشکینش
نہاد از نکہتِ خود بر سرِ او تاج خجلت را

یقین کردند اربابِ سخن کز بہر او رکش
سخنور باید و نازک خیال و زیرک و دانا

عیاں شان او خود از کلامش میشود ظاہر
ندارد احتیاجِ زیب و زینت شاہد زیبا

بکف شمشیر مضمونش بعالم سر بر آوردہ
در اقلیم معانی ہست او گردنکش اعدا

دو عالم را بگفتارش توان چون پیشکش کردن
کجا آن گوہر یکتا کجا این مایۂ ادنیٰ

اگر خوانم بگلشن شمۂ از حسن مدحِ او
رسد بر شاخ نظمم نغمہ خوان ہم بلبلِ شیدا

بوائے شہرتش ار قدم بر گنبدِ گردون
رسیدہ صیت اقبالش کنون تا طارمِ اعلیٰ

الا اے حاسد بیدین مکن پنبۂ غفلت
بیا بشنو بگوشِ ہوش مضمونہائے نازک را

حذاقت را چہ میخواہی فطانت را چہ میجوئی
گر از رسے بداری بر سرِ دیوان زبان یکتا

دلا از دام مدح او رہائی کے بود ممکن
غرض ہا ئیکہ داری بر سرِ او کن زبان گویا

صنائع را کہ در نظمم ودیعت داشتم بشنو
ز حرفِ اولین ہر شعر دان اسمِ مصنف را

ازان ہر مصرعِ ثانی مسیحی میشود ظاہر
بود سمت ز حرفِ آخرین ہر اولین پیدا

حصولِ سالِ ہجری از مذاقِ شائقان گوی سنہ ۱۳۰۰ھ	ولے از بہر فصلی اے ضیا گو مصرعِ یکتا
بخوان از حرفِ منقوطی بحذفِ یکصد اکنون سنہ ۱۹۴۳ مولوی عبد الاحد صاحب	چہ خوش دیوان شدہ از مولوی عبد الاحد پیدا سنہ ۱۸۹۶ء سنہ ۱۲۹۳ فصلی

ایضاً در اردو

دیوان ہی یا کہ شمس ہی نصف النہار پر ۔۔۔ یا گلشنِ سخن ہی یہ خندان بہار پر
یا شاخ سرو پر ہی یہ قمری ترانہ ریز ۔۔۔ یا نغمہ خوان ہی مرغ چمن شاخسار پر
یا جام جم ہی یا کہ سکندر کا آئینہ ۔۔۔ یا نازنین ہی کرسیِ زرین نگار پر
عنبر ہی یا عبیر ہی یا عطر یا گلاب ۔۔۔ یا بوے زلف ہنستی ہی مشکِ تتار پر
اسدرجہ سطرین اوسکی ہین کیا جسکو دیکھکر ۔۔۔ آمادہ کہکشان بھی ہی اسدم نثار پر
کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوش نما ۔۔۔ جیسے کہ خطِ سبز ہو رخسار یار پر
اختر ہین نقطے دائرے ہین مہر و ماہ سب ۔۔۔ اور نظم مثل پروین کے ہی کس بہار پر
ہین جدولون کے گرد سطور ایسے جسطرح ۔۔۔ سبزے ہون لہلہاتے لبِ جویبار پر
مضمون عاشقانہ مین اوسکے یہ ہی اثر ۔۔۔ زندہ ہون مردے پڑھیے گر اوسکو مزار پر
کسطرح کی تلاش ہی کیسی زبان ہی صاف ۔۔۔ قربان دل ہو اس سخنِ آبدار پر
اسطرح سے صفائی ہو جسکے کلام مین ۔۔۔ کیون شان اوسکی ہو نہ [illegible] پر
لب کھولنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ ۔۔۔ کرلے نظر تو اپنے کمال [illegible] پر
حاسد کے رشک سے بھلا کیا خوف اوسکو ہو ۔۔۔ صرصر کا زور چلتا نہین اس بہار پر
خوشبوے مشک چھپ نہین سکتی ہی سچ ہی یہ ۔۔۔ حق گو ہی ایک ہوتا ہی غالب ہزار پر
ہی فیض سے اوسیکے جو ہون اوسکا مدح خوان ۔۔۔ نازان ہون کیون نہ اس کرم بیشمار پر

تاریخ طبع کی ہوئی مجھے فکر اسلیے
ہو میرا نام بھی ورق روزگار پر

از بہر سال عیسوی ہاتف نے یہ کہا
کسواسطے ہوئے بیٹھے در انتظار پر

رکھو سر ہوس نہ ضیا لکھدو بس یہی
ہو باغ یہ زمانہ مین ہر دم بہار پر
سنہ ۱۹۰۶ع

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب وفا ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف مدظلہ

چون محلی شدہ بزیور طبع
رشک دہ مہوشان یغمائی

یعنی دیوان نادر و یکتا
یافت شہرت بملک یکتائی

بے نظیر این شہ دواوین ست
در صفائی و طرز زیبائی

چیست دیوان ناسخ و آتش
ختم بروے شدست گویائی

لفظ او مثل درج پر گوہر
معنیش ہمچو در یکتائی

پے تاریخ گفت ہاتف غیب
بلبلے شاخسار دانائی
بیاسی وحدت ۱۲ سنہ ۱۳۳۱ھ

ایضاً در اردو

جو مرتب ہو یہ دیوان احمد
دوستو تھی جسکی تمکو جستجو

شائقو کیا یہ گل بے خار ہی
سیر کرلو آکے ای فرخندہ خو

غم سے سینہ حاسدون کا چاک چاک
دل ہی دل مین جوش کھاتا ہی لہو

دوستون نے شاد ہوکر یہ کہا
جو مبارک ہو بر آئی آرزو

راحت ارواح یہ دیوان ہی
اہل فطرت کو ہی اسکی جستجو

فکر جب تاریخ ہجری کی ہوئی
ناگہان ہاتف نے کی یہ گفتگو

بخت کے سر کو بڑھا کر لکھ وفا	اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو
سن مسیحی کا اگر ہو وے خیال	سر ہر اک مصرع کا لیکر جوڑ تو
۱۸۸۶ء	۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب سیف ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی	از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ
مضمون شعرہایش تا باغ روی خوبان	حاسد چہ لب کشاید از بہر عیب و طعنہ
ہر نخل نظمہایش با طرز نو دمیدہ	ہرگز کسے ندیدہ زینسان درین زمانہ
از بہر سال طبعش ہاتف بہ سیف گفتہ	بگذار فرق اختر گو اختر زمانہ
	۱۳۰۴ھ

ایضاً در اردو

مرتب ہو گیا دیوان استاد	مجبور رشک وہ باغ جنان ہی
محلی زیور مضمون سے ہر شعر	یہ دیوان ہی کہ رشک ہوشان ہی
صفائی مضامین جسنے دیکھی	کہا بیشک بنا یہ بوستان ہی
ہوئی جب فکر مجھکو سال تاریخ	کہا ہاتف نے کیا تم پر نہان ہی
سر زائد گھٹا کر لکھ دو اے سیف	یہ کیسا عمدہ گلشن بیخزان ہی
	۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی عبد الجلیل صاحب متخلص بذوقی ساکن حیدرآباد سند شاگرد مصنف

ترتیب داد دیوان استاد من بطرزے	چشم فلک ندیدہ نے گوش او شنیدہ
چیدہ ز شاخہایش گلہائے عیش شائق	نشتر بچشم حاسد از دیدنش خلیدہ

نازک خیال چندان باشد نہ کس بدوران / گویند چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ
مضمون آبدارش اشعار پر بہارش / ناظر شدہ نثارش وز جان و دل گزیدہ
ذوقی چو سال طبعش جستم ز ہاتف آمد / باغ ارم مزیب در گوش من رسیدہ

سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از محمد صدر الدین صاحب متخلص بہ قمر برادر زادۂ مصنف دام فیضہ

نسخے دیوان اکنون شد مرتب / کہ رشک افزائے فردوس برین ست
بکام حاسدان گردید حنظل / برائے شائقان چون انگبین ست
قمر چون سال طبعش فکر کردم / کہ طرز یادگار من ہمین ست
سروش غیب الہامیہ گفتہ / شہنشاہ دواوین گو ہمین ست

سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

کیسا عمدہ ہی یہ دیوان غور سے تو دیکھیے / جسکا ہر اک شعر مثلِ گوہرِ نایاب ہی
اوسکی ہر اک سطر ہین مثل خیابان بہشت / اور مضمون دیکھیے تو موجزن سیلاب ہی
ہی کہان جرأت کہ ہو ہر شخص اوسمین غوطہ زن / دائرے کا حلقہ بیشک حلقۂ گرداب ہی
طبع کی تاریخ جب سوچی قمر نے دفعتہً / بولا خضر نیک رو دیوان نہین غرقاب ہی

سنہ ۱۳۰۳ھ — سنہ ۱۸۸۶ء

ایضاً از جناب مولوی اصغر علی صاحب متخلص باصغر ساکن مرزاپور شاگرد مصنف

بر مسلسل سطور این دیوان / بشود صدقہ سنبلِ پیچان
شاعری ختم گشت بر استاد / مستند چون بنا شد این دیوان

چون نساز د بہار نظارہ	شاہدے ہست ہمدرین بستان
بر لطیف البیانی و تحریر	چون بیاید سلام از رضوان
مرحبا مرحبا زہے طالع	خوب مطبوع گشت این دیوان
دوستان را گل ست مضمونش	دشمنان راست خنجر بران
آسمان گردنت بعجز نہاد	گشت اصغر چو طبع این دیوان
ہاتف غیب گفت تاریخش	نغمۂ راز با من خوش خوان ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احمد کا ہو دیوان	پھر دو اوین کا کیون نہ افسر ہو
دائرون پر جو خط کے غور کرے	اور بھی آسمان کو چکر ہو
جتنے حاسد ہین آج یا اللہ	تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو
صفحہ پر آئینہ نثار کرے	پھر جو پیدا کہین سکندر ہو
اپنے استاد کا چھپا دیوان	سینۂ حاسدان کو نشتر ہو
اس روانی نظم پر اصغر	پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو
خوب مرغوب یہ کہی تاریخ	غنچۂ مہر پھر نہ کیونکر ہو ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی عبد السبحان صاحب متخلص بطیب ساکن بہار شاگرد مصنف مدظلہ

چہ دیوان دلکش بحسن و لطافت	کہ ہر شعر شعری و فخر زمن شد
بہ طیب در آمد صدائے ز ہاتف	کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

چھپا دیوان احمد کا شائقو اب
کرو ارمان پورا خوب دل کا

وہ آئینہ ہو وہ دیوان رنگین
کہ جسمیں دیکھلو محبوب دل کا

ہوئی رخصت بقا چھپنے کی تاریخ
جہان نے جب کہا مرغوب دل کا
۱۳۰۳ھ

دعا طیب کی ہو سبحان سے اپنے
رہے تا حشر یہ مطلوب دل کا

ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد ستار بخش صاحب متخلص بشفا ساکن فیض آباد حال ڈاکٹر پولیس اسپتال شہر مرزاپور شاگرد مصنف عم فیضہ

شدہ مطبوع چون دیوان استاد
بفضل ایزد بیچون خلاق

شفا پرسید تاریخش ز ہاتف
اشارت کرد گو خورشید آفاق
۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب الہ آبادی متخلص بطاہر شاگرد مصنف مدظلہ

برلے سال این دیوان استاد
چو طاہر راز ما نے گشت فکرے

بصد ناز و ادا فرمود ہاتف
سپہر حسن را تابندہ مہرے
۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بہاری متخلص بفخر شاگرد مصنف مدظلہ

کس صفائی سے یہ چھپا دیوان
جسنے دیکھا دل اوسکا شاد ہوا

فخر سے سال طبع ہاتف نے
کہدیا غنچۂ مراد ہوا
۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب محمد حسن خانصاحب محافظ دفتر کچہری سپرنڈنٹی مہاراجہ بنارس متخلص بحسنؔ

مکرم معظم جناب احد
کہ اقلیم معنی کے ہیں وہ امیر
مرتب یہ دیوان جب کر چکے
ہوئے شادمان سب صغیر و کبیر
ضیائے معانی پر نور سے
اوسے شمس کہتے ہیں روشن ضمیر
پئے سال ترتیب و تاریخ طبع
حسنؔ نے کیا جبکہ غور کثیر
ندا آئی ناگاہ یہ غیب سے
احد کا بھی دیوان ہے بے نظیر
سنہ ۱۳۰۳ھ

دیگر در فارسی

مولوی احمد بفکر سلیم
نسخۂ دیوان نو مرتب کرد
نزد اہلِ خرد درین چہ سخن
ہست این نسخہ درد و اوین فرد
چون حسن جست نام تاریخے
ملہم غیب گفت نغمۂ درد
سنہ ۱۳۰۳ھ

شکر و سپاس بیقیاس خداوند کون و مکان کہ درین زمان مسرت اقتران این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامۂ فصیح البیان فہامۂ طلیق اللسان سکہ زنِ دار الضرب جدتِ معانی معرکہ آرای عرصۂ نکتہ سنجی دسخندانی جامع فضائل بیحد جناب مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسۂ مرزاپور بدوام بالسریر والسرور در مطبع نامی نظامی واقع کانپور سنہ ۱۳۰۳ ہجری بتصحیح مصنف موصوف بحکم النقل کالاصل لباس انطباع در برکشید و در چشم مشتاقان جلوۂ ظہور بخشید فقط

وجہ مہر و دستخط

برای سند اتمیعنی کہ کتاب ہذا در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردیدہ مہر و دستخط مہتمم بر خاتمۂ آن افزودہ شد



صحت نامہ بنظر ثانی و تصحیح مصنف مدظلہ العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٣	٨	پردر دغم	پردرد وغم	١٦٩	١	یوسف ہی	یوسف ہو
١٨	١٠	قدمونپہ	پاؤنپہ	١٧٦	٩	جھجکتے	جھمکتے
٤٩	٣	چلے	چلئے	١٩٩	١	نظر	گذر
٦٤	٥	لالہ	لاکہ	٢١١	١١	بھی	سے
٦٤	٩	تذکرہ	اجرا	٢٣٢	١	العقود	عقود
٦٦	٧	غنچے	غنچہ	ایضاً	٢	جمال	جال
٧٢	١٣	گل	کل	ایضاً	٤	یاران	بازان
٨٠	٨	دکھادینگے	دکھادیںگے	ایضاً	٧	سرفروشی	خودفروشی
٨٧	٧	بیڑیان	بیڑبان	ایضاً	١٩	اطراد	اطرار
٩٤	١١	سہی	اوسے	٢٣٤	٩	عالم ور طلسم	عالم طلسم
١٠٨	٤	سنتے ہین	بنتی ہی	٢٤٤	٣	وہ دیوان	یہ دیوان
١٣٥	٥	الفت	غربت				
١٤٣	[illegible]	جنکا	جسکا				